www.neweramagazine.com

# تیری دوستی میر یارا

از حیات نور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# تیری دوستی میں یارا

## ازحیات نور

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین (New Era Magazine) کیلیئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلیئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین

☆☆☆☆☆

اپنے ٹوٹے ہوئے خوابوں پر کسی کا محل بنتے دیکھا ہے کبھی؟ خوابوں کے ٹوٹنے کے بعد پھر جدوجہد سر پھوڑتی ہے آپکا۔بس اسی بہتے پسینے کے درد کو الفاظ دینا چاہے ہیں۔۔

مخملیں انگلیاں پردوں پہ پھیرتے اس نے پردے پیچھے کرکے کھڑکی کھولی تھی۔ کھڑکی سے آتی سورج کی روشنی اس کے چہرے پر ایک لہر بناتی گئی تھی۔ فوراً سے اپنا ہاتھ اس نے اپنے چہرے کے سامنے کیا تھا تاکہ وہ باہر کی سخت روشنیوں سے بچ سکے۔ اپنے چہرے سے بال ہٹاتی وہ بیڈ کی طرف بڑھی تھی۔ کھڑکی کے باہر درخت پر موجود پرندے جان چکے تھے کہ اب کون سا ہنگاما برپا ہونے والا ہے۔ چیخ وپکار سننے سے پہلے ہی آج انہوں نے پرواز بھری تھی۔ وہ اب بھی اپنے شکار کی طرف رواں دواں تھی۔

کچھ ہی لمحات میں انکا چیخ و پکار شروع ہوا۔۔

فجر خدا کیلئے یار تھوڑا سا تو رحم کرو نا مجھ پر سونے دو پلیز مجھے۔۔۔

پاس بیٹھی فجر کو دور کرتے ہوئے ضحیٰ نے پھر سے تکیہ منہ پر رکھتے ہوئے کہا۔

بالکل بھی مت سوچنا اب یہ بات۔ مسلسل بارہ گھنٹے سے گھوڑے بیچ کر گدھا بن کے سورہی ہو اب اور کتنا سونا ہے تم نے۔۔

ضحیٰ سے تکیہ چھین کر فجر نے دور پھینکا تھا۔

بارہ گھنٹے تمھیں لگتا نہیں ہے کم ہیں میرے لئے؟میں دو دو دن سونے والی بندی ہوں یار فجر چلی جاؤ پلیز۔۔

ضحیٰ ابھی بھی ویسے کی ویسے پڑی تھی۔فجر کے چلانے کا بھی اس پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

ضحیٰ بکواس نہیں کرو نا اٹھ جاؤ پلیز۔۔

فجر نے نرم لہجے میں التجا کی تھی۔ یہ اس کے برداشت کی آخری حد تھی۔ اب وہ نہ اٹھتی تو فجر اسکو گنجا کرنے کو تیار تھی۔

اچھا ایک گھنٹہ اور بس۔۔ یار بہت دنوں سے نہیں سوپارہے ہیں ہم

ضحیٰ نے چڑیا والی نگاہ سے اسکی طرف رحم کو دیکھا۔ جس پر فجر کو پیار تو آیا تھا مگر رحم نہیں۔

ارے رہنے دو نا فجر۔۔ اچھا ہے نا کہ سکون سے سورہی ہے۔۔ تم ایسا کرو کہ اسے یہیں رہنے دو۔۔ تاکہ جب یہ سکون سے نیند پوری کر کے اٹھے تو جو دو دن کے گندے برتن اور کپڑے پڑے ہیں وہ یہ صاف کرلے گی اب بھئی ہم تو پریکٹس کرکے تھکے ہونگے نا

جنت جو ابھی ابھی کچن سے کمرے کی طرف آئی تھی فجر کے کندھے پر بازو رکھ کر سیب کھاتے ہوئے بولی۔

جی جی بات تو ٹھیک ہے مگر مسئلہ یہ ہے کہ ہماری چھ سال کی جو محنت ہے

وہ کل ان محترمہ کی وجہ سے نا نیند میں ڈوب جائے گی

فجر نے جھک کر جنت کا بازو نیچے گرایا تھا۔

دفع ہوجاؤ یہاں سے تم دونوں آرہی ہوں میں۔۔ جاؤ کافی تیار کرو میرے لئے

ضحیٰ فوراً سے بیڈ سے اٹھ کر انکے قریب آئی اور ان دونوں کے بال کھینچ کر وہاں سے بجلی کی رفتار میں نکلی تھی۔

ضحیٰ کی اس حرکت پر وہ دونوں چلائی تھیں۔ مگر اس کے پیچھے جانا فضول تھا کیونکہ وہ ایک لمحہ سے پہلے انکی آنکھوں سے اوجھل ہوگئی تھی۔

تم ذرا باہر آؤ تمہیں تو ہم بتاتے ہیں بیہودہ لڑکی

جنت اسکے پیچھے سے چلائی جسکا بھرپور ساتھ فجر نے بھی دیا تھا۔۔ مگر ضحیٰ اپنا وار کر کے جاچکی تھی۔

کافی کدھر ہے میری؟

گھنگریالے بالوں کا جوڑا بناتے ہوئے وہ میز پر ان دونوں کے قریب آ بیٹھی تھی۔

ضحیٰ میڈم صرف اس لئے کہ ہم نے آپ کو آپ کی نیند سے بیدار کیا ہے آپ ہم پر ملکاؤں کی طرح حکم نہیں چلا سکتی ہیں۔۔ بات سمجھ میں آئی ہے یا

دماغ میں ٹھونسیں اب؟

بریڈ پر جیم لگاتے ہوئے فجر نے اسے خونخوار نگاہوں سے گھورا تھا۔

بس بس ڈرامے نہیں کرو میرے ساتھ۔۔ خود لے لیتی ہوں میں۔۔ ویسے بھی انسان کو اپنا کام خود کرنا چاہیئے

بے شرمی سے مسکراتے ہوئے وہ کرسی سے اٹھنے ہی والی تھی کہ جنت نے اسے واپس بٹھا کر کافی کا کپ تھمایا۔

جب تک میں ہوں۔۔ فکر تو تم دونوں نے کرنی ہی نہیں ہے نا

جنت مسکراتے ہوئے انکے قریب بیٹھی تھی۔

فجر کو اس کی اس عنایت پر حیرت ہوئی تھی۔ ابھی کچھ دیر پہلے ہی تو وہ اسکی جان لینے کا کہہ رہی تھی۔ خیر اس نے پھر سے کھانے پر توجہ دی۔

بالکل بالکل ہماری دوست کم ماں زیادہ ہیں نا آپ۔۔ آپ کے ہوتے ہوئے فکر کیسی

ضحیٰ نے پیار سے جنت کے خوب گال کھینچے تھے۔ فجر نے بھی فوراً سے حصہ ڈالا تھا۔

میرا تو کل کیلئے بہت دل گھبرا رہا ہے یار۔۔ چھ سال مسلسل محنت کی ہے کل کے کمپیٹیشن کیلئے۔۔ دن رات موقع ڈھونڈ کر یہاں تک آئے۔۔ بس کل کا

کمپٹیشن ہوجائے تو کل کی رات خوب پارٹی کریں گے۔۔ ہائے کب سے انتظار کررہی ہوں اچار والی بریانی کھانے کا۔ ٹھنڈی برف فانٹا پینے کا۔۔ گول گپے۔۔ افففففف

فجر نے میز پر سر رکھا تھا۔ شاید خوف تھا کہ کہیں منہ سے ٹپکتا ہوا پانی نیچے ہی نہ گر جائے۔

اور میں تین چار دن کی مسلسل نیند لوں گی۔۔ گھوموں گی پھروں گی۔۔ آزاد پرندے کی طرح بالکل۔۔ چھ سال کی قید ختم ہوگی۔۔ ہمارا خواب پورا ہونے جارہا ہے۔۔ یقین ہی نہیں آرہا

ضحیٰ نے مسکراتے ہوئے کافی کا کپ لبوں کو لگایا تھا۔

ایسا کچھ بھی نہیں ہونے والا خواتین کیونکہ کل جب ہم جیت جائیں گے تو ہم مکمل قید میں آجائیں گے۔۔ کیونکہ پھر ہمیں کیا کھانا ہے کیا پہننا ہے کہاں جانا ہے اور پبلک میں کس طرح سے رہنا ہے۔۔ اس سب کا فیصلہ ہم نہیں کریں گے

جنت نے شانے اچکائے تھے۔

کیا بکواس ہے بھئی۔۔ چھ سال کے اتنے مراحل کے بعد فائنلی جب ہم سنگرز بن جائیں گے تب بھی ہمیں قید ہی رہنا پڑے گا۔۔ نو وے ہم لوگوں کو اپنی آواز کے ساتھ ساتھ اپنی انگلیوں پر بھی نچوائیں گے

ضحیٰ نے شوخ لہجے میں کہا۔

آہاں دیکھتے ہیں کون کسے نچوائے گا

جنت نے قہقہہ بلند کیا تھا۔

میں ناچنے والے لوگوں میں سے نہیں ہوں جنت ورنہ اب تک یہ جو تین چمچ بھر بھر کے مرچوں کے تم نے میرے آدھا کپ کافی میں ڈالے ہیں نا یہاں پر جنگا لالا ہو ہو کررہی ہوتی میں۔۔ مگر دیکھو سکون سے سامنے ہوں تمہارے

ضحیٰ نے تحمل سے کہا تھا مگر جنت کے تن بدن کو آگ لگا چکی تھی وہ۔

جنت

فجر نے حیرت سے جنت کی طرف دیکھا تھا جس پر ان دونوں کا قہقہہ ہوا میں گونجا تھا۔

بہت چالاک ہے بھئی یہ لڑکی

جنت نے ضحیٰ کے گھنگریالے بال کھینچے تھے جس سے اسکا جوڑا کھل گیا تھا۔

جنت اسکا اگر ذرا سا بھی گلا ہوگیا نا خراب میں بتارہی ہوں تمہیں ہماری چھ سال کی جدوجہد رائیگاں چلی جائے گی

فجر سنجیدہ ہوئی تھی۔

ارے کچھ نہیں ہوتا۔۔ چلو شاپنگ پہ چلتے ہیں

جنت فوراً سے اٹھی تھی۔

میرا خیال ہے پریکٹس کرلیتے ہیں۔۔ کیونکہ ہمارے پاس بس آدھا دن ہے

فجر نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے واپس بٹھایا تھا۔

بیٹا جی لکس میٹر

ضحیٰ بھی اب جنت کے ساتھ ہوئی تھی۔

لُکس کی بات کون کررہا ہے۔۔ جسکے ساری عمر بال ہی اس کے قابو میں نہیں آئے

فجر جنت کے ہاتھ پر ہاتھ مارتی ہوئی ضحیٰ کے آگے آگے بھاگی تھی۔

ضحیٰ بھی انکے پیچھے دوڑی تھی۔

اوہ بھئی جلدی سے کھانا لے آؤ بھوک سے برا حال ہونے لگ گیا ہے میرا۔۔ صبح سے گھارہیں تھیں دونوں مجھے پانی تک نہیں پلایا۔۔ اتنا برا سلوک تو کوئی گھر کے باہر پڑے ہوئے کتے کا نہیں کرتا ہے۔

صوفے پر بے سدھ پڑی ضحیٰ نے چیخ و پکار شروع کی تھی۔

صبر کرجاؤ لڑکی۔۔ فجر کہاں ہیں؟

جنت ضحیٰ کو پانی کا گلاس دیتے ہوئے صوفے پر اس کے قریب بیٹھی نگاہ

گھمانے لگی تھی۔

فجر کی امی کا فون ہے۔۔ انہی سے بات کرنے گئی ہے۔

پانی کا گلاس تھام کر اس نے اپنے منہ پر ٹھنڈک کیلئے پھینکا تھا۔ جنت نے اسے پھر سے خوفناک نظروں سے گھورنا شروع کیا تھا۔

کیا ہے بھئی اتنی گرمی میں خوار ہوئی ہوں تم دونوں کے ساتھ

ضحیٰ نے جنت کا منہ اپنے ہاتھ سے دوسری جانب کیا تھا۔ وہ ابھی اس سے لڑنے کے موڈ میں نہیں تھی۔

ابھی تو اسے بس آرام کرنا تھا۔

سدھر جاؤ ضحیٰ۔۔ میں فجر کو دیکھ کے آتی ہوں

ضحیٰ کے گال کھینچتے ہوئے جنت وہاں سے اٹھی۔

جواباً ضحیٰ نے صرف سر کو خم دیا تھا۔

کمرے کا دروازہ کھلا دیکھ کر جنت کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ فجر کے قریب جاکر بیٹھنے پر اسے معلوم ہوا کہ فجر کی آنکھیں نم ہیں۔ ہاں وہ بری طرح روئی ہے۔

فجر؟ کیا ہوا ہے؟

فجر کے آنسو صاف کرتے ہوئے جنت نے فجر کے سر کو اپنے کندھے پر رکھا

تھا۔

چھ سال ہوگئے ہیں۔۔ ماں بابا سے مل ہی نہیں سکی۔۔ کبھی اتنا دور نہیں رہی ان سے۔۔ اب جب منزل کے اتنا قریب ہوں۔۔ تو ان سے بات کر کے دل چاہ رہا ہے فوراً سے ان کے پاس چلی جاؤں۔۔ انکی گود میں سر رکھوں۔۔ انکے پاس بیٹھوں۔۔ ان سے اپنے آنسو صاف کرواؤں۔۔ انکے ساتھ کھانا کھاؤں۔۔ قہقہے لگاؤں۔۔ انکا پیار محسوس کروں

جنت کے کندھے پہ سر رکھے وہ مسلسل بولتی جارہی تھی۔

بس جنت تھوڑا سا اور صبر کرلو۔۔ صرف کل کا ہی دن ہے پھر تم ان سے مل لوگی۔

جنت نے اسکے چہرے پہ آئے بال سنوارے تھے۔

چھ سال کم نہیں ہوتے جنت۔۔ کتنا کچھ کھودیا ہے میں نے۔۔ وہ حسین لمحے۔۔ وہ مسکراہٹیں۔۔ وہ خوشیاں۔۔ سب صرف اپنا خواب پورا کرنے کیلئے ہی۔ پتا ہے جب اسحاق امی بابا اور اپنی اکھٹی تصاویر بھیجتا ہے تو کتنا اکیلا پن محسوس ہوتا ہے مجھے۔ میں بھی انہی کا ایک حصہ ہوں مگر بے بسی دیکھو کہ ان سے چھ سال سے نہیں مل پارہی۔۔ لیکن پتا ہے۔۔ پھر خوشی بھی ہوتی ہے بہت کہ اپنا خواب پورا کرکے ملوں گی ان سے میں۔۔ انکے سامنے کچھ بن کے جاؤں گی۔

فجر جنت کی طرف دیکھ کر مسکرائی تھی۔

ایٹلیسٹ تمہیں امید ہے۔۔ میرے پاس تو وہ بھی نہیں۔۔ جیسا چل رہا ہے سب ویسا ہی چلے گا۔۔ جیت کر بھی کس کے پاس جاؤں گی۔۔ میرے پاس تو ماں باپ بھی نہیں ہیں۔۔ یا پتا نہیں ہیں بھی تو کہاں ہیں۔

جنت کی گال سے ایک آنسو گرا تھا۔

جنت

فجر نے جنت کو بے بسی سے دیکھا تھا۔۔ جنت کو کوئی یتیم خانے میں چھوڑ گیا تھا یہ وہ سب جانتی تھیں اور جنت بہت کم اس بارے میں ذکر کیا کرتی تھی۔۔ مگر جب بھی کرتی تھی یونہی رو پڑتی تھی۔

کبھی کبھی تو مجھے ڈر لگتا ہے کہ اگر کوئی مجھ سے میری پہچان کے بارے میں پوچھے گا تو میں کیا کہوں گی؟ یتیم خانے کے باہر پھینک دی گئی تھی میں۔ اور وجہ پتا نہیں کیا تھی۔ کس کس طرح کے خیالات آئیں گے لوگوں کے دماغ میں۔۔ فجر میں۔۔ فجر میرا کیا قصور تھا اس سب میں؟

جنت کی آنکھیں بھر چکیں تھیں۔۔ بہت ہمت کرکے اس نے آنسوؤں کو سنبھالا تھا۔۔ فجر کی طرف مایوسی سے دیکھتی وہ اب رو پڑی تھی۔ فجر نے اسے گلے سے لگایا تھا۔

ایسا نہیں سوچتے جنت۔۔ میں ہوں۔۔ ضحیٰ ہے۔۔ اور تمہیں کون چاہئے بھلا

جنت کو گلے سے لگائے فجر اسے تسلی دینے لگی تھی۔

جنت بمشکل خود کو سنبھالنے کی کوشش کررہی تھی۔

ضحیٰ کو باہر اکیلا چھوڑ کر یہاں پہ ایموشنل ڈرامہ لگایا ہوا ہے۔۔ رُک جاؤ۔۔ آگئی میں بھی۔

کافی دیر کے انتظار کے بعد اب ضحیٰ بھی کمرے میں آکر ان سے لپٹ چکی تھی۔

بال سنبھالو اپنے میرے منہ میں جارہے ہیں ضحیٰ۔۔ یک

فجر نے ضحیٰ کے بال کھینچے تھے۔

اففففففففف میرے بالوں کو بخش دو تم دونوں خدا کیلئے

ضحیٰ نے منہ بسورا تھا۔ جنت مسکرانے لگی تھی۔

فجر اور ضحیٰ کی کوششوں سے جنت کچھ لمحات پہلے ہونے والا ایموشنل سین بھول کر اب ہنسنے لگی تھی۔ ان تینوں کے قہقہے ہوا میں بلند ہوئے تھے۔

اب ایسا کرتے ہیں تھوڑی سی پریکٹس کرلیتے ہیں۔۔ یہ نہ ہو اوورکونفیڈنس لے ڈوبے۔۔

ضحیٰ نے ان دونوں پر ایک نگاہ ڈالی تھی۔

ناممکن فائنل میں بس دو گروپس ہیں۔۔ ہم اور تحمینہ لوگ۔۔ اور انکو میں کل

گزرتے گزرتے سن آئی ہوں۔۔ مجھے تو ڈر ہے کہ کہیں لوگ ٹماٹر ہی نہ پھینکیں ان پر

جنت نے افسوس کیا تھا۔

ہاں فائینل میں تو ایسے ہی پہنچ گئیں نا وہ

فجر نے اسے طنز کیا تھا۔

ارے ہمارا مقابلہ ہی نہیں ہے کوئی فجر۔۔ یقین کرو

جنت نے اسکے گال کھینچے تھے۔

پر میرا گلا درد کررہا ہے یار

ضحیٰ نے خطرے کی گھنٹی بجائی تھی۔

اور میرا بھی

جنت نے بھی حصہ ڈالا۔

افففف افففف لڑکیو کہا تھا کہ کچھ بھی غلط مت کھانا۔۔ چھ سال بیکار چلے جائیں گے ورنہ ہمارے۔۔ اٹھو اب جلدی سے

ان دونوں کی یہ بات سن کر فجر کافی پریشان ہوئی تھی۔۔ اور ہونا بھی بنتا تھا آخر بچپن کا خواب جب چھ سال کی محنت کے بعد پورا ہونے لگے تو پریشانی تو بہت عام ہے حادثات میں۔

کہاں؟

ضحیٰ اور جنت بیک وقت بولیں تھیں۔

قہوہ بنا کے دوں تم دونوں کو۔۔ دیکھنا فوراً سے ٹھیک ہوجائے گا۔

بیڈ سے اٹھتے ہوئے وہ پاس پڑی کرسی کے ساتھ ٹکرا کر بہت زور سے گری تھی۔ ٹھوکر ہمیشہ تب ہی کیوں لگتی ہے جب نہیں لگنی چاہیئے۔

تم ٹھیک ہو فجر؟

جنت اور ضحیٰ دونوں اسے اٹھانے کو بڑھیں تھیں۔

مجھے اٹھانے کیلیئے اگر تم دونوں کو خود گرنا پڑے تو ہر گز نہیں۔۔ ایسا مت کرنا کبھی بھی۔۔ بالکل مت گرنا

فجر نے انہیں اشارے سے منع کیا۔

فجر

ان دونوں نے اسے بے یقینی سے دیکھا تھا۔

مجھے آتا ہے اٹھنا۔۔ میں اٹھ جاؤں گی۔۔ ہاں وقت لوں گی۔۔ مگر اٹھ جاؤں گی۔۔ لیکن اگر تم دونوں گرگئیں۔۔ تو میں نہیں اٹھا پاؤں گی۔۔ تو میرے لئے مت گرنا

مسکراتے ہوئے وہ کرسی کا سہارا لیکر اٹھی تھی۔

یہ فلاسفیاں ہمارے آگے مت چلایا کرو۔۔ ورنہ اگلی دفعہ گروگی تو گاڑ دیں گے

فجر کی پیٹھ پر زوردار تھپڑ مارتے ہوئے ضحیٰ گنگناتے ہوئے کمرے سے نکلی تھی۔جنت نے فجر کی پیٹھ سہلائی تھی۔

ضحیٰ کی اس حرکت پر وہ دونوں ہنسنے لگیں تھیں۔

آجاؤ اب کھائیں کچھ یار

ضحیٰ نے پھر سے درد بھری آہ بھری تھی جس کا اب کی بار ان دونوں پر اثر ہوا تھا۔ وہ فوراً سے باہر کو نکلیں تھیں۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

یہ لو پکڑو۔۔ اور گرم گرم پیو اسے

قہوے کا کپ جنت کے ہاتھ میں دیتے ہوئے فجر اب ضحیٰ کی طرف بڑھی تھی۔

شکریہ میری جان

جنت نے مسکراتے ہوئے فجر کی طرف دیکھا تھا۔

یہ پکڑو تم بھی اور بس گرم گرم پئیو اسے۔

فجر نے اب کپ ضحیٰ کے ہاتھ میں دیا تھا۔

یار میں نہیں پی رہی اسے عجیب بدبو آرہی ہے اس میں سے اور رنگ دیکھو

اس کا ذرا

ضحیٰ نے خوب نقائص نکالے تھے۔

ضحیٰ انسان کی بچی بن کر پئیو اسے۔۔ یہ جو تم ٹھنڈی ڈرنکس لیتی ہو نا۔۔ یہ اسی وجہ سے ہے۔ خاموش ہوکر پیو اسے

فجر نے میز پر زور سے ہاتھ مارا تھا۔

یہ کون سا بابا تمہیں ٹوٹکے بتاتا رہتا ہے یار۔۔ میں بہت تنگ ہوں اس سے۔

ضحیٰ نے منہ بسورتے ہوئے فجر پر نگاہ ڈالی تھی۔

ضحیٰ

جنت نے اسے گھورا تھا۔

ضحیٰ کی بچی اسے چپ کرکے ایک سانس میں پی جاؤ۔۔ جب بھی کبھی میرا گلا درد کیا کرتا تھا تو میری امی بنا کے دیا کرتی تھیں مجھے۔۔ اور راتوں رات سکون ہوجایا کرتا تھا۔

فجر نے بھنویں اچکا کر تصدیق کی تھی۔

لاؤ لاؤ مجھ ہی پر سارے تجربات کرکے ماردو تم لوگ منحوسوں

ضحیٰ نے بے دلی سے پینا شروع کیا تھا۔

ہاں ہاں ہاں۔۔ تم ہی تو ہو ہماری قربانی کا بکرہ

جنت اور فجر بیک آواز بولیں تھیں۔ اور ساتھ ہی دونوں قہقہہ لگانے لگیں جنہیں دیکھ کر ضحیٰ نے منہ بسورنا شروع کیا تھا۔

پتا نہیں کون سی جڑی بوٹیاں ملا ملا کر لائی تھی تم فجر۔۔ دیکھو لیکن تمہاری محبت میں یہ بھی پی لیا میں نے۔

ضحیٰ نے بھرپور احسان جتایا تھا۔ جس پر وہ تینوں خوب ہنسیں تھیں۔

اچھا فجر۔۔ تم پلیز میرے کپڑے دیکھ کے پریس کردو گی پلیز؟ ایکچوئلی۔

جنت فجر کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔

ارے کوئی مسئلہ نہیں میں بس ابھی جا کر کرتی ہوں۔

جنت مزید کچھ کہتی اس سے پہلے ہی فجر نے قبول کیا تھا۔

آخری ٹائم میں تمہیں فجر ہی کیوں یاد آتی ہے جنت۔۔ ابھی ہم نے پریکٹس بھی کرنی ہے۔

ضحیٰ جنت کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔

مجھے تو ہر وقت فجر ہی یاد رہتی ہے اور یار اتنے مصروف دن تھے یاد ہی نہیں رہا نا

جنت نے مسکراتے ہوئے وضاحت دی تھی۔

ارے کوئی نہیں کوئی نہیں۔۔ ہم پہلے پریکٹس کرلیتے ہیں۔۔ جب تم دونوں

سو جاؤ گی میں تب کردوں گی اتنا وقت نہیں لگے گا۔

فجر نے معاملہ سلجھایا تھا۔

اپنا بھی کچھ دیکھ لینا محترمہ کل التمش ہینڈل کر رہا ہے سارا شو۔۔ اور مجھے تو یقین ہے کل فائنلی چھ سال بعد وہ تمہیں پرپوز کر ہی دیگا۔ تو تمہیں بے حد حسین لگنا چاہیئے نہ

ضحیٰ اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے بولی تھی۔

تمہیں کس نے کہا ہے یہ؟

فجر فوراً سے اسکی طرف لپکی تھی۔

چھ سال سے تمہارے برے بھلے میں ساتھ ہے وہ۔۔ اسے منع کردیا تو بہت خسارے کا سودا کرو گی۔

جنت اب فجر کے قریب آئی تھی۔

ایسی بات نہیں ہے

فجر نے نگاہ جھکائی تھی۔

التمش نے کہا تھا کہ چھ سال وہ اسی لئے تمہیں کچھ کہہ نہیں پایا کہ تم اپنے خوابوں کے لئے محنت کررہی ہو۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ تمہارا فوکس کہیں اور جائے۔ اب جب کل تم فائنلی اپنا خواب پورا کرلو گی تو اسے بھی موقع دینا

اپنے خوابوں کو تکمیل دینے کا۔

ضحیٰ نے اسکے کندھے پر بازو رکھا تھا۔

صحیح کہہ رہی ہے۔۔ اور تمہیں بھی تو وہ پسند ہے۔۔ تو پھر کس بات کی دیر کرنا چاہتی ہو؟

جنت نے اس کے دوسرے کندھے پر آکر سر رکھا تھا۔

دفع ہوجاؤ تم دونوں۔۔ پریکٹس کیلیئے چلو اب

فجر نے دونوں کو خود سے ہٹایا تھا۔

منہ میں کچھ ہے مگر دل میں کچھ ہے

جنت گنگناتے ہوئے گئی تھی۔

جنت

فجر چلائی تھی۔

ارے پریکٹس یار پریکٹس کل کیلیئے۔۔ انکی معصومیت پر نہ جانا۔۔ انکے دھوکے میں ہرگز نہ آنا

جنت کی طرف دیکھتے ہوئے ضحیٰ نے بھی شانے اچکائے تھے۔

خبیث عورتیں نہ ہوں تو

فجر چلاتی ہوئی انکے پیچھے بھاگی تھی۔

مگر کہہ تو وہ دونوں سہی رہیں تھیں۔ چھ سال میں جب اس کے ساتھ اس کے والدین بھی نہیں تھے جب انہوں نے بھی ساتھ نہیں دیا اسکا تب بھی التمش تھا۔ اس کے برے بھلے میں اسکا ساتھ التمش نے دیا تھا۔ دن کیا رات کیا اس کیلئے التمش موجود رہا تھا۔ کیسے ممکن تھا کہ وہ التمش کو منع کردیتی۔ کیسے ممکن تھا کہ وہ اپنا التمش کسی اور کے حوالے کردیتی۔ اس کی چھ سال کی مسلسل محنت کا صلہ بھی اگر وہ محبت سے نہ دیتی تو معاف کیسے کردیتی خود کو۔ چھ سال وہ بندھا رہا تھا اسکے ساتھ۔۔ کیسے وہ اتنی آسانی سے اسے دور کردیتی۔۔ نظر تو سب فجر کو بھی آرہا تھا۔۔ اسکی محبت اور پیار سبھی۔ تو پھر کیسے وہ اسے منع کردیتی۔.

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

بلیک سلک گاؤن کے نیچے بلیک ہیل پہنے وہ دونوں بیک سٹیج پر کھڑیں جنت کا انتظار کررہی تھیں جو پانی پینے کیلئے منظر سے غائب ہوئی تھی۔

یار فجر کہاں گئی ہے یہ لڑکی۔۔ ابھی کچھ دیر میں ہماری باری ہے اور یہ محترمہ اب غائب ہوگئیں ہیں۔

ضحیٰ نے دل کی بھڑاس نکالتے ہوئے یہاں وہاں ٹہلنا شروع کیا تھا۔

کچھ بھی نہیں ہوتا ضحیٰ۔۔ تم بس تھوڑا سا حوصلہ رکھو۔۔ آجاتی ہے وہ پانی لیکر

آتی ہی ہوگی۔ چھ سال بھی تو صبر کیا ہے نہ۔ اب اور کرلو تھوڑا

فجر نے ضحیٰ کے کندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

فجر

فجر کے کانوں میں اس کا نام گونجا تھا۔ اس نے مڑ کر دیکھا تو وہ التمش تھا۔

التمش بلیک جینز پر وائٹ ٹی کے ساتھ نیوی بلیو کوٹ پہنے ہاتھوں میں جوس کی بوتل پکڑے کھڑا تھا۔

التمش تم

اپنے بالکل سامنے کھڑے التمش کو دیکھ کر وہ حیران ہوئی تھی۔ آج تو اس نے التمش سے نہ ملنے کا فیصلہ کیا تھا۔۔ آج کیسے وہ سب سے پہلے التمش سے ہی ملی۔

التمش میں بھی یہیں کھڑی ہوں۔۔ یا تم نے صرف دیکھنا ہی فجر کو ہے بھئی۔

التمش کے ہاتھ سے جوس بوتل لیتے ہوئے ضحیٰ نے التمش کے کندھے پر بازو رکھا تھا۔

نہیں ایسی بات نہیں ہے ضحیٰ میں تو بس۔۔

التمش نے مسکراتے ہوئے سر جھکا کر گردن پہ ہاتھ پھیرا تھا۔

بکواس نہیں کرو ضحیٰ۔۔ جاؤ جاکر جنت کو دیکھو کیوں نہیں آئی اب تک

فجر نے ضحیٰ کی کمر پر زوردار تھپڑ مار کر جانے کا اشارہ کیا تھا۔

بالکل۔۔ کباب میں ہڈی کیوں بنوں میں بھئی ٹیک یور ٹائم ڈوڈ

التمش کو تھپکی دیتے ہوئے وہ فوراً سے فرار ہوئی تھی۔۔ گویا اسے موقع دیا ہو اپنی محبت مانگنے کا۔

اسکی باتوں کا برا مت ماننا یہ بس ایسے ہی مزاق کرتی رہتی ہے

فجر نے شرمندگی چھپاتے ہوئے کہا۔

ارے نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔ میں چھ سال سے جانتا ہوں۔۔ چھوٹی بہنوں جیسی ہے میری۔۔ برا کیوں مانوں گا۔

التمش نے بھنویں اچکائی تھیں۔

اوہ آؤ بیٹھو یہاں

فجر نے پاس پڑی کرسی کی طرف اشارہ کیا تھا۔

ہمم یہ لو جوس پیلو۔۔ یہاں کافی گرمی ہے۔۔ پرفام کرنے سے پہلے انرجی ملے گی تھوڑی۔۔

التمش نے جوس کی بوتل فجر کو تھمائی تھی۔

شکریہ التمش۔۔ آج تک کیلئے میری مدد کرنے کا۔۔ تم نہیں ہوتے تو میں یہاں تک نہیں پہنچ سکتی

فجر نے سر جھکایا تھا۔

شکریہ کس لئے۔۔ یہ سب تو تمہارا حق تھا مجھ پر۔۔ بس وہی حق ادا کیا ہے میں نے تو۔

التمش نے فجر کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا تھا۔

جواباً فجر مسکرائی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ التمش کیا کہنا چاہ رہا ہے۔ مگر اب اتنی بھی بیوقوف نہیں تھی کہ فوراً سے سمجھ جاتی۔۔ چناچہ اس نے انتظار کیا کہ التمش اپنے دل کی بات کہہ ہی دے۔

مجھے ایک بات کہنی تھی تم سے فجر

فجر کے پیچھے جاتے ہوئے اب اس نے اس کے کھلے بالوں کی چٹیا بنانا شروع کی تھی۔

کیا کہنا تھا؟

فجر ساقط بیٹھی اسے سن رہی تھی۔

تم ہمیشہ کی طرح بے حد حسین لگ رہی ہو۔۔ مگر یہ کھلے بال تمہارا حسن چھپا رہے تھے۔۔ دیکھو میں نے ٹھیک کر دیا۔

فجر کے بالوں کی چٹیا بنا کر اس نے ایک لٹ آگے کو پھینکی تھی۔ اور آکر اس کے پیروں میں بیٹھ کر اسے دیکھنے لگا۔

اور التمش تم ہمیشہ کی طرح میری تعریف کرکے مجھے ہنسا چکے ہو

فجر کھل کے مسکرائی تھی۔

یہ زلفیں کھلی اچھی لگتی ہیں جاناں

مگر جب تک تمہارے رخسار سے دور رہیں

التمش اب گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا۔۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ اب چھ سال کے انتظار کے بعد فجر کو اپنے دل کی بات کہہ دینے والا ہے۔

مگر قسمت آپ پر اتنا مہربان کب ہوتی ہے کہ آپ کو ہر خوشی ایک ساتھ ہی ملنے لگے۔ کہیں نہ کہیں سے کوئی آزمائش آکر آپ کا سر پھوڑتی ہے۔ اور پھر۔۔ وہ خوشی کا جو سکون ہوتا ہے وہ تو پل بھر میں چھنتا ہے آپ سے۔

التمش کچھ کہتا اس سے پہلے ہی وہ گانا کوئی گانے لگا تھا جو ضحیٰ فجر اور جنت نے گانا تھا۔

آواز جانی پہچانی تھی۔۔ بلکہ خوب واقف تھیں وہ اس آواز سے۔ وہ جنت کی آواز تھی۔

جنت

فجر اپنے حواس میں آئی تھی۔

تھپڑ پر گیا منہ پر فجر تھپڑ پڑ گیا

بالوں سے پنز نکالتی اپنا بیج اتار کر پھینکتے ہوئے ضحیٰ ہنستے ہوئے اس کے پاس آئی تھی۔۔ اس کی آنکھیں سرخ تھیں۔

التمش کو کچھ کچھ کہانی سمجھ آنے لگی تھی۔

ک ک کیا مطلب ہوا اس بات کا ضحیٰ؟ اور جنت کہاں ہے؟

فجر کی آنکھوں سے آنسو گرے تھے۔ التمش نے لڑکھڑاتی فجر کو سہارا دیا تھا۔

آؤ۔۔ دیکھو

فجر کو دھکیلتی ہوئی وہ سٹیج کے قریب لے گئی تھی اور تھوڑا سا پردہ ہٹا کر اسے سامنے کا منظر دکھایا تھا۔ التمش بھی انکے ساتھ ہوا تھا۔

سامنے وائٹ نیٹ گاؤن پہنے جسکا گھیر ہوا کی وجہ سے دور دور تک اڑ اڑ جاتا تھا۔ ماتھے پر خوبصورت ہیڈ وئیر پہنے وہ بالکل آسمان سے اترتی ہوئی کوئی پری معلوم ہوتی تھی۔

فجر نے منہ پر ہاتھ رکھ کر رونا شروع کیا تھا۔ وہ خود کو سنبھال نہیں پا رہی تھی۔

فجر سنبھالو خود کو

التمش نے پھر سے اسے سہارا دیا تھا اور لا کر کرسی پر بٹھایا تھا۔

یہ تو گروپ کمپیٹیشن تھا۔۔ تو پھر یہ اکیلی کیسے؟ یہ تو بالکل رولز کے خلاف

تھا۔۔۔۔

روتے ہوئے بمشکل اس نے التمش کی طرف دیکھا۔

ضحیٰ تم فجر کو سنبھالو میں دیکھ کر آتا ہوں کہ معاملہ کیا ہوا ہے

التمش نے ضحیٰ کی طرف دیکھا تھا جس بیچاری کو خود سنبھلنے کی ضرورت تھی۔

ضحیٰ کرسی کھینچ کر اس کے پاس بیٹھی تھی۔۔ اس سے زیادہ وہ اسکے لئے اس وقت کچھ نہیں کرسکتی تھی۔

اٹھو چلو واپس چلیں

خوب رونے کے بعد آنسو صاف کرتے ہوئے ضحیٰ اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔

اور فجر کو بھی اٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔

تم جاؤ۔۔ میں اپنے ضائع ہوئے چھ سال کا حساب لیکر آتی ہوں

فجر ابھی بھی وہیں بیٹھی تھی۔

دور کردو اسے فجر۔۔ چلو میرے ساتھ

ضحیٰ نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے اٹھانا چاہا تھا۔

فجر نے نفی میں سرہلایا تھا۔

فجر ضحیٰ

نم آنکھوں کے ساتھ سر پر اب کراؤن پہنے جنت ان دونوں کی طرف بڑھی تھی۔

وہ دونوں اسکی جیت کی خبر سن چکیں تھیں۔

یار فجر کسی عقلمند نے بالکل ہی ٹھیک کہا ہے۔۔ جو نیکیاں آپ کے ساتھ آپ کے جان سے زیادہ عزیز دوست کرسکتے ہیں وہ دشمنوں کے تو وہم و گمان تک میں نہیں ہوتی ہیں۔ ایسے ایسے طریقوں اور جگہوں سے وار کرتے ہیں کہ بندہ تو سوچ میں ہی پڑجاتا ہے

قہقہہ لگاتے ہوئے ضحیٰ فجر سے مخاطب ہوئی تھی۔

جنت جان گئی تھی کہ وہ اب کسی طرح بھی انکا دل صاف نہیں کرسکتی ہے۔

فجر اٹھ کھڑی ہوئی تھی اور اب جنت کے پاس آئی تھی جس نے اپنا سر جھکایا ہوا تھا۔

کیوں کیا تم نے ایسا کام جس کی وجہ سے تمہارا اپنی دوستوں کے سامنے ہی سر جھک گیا

ڈھیلی ڈھیلی بولتے اس نے اپنی آنکھ سے گرتا آنسو صاف کیا تھا۔

فجر مجھے معاف کردو پلیز

جنت روتے ہوئے اس کے پیروں میں بیٹھی تھی۔

ضحیٰ کا غصہ مزید بڑھتا گیا۔ معافی ہی مانگنی تھی۔۔ شرمندہ ہی تھی۔۔ پچھتا ہی رہی ہے تو یہ پندرہ منٹ پہلے حرکت کیا کر کے آئی ہے۔

تم نے کیوں کیا یہ سب جنت

فجر اس سے دوقدم دور ہوئی تھی۔

فجر تم جانتی ہو کہ ہم کتنا سیریس تھے اس کیلئے۔۔ ہمارا چھ سال کا خواب تھا۔۔ باس نے کہا کے سب مجھے دیکھنا چاہتی ہے۔۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ تم دونوں پرفارم کرو فجر

روتے ہوئے اس نے آگے بڑھ کر فجر کا ہاتھ تھاما تھا۔

اِٹلیسٹ اب ہم تو نہیں کہو جنت

فجر نے اسکا ہاتھ جھٹکا تھا۔

چھوڑو فجر رہنے دو

ضحیٰ نے اسے تھپکی دی تھی۔

میری اور ضحیٰ کی محبت و محنت۔۔ سب ضائع چلا گیا

فجر نے آنکھیں بند کرکے اپنے آنسو بہائے تھے۔

جنت بری طرح سے روئی تھی۔

ایٹلیسٹ تم ہمیں یہ سب پہلے بتادیتی جنت۔۔ تاکہ ہم تمہارے ڈریس کیلئے پاگلوں کی طرح خوار ہوکر پیسہ نہیں جمع کررہے ہوتے

فجر نے افسوس کیا تھا۔

پہلے بتادیتی تو تم لوگ مجھ سے نفرت کرنے لگ جاتے

جنت نے وضاحت دینا چاہی تھی۔

ابھی بھی کسی محبت کی امید مت رکھنا۔۔ کوئی پیار ویار نہیں آرہا ہمیں تم پر

ضحیٰ نے اسکا منہ نوچ کر اسے دور کیا تھا۔

تم فکر نہیں کرو فجر۔۔ چھوڑو۔۔ بس سوچ لو کہ ہم نے یہ سب ایک کتے کیلئے کیا۔۔ اور جب وہ کتا کھا پی کر خدمتیں کروا کر چلاگیا تو ہمارے لئے بہت ساری گندگی چھوڑ گیا صاف کرنے کو۔

ضحیٰ نے جنت کی طرف اشارہ کیا تھا۔

مگر کتے تو وفادار ہوتے ہیں نہ ضحیٰ

فجر نے ضحیٰ کی طرف دیکھا تھا۔

ہمارا وفادار کتا بن گیا نہ

ضحیٰ اور فجر دونوں نے اب نیچے بیٹھی روتی ہوئی جنت کی طرف دیکھا تھا۔

سرجھکاکر بیٹھنے کی وجہ سے اسکا کراؤن زمین بوس ہوگیا تھا۔

میری بات سن لو تم دونوں خدا کیلئے میرا کوئی نہیں ہے تمہارے علاوہ

جنت نے زمین پر زور سے ہاتھ مار کے پھر سے رونا شروع کیا تھا۔

تمہارے ہی تو ہیں سب جو تمہیں یہاں تک لے آئے ہیں ہم تو بس تمہارے ہاتھوں استعمال ہوئے ہیں جنت

فجر مسلسل اسے دیکھ رہی تھی اور بار بار گال سے گرتے آنسو صاف کررہی تھی۔

اور ایک بات تم نے کہا تھا نہ کہ پتا نہیں مجھے کیوں یتیم خانے کے باہر چھوڑ گئے تھے۔۔ تو سنو کہ تم جیسے گندے خون کو اپنے پاس رکھنا بھی کوئی نہیں چاہے گا جنت شکل مت دکھانا اپنی دوبارہ

ضحیٰ اسے مزید تکلیف دیکر فجر کا ہاتھ پکڑتے ہوئے وہاں سے لیکر گئی تھی۔

وہ بہت زیادہ بول چکی تھی مگر اسے اس بات کی کوئی شرمندگی نہیں تھی۔

کیونکہ ان دونوں کے چھ سال تباہ ہوئے تھے۔۔ چھ سال انہوں نے ایک شو کو دیئے تھے۔۔ اپنا گھر تعلیم سب چوڑ کر صرف ایک خواب کی ہوکر رہ گئی تھیں جہاں سے انہیں منہ پر زوردار تھپڑ پڑا تھا۔

چھ سال کے بدلے ایک تھپڑ۔

فقط ایک تھپڑ

روتی ہوئی دو زندہ لاشوں کو لیکر التمش ہاسٹل پہنچا تھا۔ ضحیٰ نے آگے بڑھ کر کمرے کا دروازہ کھولا تھا۔ التمش نے فجر کو تھاما ہوا تھا، جو اس وقت ضروری بھی تھا۔ کیونکہ التمش اگر اسے نہ پکڑتا تو جس مردہ لاش کی طرح فجر کھڑی تھی وہ یقیناً گرجاتی۔ ضحیٰ نے اس سب میں بہت ہمت دکھائی تھی۔ کیونکہ چھ سال کا خواب تو دونوں کا ٹوٹا تھا۔

دروازہ کھول کر چابیاں دور پھینک کر ضحیٰ نے لائٹس آن کر کے التمش کو فجر کو اندر لانے کا اشارہ کیا تھا۔

فجر چلو

التمش نے فجر کو قدم بڑھانے کا کہا تھا۔

التمش کی آواز سن کر فجر اپنے خیالوں کی دنیا سے باہر حقیقی دنیا میں آئی تھی۔۔ جو اس کی تباہ ہوچکی تھی۔

فجر نے نظر بھر کے التمش کو دیکھا اور پھر چلنا شروع کیا۔

کمرے میں داخل ہوتے ہوئے اسے ان تینوں کی تمام باتیں سنائی دے رہیں تھیں۔ ان تینوں کا ہنسنا، گانا۔۔ رونا۔۔ قہقہے۔۔ چلانا چیخنا۔۔ تمام باتیں اس کے کانوں میں زور زور سے سنائی دینے لگیں تھیں۔۔ گویا کسی نے سب ریکارڈ کر کے فل والیم میں اس کے کان کے ساتھ چپکا دیا ہو۔ فجر پھر سے رونے لگی تھی۔ اور اب بھی وہ آواز دبائے رورہی تھی۔

یہاں بیٹھو فجر

التمش نے اسے کھڑکی کے قریب کرسی پر بٹھایا تھا۔

فجر خاموشی سے بیٹھی ان تینوں کی اکھٹی تصاویر کو دیکھنے لگی تھی۔۔ جو انہوں نے فیری لائٹس میں لگا کر کھڑکی کے قریب لگائیں تھیں۔

فجر نے ٹھنڈی آہ بھری تھی۔

تم رکو فجر۔۔ میں اپنا اور تمہارا سامان پیک کرتی ہوں۔۔ پھر چلتے ہیں

فجر کے سر کو چومتے ہوئے ضحیٰ اسے پیار کر کے گئی تھی۔

جواباً فجر نے سر کو خم دیا تھا۔

یہ لو پانی پیو فجر

پانی کا گلاس تھماتے ہوئے وہ اس کے پیروں میں بیٹھ کر اس کی ہیل اتارنے لگا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ فجر نے کبھی ہیل نہیں پہنی تو دل کے درد کے ساتھ ساتھ یہ پیر کا درد بھی اسے تکلیف دے رہا ہے۔

فجر؟

التمش نے اسے پھر سے پکارا تھا۔

جنت جنت نے کیوں کیا یہ؟ ہم تینوں کے خواب کو وہ یوں کیسے توڑ سکتی ہے؟
جنت ایسے کیسے کرسکتی ہے التمش

پانی کا گلاس دور رکھ کر وہ التمش کے قریب آکر بیٹھی تھی۔

فجر خود کو مزید تکلیف مت دو۔۔ جو ہوگیا اسے جانے دو۔۔ جنت جو کرسکتی تھی اس نے کردیا۔۔ اسے موقع ملا اکیلے آگے بڑھنے کا وہ بڑھ گئی۔۔ مت سوچو اس کے بارے میں۔۔ مت سوچو جو تمہیں مزید تکلیف دے

التمش نے اسے قریب کیا تھا۔

یہ اس اکیلی کا خواب نہیں تھا التمش۔۔ یہ ہم تینوں کا خواب تھا نہ۔۔ تو وہ اکیلی کیسے یہ کرسکتی ہے۔۔ جنت کیسے اتنی خودغرض ہوگئی التمش

فجر نے چھت کی طرف دیکھ کر رونا شروع کیا تھا۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کے آنسو زمین کی طرف بہیں۔

فجر پلیز مت روؤ۔ دیکھو ہم کچھ کرلیں گے۔۔ مگر پلیز سنبھالو خود کو فی الحال

التمش نے اسکا چہرہ اپنے کندھے کے ساتھ لگایا تھا۔

ماں بابا ناراض کرکے میں اپنا خواب پورا کرنے یہاں آئی تھی۔۔ تعلیم چھوڑ کر اس شو کیلیئے آئی تھی۔۔ چھ سال اپنے میں نے دیئے اس شو کو۔۔ ایک آخری امید تھی کہ جب جیت کر جاؤں گی تو ماں بابا کی وہ ناراضگی دور ہوجائے گی۔۔ ہمارا وہ فاصلہ ختم ہوجائے گا۔۔ سب کچھ پہلے جیسا ہوجائے گا۔۔ انہیں فخر ہوگا مجھ پر۔۔ مگر جنت نے یہ کیا کردیا۔۔ میرا ذہن اس بات کو قبول ہی نہیں کرپارہا کہ جنت نے۔۔ ہماری اپنی دوست نے۔۔ اسکا تو ہمارے علاوہ کوئی

نہیں تھا نہ۔۔ اس کیلئے ہم سے بڑھ کر کوئی نہیں تھا التمش تو پھر؟

فجر نے اس کے کندھے پر منہ رکھے زور زور سے رونا شروع کیا تھا۔ مسلسل رونے سے وہ التمش کی شرٹ گیلی کرچکی تھی۔

تم دونوں کا خواب ماردیا جنت نے۔۔ چھ سال کی محنت ضائع کردی۔۔ تم لوگوں کی محبت دفنا دی جنت نے۔۔ دوستی کے بدلے دھوکہ دیا جنت نے۔۔ صرف اتنا ہی نہیں۔۔ اپنا سارا اثاثہ ڈبودیا اس نے۔۔ اپنا ضمیر ماردیا۔۔ ایمان بیچ ڈالا۔۔ اپنی فجر کھودی۔۔ اپنی ضحیٰ کھودی۔۔ اب اگر وہ اپنے خواب بھی پالیتی ہے تو میری جان اس نے گھاٹے کا سودا کیا ہے۔۔ اس نے اپنا بہت بڑا نقصان کرلیا ہے۔۔ یہ سب اسے کبھی سکون نہیں دے گا فجر۔۔ کسی کے خوابوں پر محل بنانے والوں کے محلوں میں سکون نہیں ہوتا فجر۔۔ وہاں ہمیشہ چیخ وپکار رہتی ہے۔۔ مرے ہوئے ضمیر کی۔۔ دفنائے ہوئے ایمان کی۔۔ اور نظر انداز کئے گئے درد بھرے چہروں کے پچھتاوے کی

التمش نے اس کا سر سہلایا تھا۔ فجر مسلسل اس کے کندھے پر سر رکھے روئے جارہی تھی۔

میں نہیں چاہتی کہ تم دوبارہ جنت سے ملو فجر میں نہیں چاہتی کہ میں دوبارہ جنت سے ملوں میں نہیں چاہتی کہ ہم دونوں اس کی کوئی بھی وضاحت سنیں۔۔ میں نہیں چاہتی کہ کسی بھی طرح ہم اسے معاف کردیں۔۔ بھلے ہم

تینوں کے خواب سے زیادہ بھی ضروری کیا تھا اس کیلیئے میں نہیں چاہتی کہ میرا دل نرم ہو اس کیلیئے۔۔ اور نہ ہی تمہارا نہ میں اس کی شکل دیکھنا چاہتی ہوں نا یہ چاہتی ہوں کہ اس کی شکل مجھے دکھے

ہاں لیکن جو کبھی مجھے اس کی شکل زندگی میں دکھی تو میں اس سے ایک بات ضرور پوچھوں گی کہ کہاں نیلام کر کے آئی تھی وہ اپنا ضمیر اور کیا ہے اب اس کے ہاتھوں میں اس بیچے ہوئے ایمان اور نیلام کئے گئے ضمیر کے سوا۔ ہماری دوستی کا مان نہیں رکھا گیا اس سے۔

مگر دیکھو ہم سے بھی ایک جنت سنبھالی نہیں گئی فجر

بے بسی سے مسکراتے ہوئے وہ فجر کے قریب آکھڑی ہوئی تھی۔ ہر طرح کے حالات میں باہمت رہنے کا ہنر تھا ضحیٰ کے پاس۔ یہی اس کی سب سے بڑی طاقت تھی۔

اور جنت کا سامان؟

فجر نے اس کے پیک کئے ہوئے سامان کی طرف اشارہ کیا تھا۔

اس سب سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔۔ ہمیں اب جلدی یہاں سے نکلنا ہے ورنہ چھ سال کا جو کنڑیکٹ تھا۔۔ ہم نہ نکلے تو پولیس آجائے گی۔ جنت کو کوئی کچھ نہیں کہے گا۔۔ اوہ۔۔ جنت کو تو اب بیچے ہوئے ایمان کے بدلے گھر ملا ہوگا نہ التمش یہ سامان گاڑی میں رکھ دو پلیز۔۔ اور ہمیں میرے گھر چھوڑ دو

ضحیٰ نے سامان التمش کی طرف کیا تھا۔

مگر ضحیٰ

فجر پریشان ہوئی تھی۔

امی بابا کے باہر جانے کے بعد سے وہ گھر بند پڑا ہے۔۔ کوئی نہیں رہتا وہاں فکر نہیں کرو۔۔ ہمارے کنٹریکٹ میں یہ سڑا ہوا کمرہ نہ ہوتا تو میں تم دونوں کو یہاں رہنے ہی نہیں دیتی۔۔ فی الحال میرے ساتھ چلو یہاں سے۔۔ باقی کی باتیں وہاں جاکر ہونگی

ضحیٰ نے اسکے سامنے ہاتھ بڑھایا تھا۔

میں گاڑی میں انتظار کررہا ہوں تم دونوں کا

فجر کا سر سہلاتے ہوئے التمش سامان لیکر گیا تھا۔

فکر نہیں کرو۔۔ جنت نہیں ہوں میں۔۔ دوست نہیں ہو تم صرف میری۔۔ جان ہو فجر

فجر کو اٹھاتے ہوئے ضحیٰ نے اسے تسلی دی تھی۔

جسکی فی الحال فجر کو بے حد ضرورت تھی۔

ضحیٰ کا ہاتھ تھام کر وہ اس درد بھرے وقت سے نکلنے کو چل پڑی تھی۔

دھوکہ کسی ایک رشتے کے ساتھ خاص نہیں ہوتا۔۔ دھوکہ کسی انسان کے ساتھ

بھی خاص نہیں ہوتا۔۔ یہ تو بس دلوں کے کھیل ہوتے ہیں۔۔ کسی کا پھسل جاتا ہے۔۔ اور کسی کا رک جاتا ہے۔

دو ہفتے گزر چکے تھے مگر فجر اور ضحیٰ ابھی تک اپنے ساتھ رونما ہوئے حادثے کو بھول نہ پائیں تھیں۔

ضحیٰ فجر کو سنبھالنے کی کافی کوشش کررہی تھی مگر چھ سال کسی ایک شہ کے ہوجانا۔۔ دن رات اسی کیلئے محنت کرنا۔۔ گھر تعلیم والدین سب چھوڑ دینا اس کیلئے اور پھر جس خواب کیلئے یہ سب کیا ہو اسے پورا کرنے کا موقع تک نہ دیا جائے آپ کو۔۔ منزل کے اتنے قریب آکر منزل کو سلام تک نہ کرنے دیا جائے۔ کوئی چھوٹی تکلیف تو نہیں ہے۔

اور بات اتنی ہی نہیں تھی۔۔ وہ فجر ہی تھی جو اپنے خواب کیلئے سب سے لڑ کر آئی تھی۔۔ سب قربان کرکے آئی تھی۔۔ ایک جیت ہی اس کی امید تھی سب کچھ واپس پانے کی۔۔ مگر جنت نے اس سے وہ امید بھی چھین لی تھی۔

کہاں جارہی ہو فجر؟

ڈائننگ ٹیبل پر ناشتہ لگاتے وہ فجر کی طرف متوجہ ہوئی تھی جو سیڑھیوں سے بہت تیزی سے اتر رہی تھی۔

جاب انٹرویو کیلئے۔

بلیک بو ہیل پمپس پر بلیک جینز اور بلیک جیکٹ کے ساتھ وائٹ ڈریس شرٹ پہنے وہ ضحیٰ کے پکارنے پر رکی تھی۔

ادھر آکر ناشتہ کرو پہلے

ضحیٰ ابھی بھی اپنے سلیپنگ ڈریس میں تھی جس پر خوبصورتی سے پانڈا بنا ہوا تھا۔

یار ضحیٰ میں لیٹ ہوجاؤں گی نا

اپنا سلور چین والا بلیک سائیڈ بیگ اتار کر صوفے پر رکھ کر وہ کرسی پر آکر بیٹھی تھی۔

یہ واقعی انٹرویو پر جارہی ہو یا التمش کے ساتھ ڈیٹ ہے تمہاری؟

ضحیٰ نے اس کی فش ٹیل بریڈ کی طرف اشارہ کیا تھا۔

ہوگیا تمہارا؟ چھ سال ضائع کردیئے ہیں ہم نے ضحیٰ۔۔ مجھے تو نہیں لگتا کہ یہ جاب ملے گی بھی۔ اور ملے گی بھی تو کیوں ملے گی؟ وہ تو التمش نے ضد کی کہ ایک ٹرائی ضرور دینی چاہیئے۔۔ بس اسی کے کہنے پر جارہی ہوں۔

فجر نے جوس کا گلاس پکڑا تھا۔

ہاں تو سہی تو کہہ رہا ہے وہ۔۔ اب ساری عمر کسی پچھتاوے میں تو رہ نہیں سکتے۔

ضحیٰ نے بریڈ پر بٹر لگا کر فجر کو دیا تھا۔

مگر میں اپنا وقت ضائع کررہی ہوں ضحیٰ۔۔ یہ جاب مجھے نہیں ملنے والی۔۔ وہ لوگ سکلز مانگتے ہیں ایکسپیرینس مانگتے ہیں اور میرے پاس تو دونوں نہیں ہیں۔

فجر خوب مایوس ہوئی تھی۔

مایوسی کی باتیں کرنا چھوڑ دو گی پلیز؟ میں بے حد مشکل سے ہمیں سنبھال رہی ہوں فجر۔۔ مجھے اتنا مایوس مت کرو کہ میں خود کو بھی نہ سنبھال پاؤں اور وقت ہم دونوں اپنا ضائع کرچکے ہیں۔ تو میری جان خدا کیلئے اب تم ماضی کو دفن کردو۔۔ پلیز دوبارہ یہ سب باتیں مت کرنا فجر۔۔ پلیز؟

ضحیٰ نے فجر کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں نرمی سے لئے اس کی تصدیق چاہی تھی۔

اچھا نا۔۔ نہیں کہہ رہی کچھ بھی اب۔۔۔

فجر نے منہ بسورتے ہوئے کہا تھا۔ اس وقت صرف فجر کو ہی نہیں ضحیٰ کو بھی سنبھلنے کی ضرورت تھی۔ جو فجر اچھے سے سمجھ گئی تھی۔

شکریہ مگر تم بہت زیادہ تیار ہوکر جارہی ہو فجر ایک جاب انٹرویو کیلئے یہ بہت زیادہ نہیں ہوجائے گا؟

ضحیٰ نے اب سر سے پیر تک اس پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

ضحیٰ میرے پاس یہ لکس ہی تو ہیں جنکی وجہ سے مجھے یہ جاب مل سکتی ہے۔

فجر نے مظلومانہ منہ دکھایا تھا۔

اچھا اچھا جاؤ اب

فجر کو کرسی سے اٹھاتے ہوئے ضحیٰ اسے دھکیلتے ہوئے دروازے تک لے آئی تھی۔

رک جاؤ ضحیٰ التمش کے ساتھ جانا ہے۔۔ وہ ڈراپ کرے گا وہاں مجھے۔۔
پوچھنے تو دو کہ کہاں ہے۔

فجر نے موبائل نکال کر التمش کو میسج ٹائپ کیا تھا۔

اوہو۔۔ تبھی تو میں کہوں کہ محترمہ اتنا تیار کیوں ہوئی ہیں۔۔ بائی دا وے التمش نے کچھ کہا؟

ضحیٰ نے اب اس کے کندھے پر بازو رکھا تھا۔

کہاں یار۔۔ کہنے ہی والا تھا کہ جنت صاحبہ۔۔۔

کہتے کہتے فجر رکی تھی۔

چلو کوئی نہیں۔۔ وہ دن بھی ان شاء اللہ جلدی آئے گا۔

ضحیٰ نے اب فجر کی چمکتی موبائل سکرین پر دیکھا تھا جہاں التمش کا میسج آیا تھا۔

اچھا چلتی ہوں میں۔ اپنا خیال رکھنا اور بہت ساری دعا کرنا میرے لئے۔

فجر نے ضحیٰ کو گلے لگایا تھا۔

ہاں ہاں بیسٹ آف لک

فجر کی کمر پر تھپکی دیتے ہوئے ضحیٰ نے اسے پیار کیا تھا۔

دیکھتے ہی دیکھتے وہ ضحیٰ کی نظروں سے اوجھل ہوچکی تھی۔ فجر کو جاتے دیکھ کر وہ مسکرائی تھی۔

اللہ تمہیں بہت ساری خوشیاں دیں فجر۔۔ اللہ تمہیں آفات سے بچائیں۔۔ اللہ تمہیں دشمنوں سے بچائیں۔۔ بلکہ۔۔ اللہ تمہیں دوستوں میں چھپے کالے ناگوں سے بچائیں۔ آمین

کچھ سوچ کر اس کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔ آنکھ سے گرتا آنسو صاف کرکے اس نے دروازہ بند کیا تھا۔ اور اندر آکر ناشتہ کرنے لگی تھی۔

تم نے اچھا نہیں کیا ہمارے ساتھ جنت۔۔ ہمارے چھ سال برباد کردئے۔۔ ہمیں کہیں کا نہیں چھوڑا اور یہ سب کر کے ہمارے سامنے آ کر سکون سے دو آنسو بہادئے کہ ہم تو معاف کردیں گے تمہیں۔ میں فجر نہیں ہوں جو تمہارے ہاتھوں استعمال ہوکر آخر میں تکلیف خود کو ہی دوں گی۔ میں ضحیٰ ہوں۔۔ ضحیٰ کمال ضحیٰ تو اپنے سگے والدین کے ہاتھوں استعمال نہیں ہوئی تھی۔۔ ضحیٰ کسی دوست کے ہاتھوں کیسے ہوجائے استعمال

ضحیٰ کیلیئے اس سے زیادہ افسوس اور شرمندگی کی بات کیا ہوگی کہ کوئی اس

سے کھیل کر چلا گیا

نا میری جان

ہرگز کسی غلط فہمی میں مت رہنا تم

جوس کا گلاس لبوں کو لگاتے اس نے ٹھنڈی آہ بھری تھی۔

لازم اس کے دماغ میں کوئی نہ کوئی خرافات دوڑنے لگیں تھیں۔ جو ان کیلئے باعثِ نقصان تھیں۔

السلام علیکم

التمش کو گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے ہاتھ باندھے انتظار کرتے دیکھ کر فجر مسکراتے ہوئے اسکی طرف بڑھی تھی۔

وعلیکم السلام اتنی دیر بعد دیکھ کر۔۔ اور مسکراتے دیکھ کر اچھا لگا تمہیں فجر

وائٹ جینز پر گرے کریو نیک شرٹ پہنے مسکراتے ہوئے وہ اب سیدھا کھڑا ہوا تھا۔

شکریہ التمش۔۔ تمہیں یہاں دیکھ کر مجھے بھی بہت اچھا لگا

فجر التمش کے پاس آ کھڑی ہوئی تھی۔

شکریہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے فجر۔۔ چلو بیٹھو اب گاڑی میں

گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے التمش نے فجر کو اندر داخل ہونے کا اشارہ کیا تھا۔

ہمم

مسکراتے ہوئے وہ گاڑی میں بیٹھی تھی اور اسکی طرف کا دروازہ بند کرکے اب تیزی سے چلتے ہوئے التمش بھی ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا تھا۔

تم ٹھیک ہو نہ فجر؟ کسی قسم کا کوئی مسئلہ تو نہیں ہے نا؟

گاڑی سٹارٹ کر کے وہ کچھ دور ہی پہنچے تھے کہ التمش نے بات شروع کی۔

میں بالکل ٹھیک ہوں مجھے کیا ہونا ہے التمش

فجر نے باہر سے نظر ہٹا کر پاس بیٹھے التمش پر ڈالی تھی۔۔ جو دو دو سیکنڈز کے بعد اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ چہرے پر ہلکی سی مسکان ابھری تھی۔

اللہ نہ کرے کہ کچھ ہو بھی۔۔ اللہ تمہیں ہمیشہ ہی ٹھیک رکھیں فجر۔

التمش نے سامنے روڈ پر دیکھا تھا۔

تم بتاؤ کیسا چل رہا ہے کام؟

فجر نے اب التمش کی طرف رخ کیا تھا۔

سب سہی ہے۔۔ مگر تمہاری اور ضحیٰ کی کمی بہت محسوس ہوتی ہے۔ کیسے تم لوگ آجایا کرتے تھے فوراً سے پریکٹس کے بعد کھانا لیئے۔۔ کاش وہ وقت

لوٹ سکتا۔

التمش نے افسوس کیا تھا۔

پچھتاووں کے سوا اب کچھ بھی نہیں ہے ہمارے پاس

فجر نے نگاہ جھکائی تھی۔

فکر نہیں کرو۔۔ میں بھی ہوں

کچھ دیر رک کر التمش فجر کی طرف دیکھ کر مسکرایا اور فجر کی ٹیل میں سے ایک لٹ نکال کر آگے کو پھینکی تھی۔

التمش پھر سے نہیں نا

فجر اس کی اس حرکت پر شرمائی تھی۔۔ جسے اسکی مسکراہٹ نے چھپایا تھا۔

عادت ہوگئی ہے اب تمہیں ان کھلے بالوں میں دیکھنے کی۔۔ جب تک ایک لٹ تمہارے چہرے پر نہ آئے مجھے سکون ہی نہیں ملتا۔ یاد ہے پریکٹس کرتے ہوئے کیسے تمہاری پونی ٹیل میں سے بال نکل جایا کرتے تھے۔۔ تب بھی مجھے تم بہت اچھی لگتی تھی۔ پسینے سے بھرے چہرے پر آئے ہوئے تمہارے وہ بال

التمش بھنویں اچکاتے ہوئے مسکرایا تھا۔

التمش تم بہت سٹریٹ فارورڈ نہیں ہوتے جارہے؟

فجر اب کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی تھی۔

جواباً وہ سر جھکا کر مسکرایا تھا۔

تمہیں کیسے معلوم ہوگا کہ یہ میری محبت کی طاقت ہے جو مجھ سے یہ سب کروا رہی ہے فجر

سوچتے ہوئے وہ مسکرایا تھا۔

تمہاری بات ہوئی گھر؟ کچھ کہا تو نہیں انہوں نے؟

التمش نے پھر سے فجر کی طرف دیکھا تھا۔

میں ابھی خود کو نہیں سنبھال پارہی التمش۔۔ ماں بابا کے طنز اور ناراضگی مزید برداشت نہیں کرسکوں گی

فجر نے مایوسی سے سر جھکایا تھا۔

انہوں نے بھی رابطہ نہیں کیا؟

التمش نے الجھی ہوئی نظروں سے فجر کو دیکھ کر پھر سے روڈ پر فوکس کیا تھا۔

ایسا ہوسکتا ہے کہ ان کے خلاف جاکر کوئی کام کیا ہو اور جب وہ کام بھی نہ ہو تو وہ کچھ نہ کہیں۔۔ کیا تھا فون انہوں نے۔۔ سو باتیں سنائیں۔۔ میں سنتی رہی۔۔ جواباً اچھا کہہ دیا۔۔ اس کے علاوہ کچھ کہہ بھی تو نہیں سکتی تھی۔۔ پھر غصے میں انہوں نے فون بند کردیا۔

فجر نے اب التمش کی طرف دیکھنا شروع کیا۔

دوبارہ؟

التمش نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

ابھی فائدہ نہیں ہے۔۔ تھوڑا سنبھل جاؤں۔۔ جاب مل جائے۔۔ پھر کچھ سوچوں گی۔

فجر بے بسی سے مسکرائی تھی۔

بہتر

التمش نے بات مکمل کی تھی۔

میرا خیال ہے کہ ماں باپ کے خلاف جاکر کوئی کام نہیں کرنا چاہیئے۔۔ ورنہ یہی ہوتا ہے جو ہوگیا ہے اب

فجر نے قہقہہ لگایا تھا۔ التمش کو عجیب لگا تھا مگر وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ قہقہہ درد بھرا قہقہہ ہے۔

میرا خیال ہے کہ ہمیشہ ایک ٹرائی ضرور دینا چاہیئے۔۔ یوں ایٹلیسٹ آپ کو پچھتانا نہیں پڑتا کہ یار ایک کوشش کرلینی چاہیئے تھی۔ اور رہی بات اس تکلیف کی تو مسلسل کچھ بھی نہیں رہتا فجر۔۔ آج اس درد کو سر پر چڑھا رہی ہو کل کو پچھتاؤ گی کہ کیوں ماضی کیلیئے حال خراب کیا۔ ماضی سے تو پھر کچھ نہیں سیکھا اگر اب بھی ماضی میں روؤ گی تو مطلب تم ماضی میں ہی تو ہو۔

التمش مسکرایا تھا۔

فجر مسلسل اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ کیسے اتنا نارمل تھا۔

جو چھوٹ گیا اسے چھوڑ دو۔۔ آگے بڑھو۔۔ کامیابیاں دیکھو ہمم؟

التمش نے اس سے اب تصدیق چاہی تھی۔

اتنا آسان ہے؟

فجر نے وضاحت مانگی تھی۔

اچھا ایک بات بتاؤ۔۔ فرض کرو تم نے دوسال پہلے ایک بچے کو دیکھا جو بالکل پیدا ہی ہوا تھا۔۔ اب تم اگر آج اس سے ملو اور جاکر اس کے پاس بیٹھ کر رونے لگ جاؤ کہ اب اس کے دانت کیوں ہیں یہ چلنے کیوں لگ گیا ہے بولتا کیوں ہے اس کے سر پر بال کیوں آگئے ہیں؟ بتاؤ کروگی ایسے؟

التمش نے سوال کیا تھا۔

ہمم میں بیوقوف تھوڑی ہوں۔۔ دوسال پہلے جیسا وہ تھا وہ اب ویسے تو نہیں رہے گا نہ

جواب دیتے ہوئے وہ سمجھنے لگی تھی کہ التمش کیا کہنا چاہ رہا ہے۔

بالکل تم بیوقوف تھوڑی ہو۔۔ ماضی میں چیزیں جیسی ہوتی ہیں وہ مستقبل میں ویسی نہیں رہتی ہیں فجر۔۔ دو دن ٹرینڈ پہ ہوگی کل کو بات سب کو بھول

جائے گی۔۔ ان کیلیئے کوئی نیا ٹرینڈ آجائے گا۔ مضبوطی سے چلتے تمہیں رہنا ہے۔ اِدھر اُدھر نہیں دیکھو۔۔ صرف آگے دیکھو۔۔ یہاں وہاں کیا ہورہا ہے اس سے تمہارا کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ تمہارے لئے تمہاری ذات ضروری ہے؟ سمجھ گئی؟

التمش نے اب گاڑی روکی تھی۔ وہ اسے اس بوتیک میں پہنچا چکا تھا جہاں وہ انٹر ویو کیلیئے جانے والی تھی۔

فجر نے تحمل سے اسکی بات سنی تھی۔

شکریہ التمش

فجر کی آنکھیں چمکنے لگیں تھیں۔ اسے کافی ہمت مل چکی تھی۔

تم اپنی منزل کی طرف پہلی سیڑھی پر ہو اب

مسکراتے ہوئے سٹیرینگ کو پکڑے التمش اب فجر کے قریب آیا تھا۔

اوہ شکریہ میں چلتی ہوں

التمش کے یوں قریب آنے پر فجر کنفیوز ہوکر فوراً سے اپنا سامان سمیٹ کر نکلنے لگی تھی۔

بیسٹ آف لک میں یہیں انتظار کررہا ہو تمہارا

التمش نے فجر کی طرف کا دروازہ کھولا تھا۔

تم واپس چلے جاؤ اب۔۔ میں آجاؤں گی تم آلریڈی بہت کر چکے ہو

فجر جاتے ہوئے رکی تھی۔

میں انتظار کروں گا فجر۔۔ بیسٹ آف لک

التمش پھر سے مسکرایا تھا۔

بہت ضدی ہو التمش تم آرہی ہوں میں

التمش سے شکوہ کرتے ہوئے وہ اب اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھی۔ فجر کو مسکراتے دیکھ کر وہ بھی مسکرایا تھا۔

فجر کے جاتے ہی اس نے اپنی پلے لسٹ پر فجر کے گائے ہوئے گانے لگا کر آنکھیں موندی تھیں۔

⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘

شام کے چھ بج چکے تھے۔ التمش فجر کو واپس گھر چھوڑ گیا تھا۔

دروازے پر کھڑے پانچ منٹ سے فجر مسلسل ڈور بیل بجائے جارہی تھی مگر ضحیٰ اب تک نہ آئی تھی۔

اب فجر ضحیٰ کو کال کرنے لگی تھی کہ اچانک ضحیٰ نے دروازہ کھولا۔

یار چابی لیکر جاتی نہ۔۔ بھاگی بھاگی آئی ہوں میں اب

سر پر ٹاول باندھے ضحیٰ فجر پر برسی تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ بیچاری نہانے

کی کوشش کررہی تھی۔

ہاں تو یہ کونسا وقت ہے نہانے کا؟

فجر اسے دور کر کے اندر داخل ہوئی تھی۔

فجر مجھے نہیں پتا تھا کہ نہانے کا بھی کوئی وقت ہوتا ہے بتانے کا شکریہ تمہارا

ضحیٰ نے فجر کو دھکا دیکر صوفے پر پھینکا تھا۔

بائی دا وے کیسا رہا تمہارا انٹر ویو؟

ٹاول دور پھینک کر وہ اب فجر کے پاس آکر بیٹھی تھی۔

سہی تھا یار۔۔ اپنی ساری محنت دیکر آئی ہوں۔۔ اب باقی قسمت کی بات ہے۔

صوفے کے قریب میز سے جگ اٹھا کر فجر نے گلاس میں پانی ڈالنا شروع کیا تھا۔

فکر نہیں کرو۔۔ اللہ خیر کریں گے سب

ضحیٰ نے فجر کو قریب کر کے پیار کیا تھا۔

ضحیٰ خدا کا واسطہ ہے یارا ایک تو تمہارے بال ویسے نہیں ہوتے برداشت آج تو پھر گیلے ہیں۔۔ دور کرو انہیں میرے منہ میں جارہے ہیں۔

فجر نے ضحیٰ کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے دور کیا تھا۔

ارے یار۔۔ ہٹو تم

برا سا منہ بناکر فجر سے ضحیٰ دور ہوئی تھی۔

ویسے تم نے کیا کیا سارا دن آج؟

فجر نے اب پانی کا گلاس پکڑ کر پانی پینا شروع کیا تھا۔

کچھ خاص نہیں۔۔ چھ سات سکولز میں اپنی سی وی بھیجی ہے ٹیچنگ کیلیئے۔۔
فارغ رہنے سے اچھا ہے شغل میں رہیں

ضحیٰ نے قہقہہ لگایا تھا۔

ارے واہ بیسٹ آف لک دین

فجر نے اس کے گال کھینچے تھے۔

ضحیٰ اسکی اس حرکت پر چڑی تھی۔ وہ دونوں قہقہے لگانے لگیں تھیں کہ تبھی ڈور بیل بجی تھی۔ فجر اور ضحیٰ نے ایک دوسرے کی طرف حیرت سے دیکھا تھا۔ اس وقت کون آیا ہے۔

تم جاؤ چینج کرو۔۔ میں دیکھتی ہوں

ضحیٰ کو تھپکی دیتے ہوئے فجر فوراً سے اٹھی تھی۔

ضحیٰ اثبات میں سر ہلا کر فوراً سے اوپر چینج کرنے گئی تھی۔

پندرہ منٹ بعد جب وہ نیچے آئی تو سامنے بیٹھے انسان کو دیکھ کر خود پر قابو ہی نہیں رکھ پائی۔ وہ جنت تھی۔۔ جنت اس کے سامنے اسی کے گھر میں آ کر بیٹھی تھی۔

اسے اندر کیوں لائی ہو تم فجر؟

ضحیٰ نے آنکھیں بند کرکے خود پر قابو کیا تھا۔

میری بات سن لو ضحیٰ پلیز

جنت فوراً سے اٹھ کر اس کے پاس آئی تھی۔

پاس مت آنا میرے

ضحیٰ دوقدم دور ہوئی تھی۔

فجر ضحیٰ سے کہو نہ کہ میری بات سن لے

جنت اب فجر کی طرف بڑھی تھی۔ ضحیٰ نے فوراً سے فجر کو گھورا جسکی آنکھیں نم ہوچکیں تھیں۔

میں پہلے ہی تمہارے لئے بہت کرچکی ہوں۔۔ مجھ سے کوئی امید مت رکھنا پلیز۔

فجر بھی پیچھے ہوئی تھی۔

میرے پاس کوئی اور راستہ نہیں تھا۔۔ بتاؤ مجھے میں اور کیا کرتی؟

جنت روتے ہوئے چلانے لگی تھی۔

وہ دونوں دور کھڑیں خاموش تھیں۔

چھ سال کا ہمارا خواب۔۔ تم دونوں جانتی ہوں کیا کیا نہیں کیا اس خواب کیلئے کیسے جانے دیتی اس خواب کو؟

جنت نے خاموش کھڑیں فجر اور ضحیٰ کی طرف دیکھا تھا۔

دن رات کی وہ محنت؟ اسے بھی ضائع کردیتی میں؟

جنت نے پھر سے ان کی طرف دیکھا تھا۔

وہ دونوں اب بھی خاموش تھیں۔

اچھا ٹھیک ہے۔۔ میری جگہ تم دونوں ہوتی اور تم دونوں کو کہا جاتا کہ صرف تم دونوں پرفارم کرسکتے ہو۔۔ تب کیا کرتی تم دونوں؟

جنت نے ان دونوں کی طرف جواب کیلئے دیکھا تھا۔

ہم تمہارے چھ سال کے دوست تھے جنت کوئی دو تین دن کے روم میٹس نہیں جنہیں اگر سائیڈ پر کردوگی تو کوئی کچھ نہیں کہے گا۔۔اور نہ ہی تمہاری اکیلی کا خواب تھا یہ۔ تمہاری جگہ اگر ہم ہوتے تو یقیناً اس کا منہ توڑ کے آتے۔۔ سو مزید راستے نکالتے۔۔ مگر ایک ساتھ نکالتے۔ تمہاری طرح نہیں کرتے ہم

اب کی بار فجر بول پڑی تھی۔

ایٹلیسٹ سو احسان نہیں بھولتے دوستوں کے۔۔ جن کی وجہ سے یہاں تک آئے ہیں۔ اور ایک بات بتادوں تمہیں جنت۔۔ تم یہاں تک پہنچی بھی ہماری ہی وجہ سے ہو۔۔ ورنہ یتیم خانے کے باہر پھینکے گئے لوگوں کو معاشرے والے اتنے سکون سے قبول نہیں کرتے۔

ہنستے ہوئے ضحیٰ نے طنز کیا تھا۔ فجر نے اسے گھورا تھا۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کے ماضی کی کسی بات سے اسے چوٹ پہنچائی جائے۔

احسان جتانے کا شکریہ

آنسو صاف کرتے ہوئے جنت نے سخت لہجے میں کہا تھا۔

احسان جتانے کا تو شکریہ کہہ دوگی۔۔ احسان کا بدلہ کب چکانے والی ہو؟ اوہ سچ۔۔ کالے ناگ تو احسان بھی بھول جاتے ہیں۔۔ بھول جاتے ہیں کون انہیں دودھ پلا کر آستینوں میں پالتا رہا ہے۔

ٹہلتے ہوئے وہ فجر کے قریب گئی تھی۔ اور فجر کے کندھے پر بازو رکھ کر فجر کا سہارا لیا تھا۔

یار فجر پتا ہے سب کی طرح میں بھی یہی سوچتی تھی کہ احسان نہیں جتانا چاہیئے۔۔ احسان جتانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے مگر اب میرا نظریہ بدل چکا ہے۔ میرا خیال ہے کہ جتنی جلدی ہوسکے اب احسان جتا دینا چاہیئے۔۔ تاکہ اگلے کو

بھی پتا ہو کہ کیا کیا ہم نے کیا ہے اس کیلیئے۔۔ مطلب پتا تو ہو نہ کہ ہماری کتنی محنتیں ہیں ان کیلیئے۔۔ تاکہ کسی قسم کی غلیظ حرکت کرتے ہوئے وہ احسانات اپنے ذہن میں رکھ کر پہلے تو اپنا ضمیر ماریں۔۔ اور پھر اپنی سو کالڈ عزتِ نفس

کیونکہ بعد میں تو ان احسانات کو یاد رکھ کر مرتے رہنے کا کوئی فائدہ ہی نہیں۔۔ تو بہتر نہیں ساتھ ساتھ منہ پر مارتے رہیں؟

ضحیٰ نے تصدیق چاہی تھی۔

ضحیٰ خدا کیلیئے مجھے برا مت سمجھو یار میں ویسی نہیں ہوں۔۔ مجھے ایک موقع تو دو؟ مجھے بے حد افسوس ہے جو تم دونوں کے ساتھ ہوا مگر میں نہیں کرسکتی تھی کچھ میرا یقین کرو۔

جنت چلائی تھی۔

میرا گھر ہے۔۔ یہاں کسی کالے ناگ کی اونچی آواز نہیں ہوتی برداشت مجھ سے

ضحیٰ اسکی طرف بڑھتے ہوئے چلائی تھی۔

عجیب ہوتے ہیں لوگ بھی ضحیٰ کتنا آسان ہوتا ہے نہ ہمارے لئے کسی کے خواب توڑ دینا۔ کسی کے خوابوں پر خاک ڈال کر انہیں دفن کردینا۔ پھر انہی ٹوٹے خوابوں پر افسوس کرنا۔ بات اتنی سی ہی ہوتی تو مسئلہ کہاں تھا؟

اب مسئلہ پتا ہے کہاں شروع ہوتا ہے؟

جب وہی لوگ ہمارے ٹوٹے خوابوں کو خاک میں ملا کر اسی خاک سے اپنے محلات بناتے ہیں۔ ہاں نا تب ہوتا ہے مسئلہ بہت بڑا۔

اور پھر ہمارے سامنے ہی ان محلات کو سجاتے ہیں۔ اور ہم تب دیکھتے ہیں اپنے خوابوں کی تعبیر کسی اور کے ہاتھوں ہوتے۔ جب ہمارے خواب کسی اور کی آنکھوں میں روشن ہوکر کسی اور کے ہاتھوں سے سجتے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہوتے ہیں جو خواب توڑ کر افسوس کرتے ہیں۔

فجر نے جنت کو نم آنکھوں سے دیکھا تھا۔۔ جو جنت کیلئے بے حد تکلیف دہ تھا۔

جنت نے فجر کو ایک دفعہ کہا تھا کہ فجر کی کالی آنکھیں خوبصورت ہیں بہت۔۔ وہ جب نم ہوتی ہیں تو ان میں جو چمک ہوتی ہے وہ کسی کو بھی مار سکتی ہے۔ اور وہ چمک آج جنت کو واقعی مار رہی تھی۔

تم لوگ جو کہو گے میں کروں گی۔۔ مگر مجھے خود سے نہ کرو الگ پلیز میرا نہیں ہے کوئی تم دونوں کے سوا

جنت نے انہیں بسی سے دیکھا تھا۔

جاتے ہوئے اپنی گاڑی کو فل سپیڈ پر رکھ کر جاکر درخت میں ماردینا۔۔ دیکھنا تم نہ بچو

دروازہ اس طرف ہے جاؤ جان چھوڑ دو اب

ضحیٰ نے اسے نکلنے کا اشارہ کیا تھا۔

فجر نے اسے بے یقینی سے دیکھا تھا۔ ضحیٰ اتنی پتھر دل کیسے ہوسکتی ہے۔ وہ واقعی نہیں تھی۔۔ مگر یہاں مان ٹوٹا تھا۔۔ کسی کی جان کی پرواہ نہیں تھی۔

تو تم معاف کردو گی مجھے؟

جنت نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔

سوچیں گے۔ اب جاؤ

ضحیٰ نے بیزار ہوکر کہا تھا۔

اپنا خیال رکھنا تم دونوں

فجر اور ضحیٰ کو پیار کرنے کو وہ بڑھی ہی تھی کہ وہ دونوں فوراً سے پیچھے ہوئیں۔

ضحیٰ تمہارا دماغ خراب ہے کیا بکواس کی ہے تم نے اسے؟

جنت کے جاتے ہی فجر ضحیٰ پر برسی تھی۔

بزدل ہے وہ ہرگز ایسی حماقت نہیں کرے گی

ضحیٰ نے فجر کے گال سہلائے تھے۔

ضحیٰ

فجر چلائی تھی۔

میری ذات بکھرے تیرے سامنے

تیری ذات کچھ بھی نہ کر سکے

تو کہے کہ یار مجھے معاف کر

سننے کو جب نہ رہے وہ یار

جو کیئے ستم وہ تجھے یاد آئیں

تجھے ملالِ دل میں نہ جگہ ملے

تو کہے پھر میری سانس بحال ہو

تجھے طوفانوں میں بھی گھٹن ہی ہو

تیری وحشتوں میں ہوں میرے قہقہے

تیرے قہقہوں میں میری موت ہو

پھر دل تیرا تجھے مار دے

اک لمحے کو بھی نہ مجھے پاس پائے

میری چاہتیں اور راحتیں

تو سبھی کو ترسے تجھے نہ ملیں

جس پل تو مجھ کو طلب کرے

تبھی جان جائے خدا کرے

پھر کمالِ قدرت پہ تیرا منہ کھلے

میری لاش دیکھ کے تو رو پڑے

تیرے آنسوں پھر سب بیکار ہوں

تو رو کے پھر موت طلب کرے

تو پھر دیکھے گا تڑپِ یار

تیری کوششیں تب بیکار ہوں

کسی پل تو مجھ کو یاد کرے

پھر تجھ کو میں نہ ملوں کبھی

تجھے تب کہیں سب خیر ہے

پھر خیر کی تو طلب کرے

پھر تیری ذات بکھرے سب کے سامنے

کسی کی ذات کچھ بھی نہ کرسکے

ضحیٰ اوندھے منہ کہتے ہوئے صوفے پر لیٹی تھی۔

یہ شوق کب سے پالے ہوئے ہیں؟

فجر کو حیرت ہوئی تھی۔ ضحیٰ کب سے اتنا گہرا سوچنے لگ گئی۔

جب سے کالے ناگوں کو دور کیا ہے خود سے

نرم لہجے میں کہتے وہ صوفے سے اٹھ کر گئی تھی۔

مگر وہ بھول گئی تھی کہ وہ کتنی بڑی غلطی کرچکی تھی جنت کو یہ سب کہہ کر۔

رات کے نو بج چکے تھے۔ فجر اور ضحیٰ ڈنر تیار کر کے ڈائننگ ٹیبل پر لگارہی تھیں۔ ضحیٰ مسلسل گنگنارہی تھی مگر فجر ابھی کچھ دیر پہلے ہونے والی بحث کی وجہ سے پریشان تھی۔ جو بھی تھا جنت تھی تو انکی دوست ہی نہ۔۔ اس نے اگر اپنی دوستی نہیں بھی نبھائی تھی تو وہ اس کا عمل تھا۔ فجر اور ضحیٰ تو ایسی نہیں تھیں۔ وہ تو جان دینے والیں تھیں دوست کیلیئے۔۔ وہ کیسے لے سکتی ہیں جان اسکی۔

یار خدا کیلیئے فجر۔۔ منہ سیدھا کرو اپنا۔۔ پہلے بہت مسائل ہیں میں تمہارا سڑا ہوا منہ نہیں دیکھ سکتی

مسلسل اسے گھورتے ہوئے ضحیٰ نے اسے جاتے ہوئے بازو سے پکڑ کر روکا تھا۔

تمہیں پتا ہے نہ ضحیٰ تم نے کتنی بڑی بیوقوفی کی ہے۔

ہاتھ چھڑوا کر فجر اب میز کے ساتھ ٹیک لگاکر کھڑی ہوئی تھی۔

تو اب اتنی سی بات میں لڑو گی تم مجھ سے؟

ضحیٰ نے بیزاریت سے کہا تھا۔

اتنی سی بات؟ ضحیٰ تمہارا دماغ ٹھیک ہے؟ کسی کی جان چلی جائے تمہارے لئے اتنی سی بات ہے

فجر کا لہجہ تلخ ہوا تھا۔

کسی کی جان چلی جائے اتنی سی بات نہیں ہے لیکن کسی دھوکے باز کی چلی جائے اتنی سی ہی بات ہے۔

ضحیٰ نے فجر کی طرف پیٹھ پھیری تھی۔

ضحیٰ خدا کا واسطہ ہے۔۔ چھ سال کم نہیں ہوتے کسی بھی تعلق میں۔۔ تم اتنی سنگ دل کیسے ہوگئ ضحیٰ۔۔ تم تو ایسی نہیں تھی۔۔ تم اتنی کم ظرف کیسے ہوگئ یار

فجر نے ضحیٰ کو اپنی طرف کھینچ کر اسے جھنجھوڑا تھا۔

تو کیا کروں؟ معاف کردوں اسے اس سب کیلئے جو اس نے کیا؟ ہمارے خواب کھاگئی وہ ہماری زندگی برباد کردی اس نے۔۔ اس سب کے بعد بھی میں معاف کردوں اسے؟

ضحیٰ کا لہجہ نرم ہوا تھا۔ قریب تھا کہ وہ رودیتی۔

میں تمھیں یہ سب کرنے کو ہرگز نہیں کہہ رہی۔۔ میں بس یہ کہہ رہی ہوں کہ اس کی تکلیف میں اضافہ نہیں کرو۔۔ مت دو اسے کوئی بھی موقع کہ وہ ہمارے پاس آئے۔۔ سمجھ رہی ہو؟

فجر سنجیدہ تھی۔

میں اسے کوئی موقع نہیں دے رہی تھی۔۔ میں نے تو بس ایسے ہی کہا تھا جان چھڑوانے کو۔

ضحیٰ نے آنسو روکنے کیلئے آنکھیں پھیرنا شروع کیں تھیں۔

ضحیٰ حد ہے۔۔ ختم کردو اب یہ بچپنا پلیز۔۔ زندگی اتنی آسان نہیں رہ گئی جتنی ہوا کرتی تھی۔۔ سیریس ہوجاؤ زندگی میں ضحیٰ پلیز

فجر اب تقریباً چلائی تھی۔

فجر تم مجھ سے بہت بری طرح بات کررہی ہو وہ بھی جنت کی وجہ سے۔۔ میرا نہیں خیال کہ یہ کوئی بہت بڑی بات تھی۔۔ مگر خیر میں آئندہ نہیں کہوں گی اسے کچھ بھی۔۔ ملے گی تو معافی مانگ لوں گی اس سب کیلئے جو میں

نے کہا۔

ضحیٰ خود کو نارمل کرتے ہوئے کرسی پر بیٹھی تھی۔

فجر کو احساس نہیں تھا لیکن وہ واقعی بہت بول گئی تھی۔۔ وہ کیسے ایک ایسے انسان کیلئے جو موجود نہیں تھا ایک ایسے انسان سے لڑ رہی تھی جو اس برے وقت میں اسکے سہارے کا سبب بنی تھی۔

فجر اسے کچھ کہتی اس سے پہلے ہی ڈور بیل بجی تھی جو فجر دیکھنے چلی گئی تھی۔

شاید تم پچھتارہی ہو میرے ساتھ رہ کر فجر۔۔ مجھ پر چلانے سے پہلے ایک دفعہ یہی دیکھ لو کہ چلا کس کی وجہ سے رہی ہو۔۔ میں نے تو نہیں کہا تھا جنت کو کہ وہ یہ سب کرے اور ہم سے دور ہوجائے۔۔ میں نے تو نہیں کہا تھا کہ وہ ہمیں استعمال کرے۔۔ تو پھر تم بھی مجھ پر ہی کیوں چلارہی ہو۔

ضحیٰ کی گال پر اب آنسو آئے تھے جو اس نے دونوں ہاتھوں سے فوراً سے صاف کئے تھے۔

ضحیٰ تمہارا دماغ ٹھیک ہے؟ کسی کی جان چلی جائے تمہارے لئے اتنی سی بات ہے۔ تم اتنی سنگ دل کیسے ہوگئی ضحیٰ۔۔ تم تو ایسی نہیں تھی۔۔ تم اتنی کم ظرف کیسے ہوگئی یار۔ ختم کردو اب یہ بچپنا پلیز۔ سیریس ہوجاؤ زندگی میں ضحیٰ پلیز

ضحیٰ کے دماغ میں سب باتیں چھریوں کی طرح چلنے لگیں تھیں۔۔ جو اس کا

ذہنی سکون برباد کرنے کو بہت تھیں۔

جان بوجھ کر نہیں کیا میں نے یہ سب میں تو بس یہ چاہتی تھی کہ ہم اب آگے بڑھیں۔۔ مگر واقعی میں کب سے اتنی کم ظرف ہوگئی

ضحیٰ پر فجر کی اس بات کا گہرا اثر ہوا تھا۔

وہ کسی بھی طرح اس بات کو بھلا نہیں پا رہی تھی۔ اب کی بار آنسو صاف کرکے اس نے پانی پیا تھا اور گہری سوچ میں چلی گئی تھی۔

ضحیٰ جلدی اٹھو ہمیں ہسپتال جانا ہوگا فوراً

چلاتی ہوئی کہہ کر فجر فوراً سے اپنا بیگ اور فون لینے اوپر روم میں گئی تھی۔ ضحیٰ کی پریشانی میں مزید اضافہ ہوا تھا۔ ضحیٰ اب فجر کے پیچھے آتے التمش کی طرف لپکی تھی۔

ہسپتال میں کون ہے اور یہ کیا کہہ کر گئی ہے؟

لڑکھڑاتے ہی سہی مگر وہ پوچھنے لگی تھی۔

تم دونوں فون کیوں نہیں اٹھا رہی تھی؟ جنت کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے بہت برا

بلیو جینز پر بلیک ٹی پہنے جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا ہوا تھا۔

کیا فضول بات ہے میں نہیں مانتی

ضحیٰ کو یقین نہیں آرہا تھا وہ اتنی ہمت کیسے دکھا گئی۔۔ صرف اس کے ایک بار کہنے پر وہ یہ سب کیسے کرگئی۔۔ وہ تو دھوکہ دینے والی تھی۔۔ پھر کیسے کرگئی وہ یہ سب

یہ دیکھو اس کی گاڑی کی تصاویر

التمش نے جیب سے موبائل نکال کر فوراً سے اسے تصاویر دکھانی شروع کیں تھیں۔۔ جن میں جنت کی گاڑی بری طرح تباہ ہوچکی تھی۔

نہیں التمش میں جانتی ہوں وہ اتنی ہمت والی نہیں ہے۔۔ ہوسکتا ہے اس نے خود یہ حال کیا ہو گاڑی کا

ضحیٰ کو اب بھی یقین نہیں آرہا تھا کہ جنت کو واقعی چوٹ پہنچی ہے۔

ضحیٰ ضحیٰ میں دیکھ کر آیا ہوں اسے آئی سی یو میں پڑے۔۔ اور ایک منٹ کیا مطلب ہمت والی نہیں ہے۔۔ کہیں تم دونوں نے تو نہیں کہا اسے یہ سب کرنے کو؟

التمش کو جھٹکا لگا تھا۔

بس کردو خدا کیلیئے ضحیٰ۔۔ بس کردو بہت ہوگیا ہے

فجر پیچھے سے آکر غصے میں بولی تھی۔

فجر دیکھو۔۔

ضحیٰ اپنی وضاحت میں کچھ کہنا چاہتی تھی۔

ضحیٰ اللہ کی قسم جنت کو کچھ ہوا نہ تو میں تم سے دوبارہ بات نہیں کروں گی

فجر نے بیزار ہو کر کہا تھا۔

یہ وقت آپس میں لڑنے کا نہیں ہے۔۔ دونوں ساتھ چلو میرے ابھی جنت کو ضرورت ہے تم دونوں کی۔

التمش نے بحث ختم کرنا چاہی تھی۔

فجر ضحیٰ کو غصے سے گھورتی ہوئی فوراً سے گھر سے نکلی تھے۔۔ جواباً ضحیٰ نے اسے نم آنکھوں اور شکووں سے بھری نگاہ سے دیکھا تھا۔۔ جیسے اسے بتانا چاہ رہی ہو کہ فجر تم مجھے بہت جلد کھودینے والی ہو اپنے اس روئے سے۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

تھکے وجود اور نم آنکھیں لئے وہ دونوں التمش کے ساتھ ہسپتال پہنچیں تھیں۔

التمش انہیں اب آئی سی یو کے باہر لیکر آیا تھا۔

جنت کیسی ہے اب التمش ڈاکٹرز سے کچھ پوچھو نہ

فجر التمش کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔

ضحیٰ وہاں پڑے بینچ پر خاموشی سے جا بیٹھی تھی۔۔ وہ فجر سے مزید کسی بھی

موضوع پر بحث نہیں کرنا چاہتی تھی۔

میں پتا کرتا ہوں فجر۔۔ تم بیٹھو یہاں اور پریشان نہیں ہو۔۔ اللہ سب بہترین کریں گے۔

التمش نے اسے ضحیٰ کے قریب بیٹھایا تھا۔

میں کیسے پریشان نہیں ہوں التمش۔۔ جنت اندر پڑی ہے۔۔ پتا نہیں کیا ہوگیا ہے۔۔ کیا میں مل سکتی ہوں اس سے اب؟

فجر پھر سے التمش کے پاس آ کھڑی ہوئی تھی۔

فجر سب ٹھیک ہوجائے گا بس تھوڑا سا حوصلہ رکھو پلیز۔۔ سنبھالو خود کو۔۔ ایسے کیسے چلے گا

التمش نے فجر کو تسلی دینا چاہی تھی۔ مگر فجر جب تک جنت کو دیکھ نہ لیتی تب تک اسے سکون نہیں ملنا تھا۔

نہیں التمش مجھے دیکھنا ہے جنت کو

فجر اب بچوں کی طرح ضد کرنے لگی تھی۔

فجر اب وہ صرف تمہاری دوست جنت نہیں ہے۔۔ اسکی اپنی ایک پہچان ہے۔۔ تم اگر چاہو بھی تو تمہیں کوئی اندر نہیں جانے دیگا بہتر ہے کہ تم یہیں

بیٹھ کر انتظار کرو پلیز؟

التمش نے فجر کا سر سہلایا تھا۔

مگر تم تو کرسکتے ہو نہ۔۔ تم بھی تو لیڈنگ کرکٹر ہو نہ فلم کے۔۔ تمہارے بہت سے رابطے ہونگے۔۔ کچھ کرو نہ التمش پلیز

فجر اب رونے لگی تھی۔۔ ضحیٰ نے زمین سے نظر اٹھا کر فجر کو دیکھا تھا جو اب نیچے بیٹھی مسلسل روئے جارہی تھی۔

فجر پلیز ضد نہیں کرو۔۔ جنت کو ہوش آنے دو۔۔ جیسے ہی اسے ہوش آئے گی میں خود تم دونوں کو لے کر جاؤں گا مگر پلیز ابھی سنبھالو خود کو۔

التمش بھی اس کے قریب بیٹھا تھا۔

جواباً فجر نے کچھ نہیں کہا تھا۔ بینچ کے ساتھ ٹیک لگائے وہ مسلسل روئے جارہی تھی۔

تم دونوں بیٹھو میں پانی لاتا ہوں

التمش فجر کو تھپکی دیکر ضحیٰ پر نظر ڈالتے ہوئے گیا تھا۔

یہ کیا کرلیا تم نے اپنے ساتھ جنت کیا کرلیا تم نے اپنے ساتھ

فجر نے سسکیاں بھریں تھیں۔

جنت ٹھیک ہوجائے گی فجر۔۔ حوصلہ رکھو

ضحیٰ اب اٹھ کر فجر کے پاس آئی تھی۔ اور اسے گلے سے لگایا تھا۔

دیکھو ضحیٰ تمہارا بچپنا کہاں تک لے آیا ہمیں۔۔ دیکھو تمہارا بچپنا جنت کو موت کے منہ میں ڈال چکا ہے ضحیٰ

فجر نے پھر سے ضحیٰ کیلیئے زہر اگلنا شروع کیا تھا۔

وہ ٹھیک ہوجائیگی فجر

ضحیٰ بس اتنا ہی کہہ پائی تھی۔

مگر تم نے کوئی کسر نہیں چھوڑی ضحیٰ اسے مارنے کی۔۔ ہم سے دور کرنے کی۔۔ کیا اب تم خوش ہو؟ کیا تھا تم اسے معاف کردیتی۔۔ کیا تھا کہ اسے ایک اور موقع دیدیا جاتا

فجر نے ضحیٰ کی طرف دیکھا تھا۔

مگر وہ یہ کیسے بھول گئی تھی کہ ضحیٰ کے یہ سب کہنے سے پہلے بھی تو جنت کو وہ دونوں خود سے دور کرچکیں تھیں۔۔ لیکن تب انہیں اس دوری کا احساس نہیں تھا۔

انسان ساری عمر کسی عزیز سے ناراض رہ سکتا ہے۔۔ اپنے رشتے میں محبت کے بدلے اپنی انا کو جتواسکتا ہے۔۔ مگر یہی جب اسکے عزیز کو موت آپکڑتی ہے تو

اسے ساری کی ساری محبت یاد آنے لگ جاتی ہے۔۔ سارے پچھتاوے اس کے ذہن میں تب آتے ہیں۔۔ غلطیوں کو معاف کردیں گے تو کیا ہوجائے گا؟ کسی کیلئے اپنی انا ماردیں گے تو کیا ہوجائے گا؟ کیا یہ سب باتیں یہ سب چیزیں کسی انسان سے زیادہ ضروری ہوتی ہیں؟ کیوں ہر دفعہ کسی کی موت ہی ضروری ہوتی ہے یہ سب باتیں سمجھنے کیلئے۔۔ ہر دفعہ تو قدرت موقع نہیں دیتی ہے نا

فجر میں نے جان بوجھ کر کچھ نہیں کیا

ضحیٰ بس رو دینے والی تھی۔

جان بوجھ کر نہیں کیا۔۔ مگر دیکھو تمہاری بیوقوفی کہاں لے آئی ہمیں۔۔ اب اگر جنت ہی نہیں رہی تو کیا فائدہ اس ناراضگی اور ان شرطوں کا؟

فجر اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

ٹھیک تمہیں لگتا ہے یہ سب میں نے کیا ہے؟ تمہیں لگتا ہے اس سب کی قصوروار صرف اور صرف میں ہی ہوں؟ اب تک جو کچھ بھی ہوا وہ سب میں نے کیا ہے؟ میں نے عین موقع پر تم لوگوں کو دھوکہ دیا تھا؟ میں نے سٹیج پر تمہیں پرفارم کرنے سے روکا تھا؟ میں نے چھ سال کا خواب ٹریش کین میں پھینکا تھا؟ میں تم دونوں کو یہاں تک لیکر آئی ہوں؟ جنت بھی یہاں میری ہی وجہ سے ہے نہ؟

ضحیٰ بھی اب اٹھ کھڑی ہوئی۔

ضحیٰ

ضحیٰ کے پیچھے سے آتے ہوئے التمش کو اس پر حیرت ہوئی تھی۔

سب غلط کر کے بس بسترِ مرگ پر پڑ جاؤ۔۔ سب معاف ہوجائے گا لوگ فکر بھی کریں گے اور محبت بھی

مگر تم جانتی ہو فجر مجھے شوق نہیں ہے تسلیاں ہمدردیاں اکھٹی کرنے کا۔۔ یہ کام تمہاری جنت ہی بہتر کرسکتی ہے۔

میں اگر کبھی جنت کی جگہ اس بستر پر بھی پڑجاؤں تو اس بات کا خیال رکھوں گی کہ تم سب میں سے کوئی مجھے تسلیاں اور ہمدردیاں دینے نہ آئے۔۔ چھ سال پہلے تک اکیلی رہی ہوں تو مطلب رہ سکتی ہوں میں باہر جارہی ہوں میں ہوش آجائے تو مجھے کال کردینا۔۔ معافی مانگ لوں گی آکر اس سے۔

ضحیٰ کے آنسو جو وہ آج شام سے روک رہی تھی بہنے لگے تھے۔ وہ فجر کو تھپکی دیتے ہوئے نم آنکھوں سے وہاں سے فرار ہوئی تھی۔

فجر اور التمش حیران تھے۔۔ ضحیٰ اتنا سب کہاں چھپا کر بیٹھی تھی۔۔ ہاں وہ ...بہت ہمت والی تھی۔۔ مگر اتنی

مگر وہ نہیں جانتے تھے کہ یہ دنیا ہے یہاں ہر انسان مسائل میں گھرِا ہوا ہوتا ہے ایسا کوئی انسان نہیں جسکی زندگی میں کوئی مسئلہ نہ ہو لیکن کچھ

لوگ مسائی‌ل کا تماشہ بنا کر ہمدردیاں حاصل کر لیتے ہیں اور کچھ اُن مسائی‌ل کو اپنے اندر جذب کر کے اپنی ذات کو اذیت میں مبتلا کر دیتے ہیں اور وہ اذیت اکیلے سہتے ہیں لوگ نہیں جانتے کےان اذیت کے ماروں کو بھی کوئی‌ی مس‌ئ‌لہ ہوسکتا ہے وہ کو شش ہی نہیں کرتے جاننے کی وہ بس طنز و طعنہ کر کے ان کی تکلیفوں میں اضافہ کرتے ہیں اور بعد میں گلے شِکوے کرتے ہیں کہ ہمیں کچھ بتایا کیوں نہیں بتاؤ گے نہیں تو معلوم کیسے ہوگا لیکن وہ کوشش کب کرتے ہیں ہمیں پڑھنے کی؟؟

لوگوں کو پڑھنے کا ہنر نہیں ہے؟

ناکام ہیں آپ

پڑھنے تو آپ کو الفاظ بھی نہیں آتے تھے۔۔۔ پڑھ لیتے ہیں نہ آپ؟ سیکھ چکے ہیں سب تو پھر کسی کی ذات کو پڑھنے میں اتنی الجھنیں کیوں؟

خود کو بمشکل سنبھالتے ہوئے ضحیٰ ہسپتال کے باہر جاکر بینچ پر بیٹھی تھی۔ مسلسل چاند کو دیکھتے وہ روئے جارہی تھی۔۔ آنسو بار بار اسکی گال سے گر کر گود میں پڑے فون پر گر رہے تھے۔۔ فون کی سکرین اب مکمل گیلی ہوچکی تھی۔۔ مگر ضحیٰ اسے صاف نہیں کر رہی تھی۔۔ ابھی وہ اسے صاف کرنا ہی نہیں چاہتی تھی۔

تم کب سے ایسی ہوگئی ضحیٰ۔۔ تم تو اتنی کم ظرف نہیں تھی۔۔ تم ذرا سنجیدہ ہوجاؤ گی؟ ختم کردو یہ بچپنا اور ہماری زندگی آسان بناؤ پلیز

تم نے سب خراب کردیا ضحیٰ

تم کب سے یہ سب سوچنے لگ گئ ضحیٰ

تم اتنی سنگ دل تو نہیں تھی ضحیٰ

فجر کی باتیں ضحیٰ کے دماغ میں بری طرح سے چلنے لگیں تھیں۔ اب کی بار آنسوؤں کے ساتھ اس کی ہچکی بھی بلند ہوئی تھی۔

مجھے نہیں پتا آپ کس اذیت سے گزر رہی ہیں مگر یقین کریں آپ کے بس میں جو نہیں ہے وہ اس ذات کے بس میں ہے جس نے صرف چھ دن میں زمین آسمان بنائے۔۔ آپ کی پریشانیاں آپ کے مسائل اور آپ کا درد اس ذات سے بڑھ کر نہیں ہے۔۔ بس یقین رکھیں اس پر اور دعا کریں۔۔ سب ٹھیک ہوجائے گا ان شاء اللہ

بلیو جینز پر گرے شرٹ اور بلیک جیکٹ پہنے ٹیشو پیپر ضحیٰ کے سامنے کرتے ہوئے وہ اسکے سامنے کھڑا تھا۔

ج ج جی؟

ضحیٰ نے فوراً سے خود کو نارمل کیا تھا۔

میرا نام محمد بلال ہے۔۔ میں یہاں بیٹھ جاؤں اگر آپ کو برا نہ لگے تو؟

ٹیشو پیپر ضحیٰ کو تھماتے اس نے اجازت مانگی تھی۔

بیٹھ جائیں

آنسو صاف کرکے ضحیٰ ایک طرف کو ہوئی تھی۔ تمیز اور ادب سے وہ کبھی پیش نہیں آئی تھی۔۔ مگر آج وہ اس حال میں نہیں تھی کہ اس سے بد تمیزی کرکے اسے خود سے دور کردیتی۔

جزاکِ اللہ میں یہ بتارہا تھا کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہیں۔۔ ہمت رکھیں وہ آپ کے آنسوؤں کی وجہ جانتے ہیں۔۔ جلد ہی آپ کو سکون دیں گے

بلال اب بینچ پر آبیٹھا تھا۔

آخری دفعہ جب میں نے یہ لفظ سنا تھا تو کسی کی موت ہوگئی تھی۔ سکون اور موت دونوں ایک ساتھ استعمال ہوتے ہیں

ضحیٰ روتے ہوئے ہنسی تھی۔

سکون کیلئے مرنا تھوڑی ضروری ہوتا ہے۔۔ آپ زندگی بھی پرسکون بناسکتی ہیں۔۔ یقین کریں

بلال ضحیٰ کی طرف دیکھ کر مسکرایا تھا۔ ضحیٰ نے اسے عجیب نظروں سے دیکھا تھا۔۔ وہ اتنا پرسکون کیسے ہے؟ کیا زندگی میں اسے کوئی مسئلہ نہیں تھا؟

میری زندگی پرسکون ہی ہے۔۔ بس کچھ حادثات سے دوچار ہے

ضحیٰ نہیں چاہتی تھی کہ وہ کسی کی ہمدردی لے۔

آپ چاہیں اگر تو شیئر کرسکتی ہیں مجھ سے اپنی پریشانی۔۔ فکر نہیں کریں میں آپ کو نہیں جانتا۔۔ اور کیا پتا ہم دوبارہ کبھی ملیں بھی نہ۔۔ تو آپ کو یہ ملال بھی نہیں رہے گا کہ آپ نے کسی کو اپنے مسائل بتاکر خود کو ذلیل کردیا

بلال واقعی ضحیٰ کی سوچ پڑگیا تھا۔

میں نے کب کہا کہ مجھے اس بات کا خوف ہے؟

ضحیٰ اب کچھ نارمل ہوچکی تھی۔

تو پھر آپ مجھ سے شیئر کرسکتی ہیں۔۔ انجان سمجھ کر۔۔ سوچیں کہ میرے صرف کان ہیں۔۔ اور بس سناتی جائیں۔ کیونکہ بعض اوقات ہمیں صرف ان کانوں کی ہی ضرورت ہوتی ہے

بلال مسکرایا تھا۔۔ مگر ضحیٰ سنجیدہ تھی۔۔ وہ اتنی بے تکی بات پر کیسے ہنس سکتی تھی۔

زیادہ کچھ بھی نہیں ہے بس میری کافی پرانی دوست سے ایک غلطی ہوگئی تھی اور ہم اس سے ناراض تھے اب اسکا ایکسیڈنٹ ہوگیا ہے اور سب مجھے ذمہ دار کہہ رہے ہیں کہ میں نے معاف نہیں کیا اسے۔

ضحیٰ نے درد بھری کہانی یوں فضول بات کی طرح بتائی تھی تاکہ وہ مزید کچھ نہ پوچھے۔

تو آپ نے معاف کیوں نہیں کیا اسے؟

بلال اب مکمل طور پر ضحیٰ کی طرف رخ کرکے بیٹھا تھا۔

نفرت ہوگئی تھی اس سے اس غلطی کے بعد

ضحیٰ نے بیزاریت ظاہر کی تھی۔

بس؟

بلال نے بھنویں اچکاتے ہوئے سوال کیا۔

یپ

ضحیٰ مسکرائی تھی۔

تو آپ معاف کیوں نہیں کردیتیں انہیں؟

بلال نے ایک اور سوال کیا تھا۔

میں نہیں کرسکتی معاف اسے۔

ضحیٰ سنجیدہ ہوئی تھی۔

اچھا۔۔ تو محترمہ آپ کو پتا ہے اللہ جی کا جو محبوب ہے انہوں نے کیا فرمایا

تھا؟

بلال نے پھر سے پوچھا۔

کیا؟

ضحیٰ نا سمجھی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے تین راتوں سے زیادہ قطع تعلق کرے دونوں آپس میں ملیں تو یہ اس سے منہ موڑے اور وہ اس سے منہ موڑے اور ان دونوں میں سے بہتر وہ آدمی ہے کہ جو سلام کرنے میں ابتداء کرے۔

(صحیح مسلم 2560۔ کتاب 45۔۔ حدیث 31۔

کتاب 32۔۔ حدیث 6210)

بلال نے مسکراتے ہوئے بتایا تھا۔

سلام میں ابتدا کرے سے مطلب؟

ضحیٰ کو مزید جاننا تھا۔

یعنی سلام کرکے معذرت کرے اور بات چیت کا آغاز کرے

بلال کو اچھا لگا تھا کہ ضحیٰ نے اسے سنا۔ باقیوں کی طرح یہ نہیں کہا کہ ہاں ہاں ہم سب جانتے ہیں ہمیں نہیں بتاؤ۔

مگر میں تو کب سے اس سے بات نہیں کررہی۔۔ تو کیا میں کافر ہوگئی ہوں؟ اللہ کے لئے میں اب کافروں کی طرح بری بن گئی ہوں؟ کیا اب میں مسلمان نہیں رہی ؟

ضحیٰ کو پریشانی ہوئی تھی۔۔ کسی کیلئے اس سے اسکا دین چھن جانا سب سے بڑی اذیت ہوتی ہے۔۔ جو وہ محسوس کرنے لگی تھی۔

اب بھی آپ کے دل میں یہ باتیں ہیں تو بالکل نہیں۔۔ آپ مسلمان ہیں الحمد للہ اور پتا ہے مسلمان کا مطلب کیا ہوتا ہے؟ فرمانبردار تو بس فرمانبرداری کریں پھر آپ سے آپ کا یہ دین کوئی چھین نہیں سکے گا۔

بلال اسے اپنے دین کیلئے پریشان ہوتے دیکھ کر مسکرایا تھا۔

مگر جو غلطی مجھ سے ہوئی ہے وہ؟

ضحیٰ اب بھی پریشان تھی۔

توبہ کرلیں۔۔۔۔ سمپل

کیونکہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا میں اپنے بندے کے ساتھ وہی معاملہ کرتا ہوں جس کا وہ میرے ساتھ گمان کرتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اللہ کی قسم اللہ اپنے بندے کی توبہ پر اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا تم میں سے کوئی اپنی گمشدہ سواری کو جنگل

میں پالینے سے خوش ہوتا ہے اور جو ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے میں
ایک ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں اور جو ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے
میں دو ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں اور جو میرے طرف چل کر آتا ہے
میری رحمت اس کی طرف دوڑ کر آتی ہے۔

(صحیح مسلم 2675 کتاب 50۔۔ حدیث 1

کتاب 37۔۔ حدیث 6610)

تو بس توبہ کریں اور اللہ کے قریب ہوجائیں۔۔ اللہ معاف کردیں گے آپ کو
اس غلطی کیلئے

بلال نے جیب سے موبائل نکال کر دیکھنا شروع کیا تھا۔

مگر میں اس سے دوبارہ ویسے ہی رابطہ نہیں رکھ پاؤں گی

ضحیٰ نے بے دلی سے کہا تھا۔

دیکھیں محترمہ جب بات آپ کے رب کی آجاتی ہے نہ تو پھر اپنے دل کو
نہیں دیکھا جاتا حکمِ الٰہی لیکر زندگی کو پرسکون بنایا جاتا ہے۔

اور یہاں حکمِ الٰہی پتا ہے کیا ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ قیامت کے دن فرمائے گا کہاں ہیں آپس میں
محبت کرنے والے میرے جلال کی قسم آج کے دن میں ان کو اپنے سائے

میں رکھوں گا کہ جس دن میرے سائے کے علاوہ اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔

صحیح مسلم 2566)

(کتاب 45۔۔ حدیث 46 کتاب 32۔۔ حدیث 6225

مگر وہ محبت اللہ کیلئے کی گئی ہو۔۔ اللہ کی خاطر سب بھلا کر پاک محبت۔۔ جائز محبت

بلال نے اٹھتے ہوئے کہا۔

آپ جارہے ہیں؟

ضحیٰ اسے مزید سننا چاہتی تھی۔وہ اپنی الجھی ہوئی زندگی کو سلجھانا چاہتی تھی۔۔ وہ مزید اللہ کے محبوب کے بارے میں جاننا چاہتی تھی۔

جی۔۔ مجھے جانا ہے ابھی۔۔ امید ہے جو آپ کو سمجھایا ہے آپ سمجھ گئی ہوں گی اور فرمانبردار بھی بنیں گی ان شاء اللہ

بلال نے تصدیق چاہی تھی۔

ان شاء اللہ

ضحیٰ نے تصدیق کی تھی۔

تو پھر میں چلتا ہوں۔۔ سب ٹھیک ہوجائے گا اللہ پر یقین رکھیں۔

اللہ حافظ

مسکراتے ہوئے وہ اسے امید اور اللہ کے امان میں دے گیا تھا۔

ضحیٰ مسکراتے ہوئے اسے جاتے دیکھ رہی تھی۔ وہ اسے اور سننا چاہتی تھی مگر خواہشات کہاں پوری ہوتی ہیں۔

وہ چلاگیا تھا۔۔ ضحیٰ اب بہتر محسوس کررہی تھی۔۔ وہ اب تیار تھی سب سے ملنے کو۔۔ بلال اسے کافی ہمت دے گیا تھا۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

رات کے تیسرے پہر جنت ہوش میں آئی تھی۔ ضحیٰ ہسپتال کے باہر بینچ پر ہی بیٹھی تھی جب التمش نے اسے فون کرکے بلایا تھا۔ خود کو حوصلہ دیتے ہوئے وہ ہمت اکھٹا کرکے اٹھی تھی۔

بلال کی باتوں نے اسے کافی ہمت دی تھی۔۔ وہ اب تیار تھی اسے معاف کرنے کیلئے۔۔ اس سے ملنے کیلئے۔۔ وہ بس اپنی زندگی پرسکون بنانا چاہتی تھی۔۔ اور زندگی پرسکون بنانے کا ایک یہی طریقہ تھا کہ وہ بلال کی کہی گئی باتوں پر عمل کرے۔

کچھ دیر بعد وہ وارڈ میں پہنچی تھی جہاں فجر جنت کا ہاتھ پکڑے اسے پیار کر رہی تھی۔ جنت کو زیادہ چوٹ نہیں آئی تھی۔۔ مگر وہ کافی ڈرگئی تھی۔

ضحیٰ کو دیکھتے ہی وہ دونوں اس کی طرف متوجہ ہوئی تھیں۔

تھکے تھکے قدموں سے چلتی وہ کھلے بالوں اور ایک طرف دوپٹہ ڈالے اس کی

طرف چلتی آرہی تھی۔ فجر اور جنت خوفزدہ تھیں۔۔ ضحیٰ کی آنکھیں نیند اور آنسوؤں کی وجہ سے لال ہوچکیں تھیں۔۔ جو جل جل کے مزید لال ہو گئیں تھیں۔

ضحیٰ تم ٹھیک ہو؟

فجر کو بلآخر اسکا بھی خیال آگیا تھا۔

جنت کے قریب سٹول پر آکر بیٹھ کر اس نے فجر کی طرف نگاہ ڈالی اور اثبات میں سر ہلایا۔

تم ٹھیک ہو جنت؟

ضحیٰ نے نرم لہجے میں بات شروع کی۔

میں ٹھیک ہوں ضحیٰ۔۔ دیکھو تم نے مجھے جو کہا میں نے کیا۔۔ کیا اب تم مجھے معاف کردو گی؟

جنت فجر کا سہارا لیکر اٹھ کر بیٹھی تھی۔

تمہیں کہیں درد تو نہیں ہورہا؟

ضحیٰ نے اسکی چوٹوں کی طرف اشارہ کیا تھا۔

نہیں مجھے کہیں بھی درد نہیں ہورہا۔۔ میں ٹھیک ہوں ضحیٰ۔۔ بتاؤ اب تم مجھے معاف کردو گی؟

جنت نے اسکا ہاتھ تھاما تھا۔

ضحیٰ مسلسل اسکے ہاتھ کو دیکھ رہی تھی۔

فجر نے ضحیٰ کو کہنی ماری تھی۔

تم اتنی مخلص تھی تو تم نے یہ سب کیوں کیا ہمارے ساتھ جنت؟

ضحیٰ نے اب جنت کی آنکھوں میں دیکھنا شروع کیا تھا۔

ضحیٰ

فجر نے اسے چپ کروانا چاہا تھا۔۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ دوبارہ سے ماضی کریدے۔

ضحیٰ کیا تم مجھے معاف نہیں کرسکتی؟ کیا سب نہیں بھلا سکتی؟

جنت نے سرجھکایا تھا۔

بے شک میں تمہیں معاف کرسکتی ہوں کیونکہ اللہ معاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔۔ سب بھلا بھی دوں گی۔۔ کیونکہ اگر دل میں رکھا تو تمہیں معاف نہیں کرپاؤں گی۔۔ بغض رہ جائے گا۔۔ میں منافق نہیں بننا چاہتی۔۔ میں بس وجہ جاننا چاہتی ہوں جنت

ضحیٰ نے اسے چہرے سے پکڑ کر اسکا سر اٹھایا تھا۔

میں لالچی ہوگئی تھی ضحیٰ جب انہوں نے مجھے کہا کہ یا تم یا کوئی بھی نہیں تو

مجھے لگا میں نے اگر تم دونوں کو دیکھا تو میرا اپنا خواب ٹوٹ جائے گا۔۔ اتنی جلد بازی میں سب ہوا مجھے کچھ سمجھ میں نہیں آیا تو میں نے ہاں کردی۔

جنت کی اس بات پر فجر اور ضحیٰ نے ٹھنڈی آہ بھری تھی۔

آرام کرو۔۔ تم کافی باتیں کرچکی ہو

ضحیٰ اب اٹھ کر جانے لگی تھی۔

ضحیٰ کیا تم نے اب بھی مجھے معاف نہیں کیا؟

جنت اس کے پاس آنا چاہتی تھی مگر وہ بیڈ سے اٹھ نہیں پارہی تھی۔

بالکل میں نے تمہیں معاف کردیا۔ اب اس بارے میں کوئی اور بات نہیں ہوگی۔۔ جو ہوگیا وہ تم بھی بھول جاؤ۔۔ اور آئندہ اپنے ساتھ کسی قسم کی زیادتی مت کرنا۔۔ کسی کے کہنے پر بھی نہیں

جنت کا ہاتھ تھام کر ضحیٰ نے اسے یقین دلایا تھا کہ وہ اسے واقعی معاف کرچکی ہے۔

فجر اور جنت کو ضحیٰ کے اتنی جلدی معاف کردینے پر حیرت ہوئی تھی۔۔ مگر وہ نہیں جانتی تھیں کہ وہ بس اپنی زندگی کو پرسکون بنارہی ہے۔۔ اللہ کے حکم پر عمل کرکے۔ دل کو چھوٹی چھوٹی نفرتوں سے پاک کرکے۔

واقعی؟

جنت نے خوش ہوتے ہوئے تصدیق چاہی تھی۔

ضحیٰ نے مسکراتے ہوئے تصدیق کی تھی۔

فجر تم واپس چلو گی یا رکو گی جنت کے پاس؟

ضحیٰ کافی تھک چکی تھی۔۔ مگر یہ تھکن فجر کے رویئے سے تھی۔۔ ضحیٰ کی تھکن اس کی آواز سے ظاہر ہورہی تھی۔

میں جنت کے پاس ہی رکوں گی۔۔ جب تک وہ ٹھیک نہیں ہوجاتی

فجر نے جنت کی طرف دیکھا تھا۔

ضحیٰ کو جواب پہلے سے ہی معلوم تھا مگر پھر بھی وہ خود کو اذیت دینا چاہتی تھی۔

جواباً ضحیٰ مسکرائی تھی۔

ضحیٰ تم بھی میرے پاس ہی رک جاؤ نہ پلیز؟ تم دونوں پاس رہو گی تو مجھے اچھا لگے گا

جنت نے ضحیٰ کو بھی روکنا چاہا تھا۔

میں تھک گئی ہوں جنت۔۔ تھوڑا آرام کرنا چاہتی ہوں اور چینج بھی کرنا ہے۔۔ تو مجھے جانے دو۔۔ میں صبح آؤں گی۔ ہمم؟

ضحیٰ واقعی بہت تھک چکی تھی۔۔ اسے آرام کی سخت ضرورت تھی۔

اچھا چلو ٹھیک ہے لیکن اکیلی مت جانا اس وقت

جنت اور فجر نے اسے مشورہ دیا تھا۔

مجھے مسئلہ نہیں ہے۔۔ میں جاسکتی ہوں اکیلی

ضحیٰ مسکرائی تھی۔

سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ضحیٰ کے اکیلے جانے کا

التمش جو ابھی ابھی اندر داخل ہوا تھا ان تینوں کی گفتگو سن چکا تھا۔

مہربانی تم تینوں کی۔۔ اب جانے دو مجھے

ضحیٰ نے تینوں کی طرف ایک ایک نگاہ ڈال کر کہا تھا۔

تم دونوں خیال رکھو اپنا۔۔ صبح ملتے ہیں ان شاء اللہ

ضحیٰ کا ہاتھ پکڑ کر التمش اسے باہر لے آیا تھا۔

التمش میں جاسکتی ہوں خود بھی

ضحیٰ نے التمش کی شرٹ کھینچی تھی۔

یار قسم سے مجھے بھی بہت نیند آرہی ہے تمہارے بہانے میں بھی چلا جاؤں گا نہ

التمش نے بات بالکل بدل دی تھی۔

ہاں تو یوں کہو نہ چالاک انسان میں سوچوں مجھ سے ہمدردی ہورہی ہے اسے ضحیٰ کو بالکل پسند نہیں تھا کوئی بھی اس سے ہمدردی کرے۔

تمہیں بھوک ووک لگی ہے؟ کچھ کھائیں؟

التمش خود فاقوں سے دوچار تھا۔

مجھے بس نیند آرہی ہے۔۔ لیکن میں تمہیں کھانا کھلاسکتی ہوں

ضحیٰ نے ہنستے ہوئے اس سے اپنا ہاتھ چھڑواکر اس کے ساتھ ساتھ چلنا شروع کیا تھا۔

جواباً وہ بہت زور سے ہنسا تھا۔ ضحیٰ جان گئی تھی کہ وہ ان تینوں کے چکر میں شام سے بھوکا پیاسا گھوم رہا تھا۔۔ ضحیٰ نے خیال کرتے ہوئے اسے دعوت دی تھی۔

کمرے میں ہر طرف تاریکی چھائی تھی۔۔ کہیں سے روشنی کی تھوڑی سی بھی کرن کمرے میں داخل نہیں ہوپارہی تھی۔۔ وہ سونا چاہ رہی تھی مگر کچھ تھا جو اسے بار بار تنگ کررہا تھا۔۔ اسکی نیند میں مخل ہورہا تھا۔۔ وہ کافی دفعہ اسے نظرانداز کرچکی تھی مگر اب وہ اسکی برداشت سے باہر ہوتا جارہا تھا۔۔ آخر تنگ آکر اس نے اپنے چہرے سے تکیہ ہٹاکر فون کی طرف دیکھا تھا جو مسلسل دس منٹ سے بجے جارہا تھا۔

ضحیٰ نے منہ بناکر اٹھ کر بیٹھتے ہوئے بالوں کو اکھٹا کرکے جوڑا بنایا تھا۔ فون کو غور سے دیکھنے کے بعد اسے معلوم ہوا کہ صبح کہ گیارہ بج چکے تھے۔۔ اور فجر اسے مسلسل کالز کررہی تھی۔ اور اب تنگ آکر اس نے بھی کالز کرنا بند کردیں تھیں۔۔ شاید وہ ضحیٰ کو اٹھانا ہی چاہتی تھی۔

میں تھوڑی دیر میں پہنچتی ہوں۔۔ کچھ چاہیۓ ہو تو بتادو؟

فجر کو میسج لکھ کر اس نے فون پر نصرت صاحب کی قوالی لگا کر فون پھر سے بیڈ پر پھینکا تھا۔

بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگائے آنکھیں بند کئے اب وہ خود کو نارمل کرنا چاہ رہی تھی۔۔ وہ سب یاد کرنا چاہتی تھی جو اس کے ساتھ کل سے اب تک ہوا تھا۔۔ ضحیٰ کافی لمبی نیند لیکر اٹھی تھی۔۔ اور اس کام میں وہ کافی ماہر تھی۔۔ مگر اسکی آنکھیں اب بھی جل رہیں تھیں۔۔ شاید یہ بہت زیادہ رونے کی وجہ سے تھا۔

تم کب سے اتنی کم ظرف ہوگئی؟ کب ہوگا یہ بچپنا ختم؟ سنجیدہ ہوجاؤ زندگی میں خدارا۔۔ تم تو ایسی نہیں تھی ضحیٰ۔۔ تم کب سے ہوگئی اتنی کم ظرف

پھر سے فجر کی کہی گئی باتیں اسکی تنہائی میں شور مچانے لگیں تھیں۔

ناشتہ اور کپڑے لیتی آنا اور جلدی پہنچو

سکرین ایک دفعہ پھر سے روشن ہوئی تھی۔۔ اب کی بار فجر کی طرف سے میسج آیا تھا۔

اوکے

کچھ دیر میسج دیکھنے کے بعد ضحیٰ نے بھی جواب دیا۔

ساتھ ہی وہ بیڈ سے اٹھ کر کھڑکی کی طرف آئی تھی اور پردے ہٹانے لگی تھی۔۔ اچانک ہی بہت تیز روشنی کمرے میں داخل ہوئی تھی۔۔ ضحیٰ نے فوراً سے آنکھیں بند کیں تھیں۔۔ قوالی ابھی بھی زور و شور سے جاری تھی۔۔ اتنی تیز روشنیوں کی ضحیٰ کو عادت نہیں تھی۔۔ مگر باہر سے آتی تازہ ہوا کو اس نے کافی پرسکون محسوس کیا تھا۔ اب وہ سامنے لگے درخت پر دیکھنے لگی تھی جہاں پرندوں کے گھونسلے تھے۔۔ ضحیٰ ان میں کھونے لگی تھی۔۔ انہیں چہچہاتا دیکھ کر ایک دوسرے کی چونچ میں کھانا ڈالتے دیکھ کر ضحیٰ مسکرائی تھی۔۔ اللہ کی قدرت میں بھی بے حد سکون ہوتا ہے جو ہم اپنی مصروف سی زندگی میں محسوس نہیں کرپاتے۔۔ قوالی بند ہوچکی تھی۔۔ پرندوں میں کھوئی ضحیٰ اب فون کی طرف واپس آئی تھی جو بالکل بند ہوچکا تھا۔

اوہ شٹ اس کو تو چارج ہی نہیں کیا اور ہسپتال بھی جانا ہے

فوراً سے فون چارج پر لگاکر الماری سے کپڑے نکال کر وہ واشروم کی طرف باتھ کیلئے بڑھی تھی۔

گیارہ پینتالیس ہوچکے تھے۔۔ ضحیٰ اب بلیک جینز پر وائٹ شرٹ کے ساتھ پمپس پہنے بالوں کو ایک طرف کرکے پونی بنائے کچن میں یہاں سے وہاں بھاگتی ناشتہ تیار کررہی تھی۔

آدھے گھنٹے میں وہ یہ بھی کرچکی تھی۔۔ کیونکہ ہمیشہ کی طرح اس کا ناشتہ صرف سینڈوچز ہی تھا۔۔ جوس کی بوتل بیگ میں ڈالتے اب وہ مکمل تیار ہوکر گھر سے نکلنے ہی لگی تھی کہ اسے یاد آیا کہ اپنا فون وہ کمرے میں ہی بھول آئی ہے۔۔ جلد بازی میں وہ ابھی فون چھوڑ جانے والی تھی۔

آخر سب کام کرکے پورے ایک بجے وہ گھر کو لاک کرکے نکلی تھی کہ سامنے التمش اسی کا انتظار کررہا تھا۔

تم پھر سے آگئے یہاں؟

ضحیٰ کو اس کے یوں آنے پر حیرت ہوئی تھی۔

بھائی کے ہوتے ہوئے تم اکیلی خوار ہوگی؟ ناممکن

گرے جینز پر نیوی بلیو شرٹ پہنے اس نے خود ہی سوال کرکے خود ہی جواب دیکر گاڑی کا دروازہ کھول کر اسے اندر آنے کا اشارہ کیا تھا۔

یہ بھائی تب کہاں تھا جب فجر مجھے باتیں سنارہی تھی؟ محبوبہ کے سامنے زبان

نہیں کھلتی ہے۔۔ آئے بڑے

ضحیٰ نے سامان گاڑی میں رکھ کر اس کے پاس کھرے ہوکر کہا تھا۔

فجر کو نہیں سمجھایا جاسکتا جنت کے معاملے میں۔۔ اسے سمجھانا مطلب خود سے دور کرنا۔۔ تمھیں بھی مشورہ دوں گا کہ اس سے مت الجھنا جنت کے معاملے میں۔۔ ورنہ واقعی میں کھودوگی اسے

التمش نے افسوس کیا تھا۔

جانتی ہوں

ضحیٰ مسکرائی تھی۔۔ اسکے سوا وہ اور کچھ کر بھی نہیں سکتی تھی۔

مگر ضحیٰ۔۔ تمھیں ہوشیار رہنا پڑے گا۔۔ میں تمھیں بدگمان نہیں کررہا۔۔ مگر مومن ایک سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جاتا... سمجھ رہی ہو نہ؟

التمش نے اسے سمجھایا۔

میں جانتی ہوں۔۔ مگر فی الحال تو میں پہلے مسلمان ہی بننے کی کوشش کررہی ہوں

ضحیٰ مسکرائی تھی۔

التمش نے جواباً اسکا سر سہلاکر اسے گاڑی میں بٹھا کر دروازہ بند کیا تھا۔

گاڑی کے دوسری طرف جاکر اب اس نے گاڑی میں بیٹھ کر گاڑی چلانا شروع کی تھی۔

تم نے ناشتہ کیا التمش؟

بیگ سے فون نکالتے ہوئے اس نے التمش سے سوال کیا تھا۔

ضحیٰ۔۔ ایک بج رہا ہے۔۔ میں لنچ بھی کر آیا ہوں

التمش نے ٹرن لیتے ہوئے کہا۔

توبہ توبہ بہت کھاتے ہو التمش تم بھی

ضحیٰ اب فون استعمال کرنے لگی تھی۔

جواباً التمش ضحیٰ کو حیرت سے دیکھتے ہوئے کھل کر ہنسا تھا۔۔ اسے کبھی کبھی حیرت ہوتی تھی کہ یہ لڑکی ہے کیا چیز

پونے دوبجے وہ دونوں ہسپتال پہنچے تھے۔۔ سامان فجر کو پکڑا کر وہ اب جنت سے اس کا حال چال پوچھنے لگی تھی۔

تم ٹھیک ہو اب؟ کہیں درد ورد تو نہیں ہورہا؟

ضحیٰ نے یہاں وہاں چکر لگاتے ہوئے پوچھا تھا۔

میں ٹھیک ہوں تم کہاں تھی۔۔ میں اور فجر اتنا پریشان ہوگئے تھے

جنت نے شکوہ کیا تھا۔

گھوڑے گدھے بیچ کر گدھا بن کے سورہی تھی میڈم

فجر نے معلومات میں اضافہ کیا تھا۔

جواباً ضحیٰ نے قہقہہ لگایا تھا۔

جی اور اب آپ بھی جاکر آرام کر لیں

التمش بھی وہاں پہنچا تھا۔

تم یہاں پھر سے؟

فجر کو حیرت ہوئی تھی۔۔ التمش اتنا فارغ کب سے ہوگیا۔۔ اپنی مصروف زندگی میں سے وہ انکے لئے اتنا وقت کیسے نکال رہا ہے۔

التمش میرے ساتھ آیا ہے

ضحیٰ نے انکی معلومات میں اضافہ کیا تھا۔

تمہارے ساتھ؟

جنت نے حیرت سے پوچھا تھا۔ فجر کو بھی حیرت ہوئی تھی۔۔ وہ رات میں بھی اسے کے ساتھ واپس گیا تھا اور اب پھر اسی کے ساتھ لوٹا ہے۔۔ فجر کچھ

سوچنا نہیں چاہ رہی تھی مگر جنت کے سوال نے اسے بھی پریشان کیا تھا۔

ہاں مجھے تم دونوں سے بھی ملنا تھا تو سوچا ضحیٰ کو پک کرتا آؤں

التمش فجر کی پریشانی سمجھ گیا تھا۔

اچھا اچھا

فجر کے تاثرات کچھ بہتر ہوئے تھے۔

ڈاکٹر نے کہا ہے آپ شام تک جنت کو لے جاسکتے ہیں۔۔ وہ بہتر ہے

التمش نے اب انہیں خبر دی تھی۔

شکر ہے۔۔ اس ہسپتال سے جان چھوٹے گی

جنت نے سکھ کی سانس لی تھی۔

اتنے پیارے پیارے ڈاکٹرز ہوں جہاں وہاں سے کون جانا چاہے گا۔۔ مجھے تو کوئی کہے میں یہیں پڑی رہوں

ضحیٰ نے ہنستے ہوئے ان دونوں کی طرف دیکھا تھا۔

توبہ کرو لڑکی توبہ

التمش اب فجر کے پاس آکھڑا ہوا تھا۔

ٹھرکپن کی کوئی انتہا نہیں ہوتی ہے بھئی

فجر نے بھی حصہ ڈالا تھا۔

بکواس نہیں کرو تم۔۔ اچھا سنو۔۔ یہاں سے فارغ ہوکر سیدھا میرے گھر چلیں گے۔۔ تم دونوں بھی وہیں رہو نہ میرے ساتھ۔۔ ہم تینوں پھر سے ساتھ رہیں گے۔۔ بہت مزہ آئے گا۔۔ ہمم؟

جنت نے ان دونوں کی رائے جاننا چاہی تھی۔

ضحیٰ نے فوراً التمش کی طرف دیکھا تھا۔۔ جو اسے پہلے سے ہی دیکھ رہا تھا۔۔وہ جانتے تھے کہ فجر مان جائے گی۔۔ ضحیٰ اسے روکنا چاہتی تھی مگر روک نہیں پارہی تھی۔۔ ضحیٰ نے خاموشی کو ہی ترجیح دی۔

تم ٹھیک ہوجاؤ۔۔ اس بارے میں پھر بات کریں گے

فجر نے اسکا ہاتھ تھاما تھا۔

ضحیٰ اور التمش کو سکون کا سانس آیا تھا۔

میں ڈاکٹرز سے بات کرکے آتا ہوں

التمش وہاں سے نکلا تھا۔

میں بھی آئی ابھی

التمش کے پیچھے ہی فجر بھی نکلی تھی۔

وارڈ سے نکل کر فجر التمش کے پیچھے آئی تھی۔۔ان سب حادثات میں وہ التمش سے کسی بات کے متعلق سہی طرح سے بات کر ہی نہیں سکی تھی۔۔ اور اس بات کا فجر کو شدت سے احساس تھا۔

التمش سنو

التمش کچھ دور پہنچا ہی تھا کہ فجر نے اسے پیچھے سے پکارا تھا۔

فجر کی پکار سن کر التمش پہلے رکا اور پھر اس کی طرف مڑا تھا۔

بات ہوسکتی ہے؟

فجر اب اسکے پاس آئی تھی۔

کیا؟

التمش نے فجر کی طرف حیرت سے دیکھا تھا۔ وہ یہ بات اس سے پوچھ رہی تھی یا اسے بتارہی تھی کہ وہ بات کرنا چاہتی ہے۔

وہ تم کل سے ہمارے ساتھ خوار ہورہے ہو اپنا کام چھوڑ کر۔۔ مجھے تمہیں شکریہ کہنا تھا۔

فجر نے اب چلنا شروع کیا تھا۔

میرا خیال کہ ہم دونوں میں صرف اس شکریہ کا ہی رشتہ رہ گیا ہے

جیبوں میں ہاتھ ڈال کر چلتے ہوئے اس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

نہیں وہ بات نہیں ہے میں بس تمہیں اس لئے شکریہ کہنا چاہتی تھی کیونکہ تم خود اتنے مصروف ہوتے ہو۔۔ پھر اس سب میں تم نے ہمیں بھی اتنا وقت دیا۔ کل سے ہمارے ساتھ ہو۔۔ آگے پیچھے جارہے ہو سب کررہے ہو اور۔۔۔

فجر مزید کچھ کہتی اس سے پہلے ہی التمش نے اسے روکا تھا۔

تم پر اور ضحیٰ پر کوئی بھی آنچ آئے تو میرا فرض بنتا ہے کہ میں تم دونوں کے ساتھ رہوں۔۔ اس میں کوئی بڑی بات تو نہیں ہے

التمش اب رکا تھا۔

اور جنت؟

فجر بھی اس کے ساتھ رکی تھی۔

جنت کو تم دونوں موقع دے سکتی ہو۔۔ میں رسک نہیں لے سکتا۔۔ ہمدردی ہوسکتی ہے۔۔ رحم آسکتا ہے اس پر۔۔ تم دونوں کیلئے مل ملاسکتا ہوں۔۔ بات چیت ہوسکتی ہے۔۔ مدد کرسکتا ہوں۔۔ کام کرسکتا ہوں اسکے۔۔ مگر میں یقین نہیں کرسکتا اس پر

التمش نے شانے اچکاتے ہوئے کہا۔

مگر التمش جنت ایسی۔۔۔

فجر اب اسکی صفائی دینا چاہتی تھی۔

فجر میرے سامنے اسکے لئے مقدمہ لڑ لو گی۔۔ اب ہزاروں کی بھیڑ میں وہ سب بتاؤ گی تو لوگ تمہیں بیوقوف کہیں گے۔۔ ہنسیں گے تم پر۔۔ پتھر ماریں گے آوازیں کسیں گے کہ دیکھو وہ دیکھو وہ احمق عورت جا رہی ہے۔۔ اپنا اچھا برا پہچانوں اور وقت ضائع مت کرو مزید

التمش نے نرم لہجے میں اسے سمجھانا چاہا تھا۔

ہمم

فجر کو اسکی بات کچھ پسند نہیں آئی تھی۔

دیکھو فجر میں یہ سب نہیں سمجھانا چاہتا تھا تمہیں۔۔ مگر میں دیکھ رہا ہوں تمہیں غلط راہ پر جاتے ہوئے۔۔ تم نے ضحیٰ پر بھی بے جا غصہ کیا۔۔ وہ بھی پتا نہیں کس اذیت سے گزرتی یہ سب سہہ پائی ہوگی۔۔ فجر اپنے سگے پرائے کو پہچانوں۔۔ ورنہ واقعی غلطی کردو گی

التمش نے اسے سمجھایا تھا۔

اچھا

فجر پریشان تھی۔

جی۔۔ مگر فکر نہیں کرو۔۔ اب میں تمہارے مکمل ساتھ ہوں۔۔ اب کی بار کسی کو کھیلنے نہیں دوں گا تم سے

التمش نے اسکا سر سہلایا تھا۔

ویسے میں نے کہنا یہ تھا کہ جہاں کل انٹرویو کیلئے گئی تھی وہاں سے کال آئی تھی۔۔ انہوں نے کہا آپ کل سے آسکتی ہیں

فجر مسکرائی تھی۔

واقعی؟ یہ تو بہت اچھا ہوگیا فجر بہت بہت مبارک ہو تمہیں اب تم دیکھنا سب سہی ہوجائے گا بالکل

التمش کی آنکھیں چمکنے لگیں تھیں۔۔ فجر سے زیادہ تو وہ خوش تھا کہ وہ اب اپنی زندگی میں آگے بڑھنے لگی ہے۔

ان شاء اللہ

التمش کو دیکھ کر فجر مسکرائی تھی۔

بیسٹ آف لک فار آ نیو سٹارٹ فجر

التمش نے پھر سے جیبوں میں سے ہاتھ نکال کر اس کا سر سہلایا تھا۔

شکراً شکراً اب جاؤ اور ڈاکٹر سے کہو کہ ہمیں جانے دیں گھر

فجر نے التمش کو دھکیلتے ہوئے کہا۔

اور اسے مسکراتے جاتے دیکھ کر وہ بھی مسکرائی تھی۔

وہ خوش تھی کہ اس کے پاس التمش تھا تب بھی جب کوئی نہیں تھا۔۔ وہ التمش کو پاکر واقعی بہت خوش تھی۔

مگر خوشیاں اور لوگ ہمیشہ تو نہیں رہتے

جنت کو گھر چھوڑ کر التمش فجر اور ضحیٰ کو بھی گھر چھوڑ آیا تھا۔ شام کے سات بج رہے تھے۔۔ لان میں بیٹھے گیلے بالوں سے ٹاول ہٹا کر اس نے گردن کو یہاں وہاں موڑنا شروع کیا تھا۔۔ چہرے سے معلوم ہورہا تھا کہ وہ کافی تھک چکی ہے اور درد کم کرنے کو اس نے گردن کو حرکت دی تھی۔۔ آنکھیں بند کئے مسلسل وہ یہ کررہی تھی۔۔ بالوں سے مسلسل گرتے پانی کے قطرے گھاس میں گر کر زمین میں جذب ہوتے جارہے تھے۔۔ اب اس نے گردن پر ہاتھ پھیرنا شروع کیا تھا۔۔ آنکھیں تھکن سے لال ہوچکیں تھیں۔۔ فجر نے لمبے لمبے سانس لینا شروع کئے تھے۔۔ لان میں موجود گیلی گھاس اور مٹی جب سانس کے ساتھ اندر جارہی تھی تو باعثِ سکون بن رہی تھی۔۔ فجر کو کچھ بہتر محسوس ہوا تھا۔۔ اس نے اب آنکھیں موند کر سر کرسی پر گراکر چہرہ آسمان کی طرف کردیا تھا۔۔ فجر نے پھر سے لمبے لمبے سانس لینے شروع

گئے تھے۔۔ یوں کرتے اسے کافی سکون مل رہا تھا۔۔ کچھ دیر اس نے یہ سکون محسوس کیا ہی تھا کہ ضحیٰ اس کے سکون میں مخل ہو گئی۔۔

تھک گئی ہو؟

چائے کے کپ سامنے پڑے میز پر رکھتے ہوئے اس نے فجر کو مساج دینا شروع کیا تھا۔

تمہارا کیا خیال ہے؟

فجر نے اب بھی اپنی آنکھیں نہیں کھولیں تھیں۔

میرے خیال میں تو ہاں

ضحیٰ بھی جانتی تھی کہ سوال بے حد بے تکا ہے لیکن بات شروع کرنے کیلئے بہتر تھا۔

تھک تو گئی ہوں لیکن اب سکون بھی ہے

فجر نے پھر سے گردن کو حرکت دی تھی۔

سکون کیسے ہے؟

ضحیٰ اب اسکے کندھوں پر مساج کرنے لگی تھی۔

ارے بدھو سکون ایسے ہے کہ اب سب ٹھیک ہے۔۔ کوئی مسئلہ پریشانی نہیں

ہے۔۔ جنت سے ہماری ناراضگی ختم ہوگئ۔۔ اسکی طبیعت بھی کافی بہتر ہے اب۔۔ وہ اپنے گھر میں ہے۔۔ ہم یہاں ہیں اور میری جاب بھی کل سے سٹارٹ ہے۔۔ تو بس سب سیٹ ہے

مسکراتے ہوئے ضحیٰ کا ہاتھ تھام کر فجر نے ضحیٰ کو کرسی پر بٹھایا تھا۔

جب جنت نے کہا تھا کہ اس کے ساتھ رہو تم تو کیوں نہیں مانی تم؟

ضحیٰ نے چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے سوال کیا تھا۔

جنت کے پاس تو سب ہیں اس کا خیال رکھنے کو۔۔ تمہارے پاس تو میں ہی تھی بس

فجر نے بھی چائے کا کپ اٹھایا تھا۔

ہمدردی کے چکر میں رہی ہو؟ تمہیں پتا ہے کہ میں اکیلی رہ سکتی ہوں فجر

ضحیٰ کو ایک ہی چیز ناپسند تھی اور وہ اس کے ساتھ ہمدردی تھی۔

ہمدردی کے علاوہ ہمارا ایک دوستی کا بھی رشتہ ہے۔۔ ہے نا؟

فجر کو پتا تھا اسے کس بات پر چڑ ہوتی ہے۔

بالکل

ضحیٰ نے تصدیق کی تھی۔

ویسے ضحیٰ تم نے غور کیا ایک بات پر۔۔ التمش آج کل ہمارے ہی ارد گرد رہ رہا ہے۔۔ جب بلاؤ تب ہی آجاتا ہے یا خود بخود آجاتا ہے۔۔ مجھے تو حیرت ہورہی ہے اسے کمپنی سے نکلنے کون دے رہا ہے بھئی۔

فجر نے پریشانی ظاہر کی تھی۔

التمش کو نکال چکے ہیں فلم سے۔۔ باس نے رول چھین لیا اسکا

ضحیٰ نے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائی تھی۔

کیا؟ کیا مطلب ہوا؟ وہ تو لیڈنگ کریکٹر تھا نہ

فجر کو کچھ سمجھ میں نہیں آیا تھا۔

جس دن ہماری جگہ اکیلی جنت نے پرفارم کیا تھا تب جاکر التمش نے باس سے بحث کی تھی۔۔ باس نے نکال دیا اسے کہ وہ کیوں ہماری وجہ سے انکے سامنے اونچی آواز میں بول رہا ہے۔۔ معافی مانگنے کا کہا مگر نہیں مانگی تو انہوں نے کہا جاؤ پھر راستہ ناپو

ضحیٰ بہت بیزاریت سے سب بتارہی تھی۔۔ جیسے نہ بتانا چاہ رہی ہو۔

التمش نے یہ سب مجھے کیوں نہیں بتایا بیوقوف آدمی

فجر سر پکڑ کر بیٹھی تھی۔

التمش نے مجھے بھی نہیں بتایا تھا۔۔ میرے نمائندے بہت ہیں کمپنی میں پتا چلا

تو پوچھا اس سے میں نے۔۔ مگر تم اب اسے مت کوستی رہنا

ضحیٰ نے فجر کو مشورہ دیا تھا۔

ضحیٰ ہماری وجہ سے اس کا مستقبل خراب ہوگیا ہے۔۔ اور اب بھی وہ مسلسل ہمارے ارد گرد گھوم رہا ہے یے سب کیا ہورہا ہے یار۔۔۔ کیا ضرورت تھی التمش کو بحث کرنے کی

فجر کافی پریشان تھی۔

تم شکر کیوں نہیں کرتی ہو فجر۔۔ تمہیں اللہ نے ایسے بندے سے نوازا ہے جو تمہارے لئے کھڑا ہوسکتا ہے۔۔ بزدل نہیں ہے خود غرض نہیں ہے۔۔ جسکی پہلی ترجیح تم ہو

ضحیٰ نے اسے احساس دلایا تھا کہ اس کے پاس کتنی بڑی نعمت ہے التمش کی صورت میں۔

اپنا مستقبل خراب کرکے؟

فجر نے شانے اچکاتے ہوئے پوچھا۔

محبتوں میں نہیں دیکھی جاتی یہ باتیں۔۔ جہاں محبوب کہے وہیں پہ سر پھوڑ دیا جاتا ہے

ضحیٰ اب اپنی چائے ختم کرچکی تھی۔

جواباً فجر خاموش تھی۔۔ وہ کچھ سوچنے لگی تھی

میری جاب ہے کل سے

فجر نے کچھ سوچنے کے بعد بولا۔

یہ تو بہت اچھی بات ہے۔۔ دیکھو تم ایسے ہی پریشان ہورہی تھی۔۔ مل گئی جاب اب سب ٹھیک بھی ہوجائے گا ان شاء اللہ

ضحیٰ اسکی یہ بات سن کر بہت خوش ہوئی تھی۔

میں کل تمہیں بہت بول گئی تھی تم مجھے معاف کردو؟

شرمندگی اس کے چہرے اور جھکی نظروں پر عیاں تھی۔

کوئی بات نہیں۔۔ تم نے جو کہا وہ ٹھیک تھا۔

ضحیٰ مسکرائی تھی۔۔ ماضی پر جھگڑنے والی نہیں تھی وہ۔

مگر پھر بھی۔۔

کچھ کہتے ہوئے وہ پھر سے رکی تھی۔

اگر مگر کچھ نہیں ہے۔۔ اٹھو جاؤ آرام کرو جاکر۔۔ دو راتوں سے سوئی نہیں ہو سہی سے۔۔ جاؤ جاکر سوجاؤ۔۔ صبح پہلا دن ہے جاب کا اچھا لگے گا سارا دن چڑ چڑی رہو؟ اٹھو جاؤ

فجر کو اٹھاتے ہوئے اس نے کمرے میں بھیجا تھا۔

وہ اس سے کچھ نہیں سننا چاہتی تھی۔۔ ضحیٰ جانتی تھی کہ وہ اس بات کو لیکر کافی شرمندہ ہے۔۔ وہ بس اسے شرمندہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔

دوستی میں دوست کو شرمندہ نہیں کیا جاتا۔۔ پھر چاہے معاملہ کچھ بھی ہو۔۔ اس کے بارے میں بار بار بات کرکے اسے کرید کر اگلے کو اذیت نہیں دی جاتی۔۔ اسے یونہی خاموشی سے رفع دفعہ کردیا جاتا ہے۔۔ مگر دوست کو شرمندہ نہیں کیا جاتا۔

وائٹ جینز پر بلیک شرٹ کے ساتھ پمس پہنے خوبصورتی سے بالوں کی پونی ٹیل بنائے کچن میں ناشتہ تیار کرتی وہ مسلسل گنگنارہی تھی۔۔ اس کے گنگنانے سے معلوم ہوتا تھا کہ ضحیٰ کا موڈ کافی اچھا تھا۔ مگر صبح صبح وہ اتنی خوش کیسے تھی۔۔ اور بالکل تیار بھی۔۔ ضحیٰ تو گیارہ بارہ بجے بھی سر پر چڑیا کا گھونسلہ بنائے گھومتی تھی پھر آج وہ اتنی صبح تیار ہوکر خوشی خوشی کیسے گھوم رہی تھی۔

مگر وہ ضحیٰ تھی۔۔ ضحیٰ کمال اور ضحیٰ کمال کو ایک کافی اور دوسرے سینڈوچز کے سوا کچھ نہیں بنانا آتا تھا۔ مگر جو اسے آتا تھا وہ اسے دل سے کرتی تھی۔۔ بلکہ دل و جان سے کرتی تھی۔۔ تاکہ اس میں کوئی کمی نہ رہ جائے۔

ناشتہ بناکر میز پر لگاتے ہوئے ضحیٰ کی نظر کرسی پر بیٹھی فجر پر پڑی۔۔ جو بلیو جینز پر بلیک شرٹ پر وائٹ مِنی کوٹ پہنے ناشتے کا ہی انتظار کر رہی تھی۔

یہ تم اتنی سج دھج کر کہاں جارہی ہو میڈم؟

ضحیٰ نے فجر کو کبھی پہلے اتنے فارمل ڈریس میں نہیں دیکھا تھا۔۔ اسے وہ پیاری تو کافی لگی تھی۔۔ مگر دوست ہونے کے ناطے اسکی تعریف اس کیلئے ناممکنات میں سے تھی۔۔ تو اس نے یہی طریقہ اپنانا بہتر سمجھا۔

میں تو جاب کیلئے جارہی ہوں۔۔ تم کہاں جارہی ہو بھئی؟ تم بھی تو بہت تیار وپار ہوئی ہو بتاؤ بتاؤ؟

فجر نے بھی موقع نہیں چھوڑا تھا ضحیٰ کی ٹانگ کھینچنے کا۔

ہاں تو میں بھی جاب ہی ڈھونڈنے جارہی ہوں

ناشتے کیلئے بیٹھتے ہوئے ضحیٰ نے آنکھیں گھمائیں تھیں۔

اچھا اچھا ویسے سچ سچ بتاؤ۔۔ پیاری لگ رہی ہوں نہ میں؟ آج تو میری خود سے ہی نظر نہیں ہٹ رہی ہے ضحیٰ۔۔ کتنی دیر میں خود کو ہی شیشے میں دیکھتی رہی کہ یہ میں ہوں۔۔ کبھی زندگی میں احساس نہیں ہوا تھا کہ میں اتنی حسین ہوں

فجر نے تو اب تعریفوں کے پل باندھنے شروع کردئے تھے۔

ضحیٰ اسے مسلسل گھور رہی تھی۔

کچھ بولو بھی

فجر نے اسے ہلایا تھا۔

بیڑا غرک سارے ناشتے کا

ضحیٰ کے چہرے سے پتا چل رہا تھا کہ وہ کسی صدمے سے دوچار ہے۔

افففف ضحیٰ کو حسد ہورہا ہے مجھ سے

فجر نے قہقہہ لگایا تھا۔

ضحیٰ کو حسد ہورہا ہے

ضحیٰ نے ہو بہو اسی کا انداز اپنایا تھا۔

اچھا اچھا چلو بس کرو

ہنس ہنس کر فجر کا حال برا ہورہا تھا۔

نہیں مطلب کچھ بھی۔۔ بھئی خود پسندی کی بھی ایک حد ہوتی ہے

ضحیٰ اسے مصنوعی غصے سے دیکھ رہی تھی۔

اچھا نا

فجر نے اس کے گال کھینچے تھے۔

پنگے نہیں کرو۔۔ ناشتہ کرو اور جاؤ۔۔ التمش انتظار کررہا ہوگا بیچارا باہر

ضحیٰ نے سینڈوچ اٹھایا تھا۔

التمش کو خاص طور پر منع کیا ہے میں نے کے نہ آئے

فجر نے بھی ناشتہ شروع کیا تھا۔

اور تمہیں لگتا ہے وہ مان جائے گا؟

ضحیٰ نے تصدیق چاہی تھی۔

وہ مان گیا ہے

فجر نے بھی تصدیق کی تھی۔

بڑا ہی کوئی تھکا ہوا فرمانبردار عاشق ہے۔۔ کلاسز دینی پڑیں گی التمش کو اب

ضحیٰ نے اب کافی کپ اٹھایا تھا۔

ایسے ہی نہیں مانا۔۔ میں نے کہا ہے کہ شام میں پک کرلے وہ مجھے۔۔ پھر مانا ہے

فجر نے افسوس کیا تھا۔

مزے ہیں بھئی ہمیں پوچھو نا کوئی آتا ہے نہ کوئی جاتا ہے

ضحیٰ اس وقت معصوم ترین لڑکی معلوم ہورہی تھی۔

ٹھرکپن آپ کا کم ہو تو ہے نہ

فجر نے فوراً سے بات منہ پر دے ماری تھی۔

اٹھو دفعہ ہوجاؤ۔۔ چلو شاباش۔۔ ناشتہ کرنے دو مجھے سکون سے

ضحیٰ کو فجر کی بات کچھ پسند نہیں آئی تھی۔

جا ہی رہی ہوں بھئی۔۔ شکریہ اس ناشتے کا۔۔ قسم سے مزہ نہیں آیا

فجر فوراً سے کافی ختم کرتے ہوئے اٹھی تھی۔

بیسٹ آف لک

ضحیٰ نے مسکراتے ہوئے اسے دعا دی تھی۔

شکراً شکراً۔۔۔ یو آر دی بیسٹ

ضحیٰ کو پیار کرتے ہوئے وہ بیگ پہن کر فوراً سے نکلی تھی۔

تم اتنی کم ظرف کیسے ہوگئی؟ تم تو ایسی نہیں تھی۔۔ تم سنجیدہ ہوجاؤ گی زندگی میں؟ بچپنا ہی نہیں ہوتا ختم تمہارا

فجر کے جاتے ہی ضحیٰ کے دماغ میں اچانک سے وہی پرانی باتیں آئی تھیں۔ وہ انہیں اپنے ذہن سے نکال پھینکنا چاہتی تھی مگر وہ نکال نہیں پارہی تھی۔

بعض اوقات کچھ باتیں کبھی ہمارے دل و دماغ سے نہیں نکلتیں پھر چاہے جتنی مرضی کوشش کرلی جائے۔ اور وہ وہی باتیں ہوتی ہیں جو ہماری جان تک لے جاتی ہیں۔ اذیت سے بھری۔ زہر سے بھرپور

ناشتہ ختم کرکے فجر کے جاتے ہی وہ بھی فون اور بیگ لئے گھر لاک کر کے نکلی تھی۔ مگر اب وہ ویسے مسکرا نہیں رہی تھی۔۔ گنگنا نہیں رہی تھی جیسے وہ ناشتہ بناتے ہوئے مسکرارہی تھی۔ مایوسی اور اداسی کی ایک لہر اس کے چہرے پر چھا چکی تھی۔

ٹیکسی میں بیٹھے فجر اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھی جب ٹیکسی اچانک سے رکی۔ سامنے لمبی ٹریفک تھی اور وہ نہیں جانتی تھی کہ اتنی ٹریفک کیوں ہے۔ فجر نے کلائی پہ موجود گھڑی پر وقت دیکھا تھا۔ آٹھ بج کر پندرہ منٹ ہورہے تھے۔۔ آٹھ پینتالیس تک اسے جاب پہ پہنچنا تھا۔۔ مگر ابھی تو سفر شروع ہی ہوا تھا کہ اتنی لمبی ٹریفک نظر آگئی۔

فجر نے ایک نظر باہر ڈالی تھی۔۔ دور دور تک کوئی گاڑی چلتی نظر نہیں آرہی تھی۔

انکل یہ کب تک ٹھیک ہوجائے گا؟

تھک کر فجر اب ٹیکسی ڈرائیور کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔

پتا نہیں بیٹا۔۔ شاید کوئی وی آئی پی پروٹوکول ہے۔۔ اور اگر وہ ہے تو بیٹا دس گیارہ تو یہیں بج جائیں گے

بوڑھے ڈرائیور نے باہر دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

اتنا وقت کیوں؟ اگر کوئی ایمرجنسی ہوجائے تو؟

فجر پریشان ہوئی تھی۔

بیٹا میں نے کہا نہ وی آئی پی پروٹوکول ہے۔۔ ہماری پریشانیاں کیا انکے سامنے

بزرگ نے الفاظ دباتے ہوئے کہا۔

ارے یار۔۔ کیا فضولیات ہیں

فجر نے غصے میں فون دور سیٹ پر پھینک کر سر پکڑا تھا۔

کہیں جلدی جانا تھا بیٹا؟

بزرگ کو فجر کی اس حرکت پر فکر ہوئی تھی۔

اتنی مشکل سے تو جاب ملی ہے انکل۔۔ پہلا دن ہے آج۔۔ یہی سب رہا تو ہاتھ سے نہ جائے کہیں

فجر اب باہر دیکھنے لگی تھی۔

بیٹا یہاں ایک اور راستہ ہے پیچ و پیچ۔۔ وہاں سے گاڑیاں نہیں جاتیں سڑک

خراب ہے۔۔ آپ وہاں سے چلی جائیں اگر بہت جلدی ہے تو

بزرگ نے پیچھے مڑ کر فجر کو مشورہ دیا تھا۔

اچھا۔۔ شکریہ آپ کا

مایوسی سے بیگ اور فون پکڑتے ہوئے ٹیکسی ڈرائیور کو پیسے دیتی ہوئی وہ گاڑی سے نکلی تھی۔

باہر گاڑیوں کے شور اور تیز دھوپ نے اسے مزید پریشان کیا تھا۔ چہرے پر ہاتھ پھیر کر پسینہ صاف کرتے ہوئے اب اس نے چلنا شروع کیا تھا۔ فجر اتنا چلنے کی عادی نہیں تھی۔۔ وہ بھی اس طرح کے کپڑوں اور جوتوں میں۔۔ اور پھر کھلے بال تو اسے مزید چبھ رہے تھے۔

کیا بکواس ہے یار۔۔ کہاں سے کہاں آگئی ہوں میں۔۔ دل تو کر رہا ہے گھر چلی جاؤں واپس۔۔ مگر اتنی قسمت کہاں میری کہ سکون سے بیٹھ کر کھا سکوں اب۔۔۔ یار میرے ہی ساتھ کیوں ہوتا ہے ایسے

فجر نے شکووں کی بھر مار کی تھی۔

ٹوٹی ہوئی سڑک پر ہیل کے ساتھ چلتے ہوئے اب اس کے پیر دکھنے لگے تھے۔۔ فجر کو چلتے مسلسل آدھا گھنٹہ ہوگیا تھا مگر اب تک وہ بوتیک تک نہیں پہنچی تھی۔ وہ بے حد تھک چکی تھی۔۔ نظر گھماکر دیکھنے پر اسے پاس ایک

جیپ کھڑی نظر آئی تھی۔ اتنا تھکنے کے بعد اس نے کچھ پل وہاں بیٹھنا مناسب سمجھا۔

جیپ میں بیٹھے فجر کافی پرسکون ہوئی تھی۔۔ دھوپ اور ٹوٹی سڑک سے دور ہوکر اس نے خود کو اس جیپ میں محفوظ محسوس کیا تھا۔

مگر ہمیشہ یونہی تو ہوتا ہے آپ پرسکون ہوتے ہیں کہ کوئی آجاتا ہے آپ کے اس سکون کو تباہ برباد کرنے کیلئے

فجر کو آنکھیں موندیں کچھ ہی لمحات ہوئے تھے کہ کوئی آکر اسکے پاس کھڑا ہوکر اسے دیکھنا لگا۔

فجر اتنی پرسکون تھی کہ وہ اپنی نگاہ اس سے ہٹا ہی نہیں سکا۔

کچھ لمحات بعد فجر نے خود کو پرسکون پاکر اپنی آنکھیں کھولیں۔۔ مگر سکون محض یہیں تک تھا۔ اپنے چہرے کے اتنے قریب کسی کا چہرہ پا کر اس نے زوردار چیخ مار دی۔ یہ چیخ ساری فضا میں گونجنے کو کافی تھی۔

ارے آرام سے کان کے پردے ہیں ہمارے انسان ہیں ہم اتنا زور سے کیوں چلارہی ہیں آپ؟

سفید شلوار سوٹ پر کالا ویسٹ کوٹ پہنے آنکھوں پر کالے گلاسز پہنے پیشاوری چپل میں اس نے ایک پیر اٹھا کر جیپ کے اوپر رکھا تھا۔

ک ک کیا بدتمیزی ہے اور کون ہیں آپ

فجر اسے اتنا قریب دیکھ کر گھبرائی تھی۔

ہم مصطفیٰ جلال ہیں اور یہ جیپ اور جگہ ہماری ہے۔۔ اب آپ اپنی تعریف کریں؟

مصطفیٰ نے اپنا تعارف کروا کر گلاسز اتاریں تھیں۔

اسکی شہد رنگ آنکھیں انسان کو مسحور کرنے کا ہنر رکھتی تھیں۔ مگر فجر اتنی گھبرا چکی تھی کہ ان آنکھوں میں دیکھنا نہیں چاہتی تھی۔

آپ کسی سیاستدان کے صاحبزادے ہیں جو یہ سڑک آپ کی ہوگئی۔۔ ہٹیں جانے دیں

فجر اتنی پریشان ہوچکی تھی کہ وہ اس سے الجھنا بھی نہیں چاہ رہی تھی۔

سیاستدان کے ہوں یا نہ ہوں۔۔ جہاں مصطفیٰ جلال کھڑا ہوجاتا ہے وہ جگہ ہماری ہوجاتی ہے رہی بات جانے کی۔۔ ہماری جیپ میں ہماری اجازت کے بغیر کوئی داخل نہیں ہوتا۔۔ آپ نے کیوں اتنی ہمت کرلی بھئی

مصطفیٰ نے اسے واپس دھکیل کر بٹھایا تھا۔

ارے کیا بدتمیزی ہے۔۔ مجھے نہیں پتا تھا جیپ آپ کی ہے ورنہ نہیں بیٹھتی میں یہاں

فجر نے غصے میں لہجہ سخت کیا تھا۔

ہاں تو اب غلطی ہوگئی نہ۔۔ اب کفارہ ادا کریں نہ

مصطفیٰ نے نرمی سے کہا تھا۔

عجیب یار کس طرح کے چیکو انسان ہو تم۔۔ اچھے خاصے لگتے ہو تم حرکتیں دیکھو اپنی شرم ورم نہیں ہے تم میں؟

فجر اب چلادی تھی۔

دیکھیں میں آپ سے پیار سے بات کررہا ہوں مطلب یہ ہے کہ آپ بھی پیار سے بات کریں۔۔ یہ کیا طریقہ ہے کسی سے بات کرنے کا بھئی؟ اچھی خاصی تمیزدار لگتی ہیں۔۔ کپڑے بھی اچھے پہنے ہیں۔۔ پڑھی لکھی بھی لگتی ہیں۔۔ فیشن بھی کرلیتی ہیں۔۔ بال چبھ رہے ہیں گرمی لگ رہی ہے تب بھی کھولے ہوئے ہیں۔۔ بس بات نہیں کرنی آتی ہے محبت سے کسی سے

مصطفیٰ نے ماتھے پر تیور چڑھائے تھے۔ وہ پل بھر میں اسے سمجھ گیا تھا۔

یا میرے پروردگار کہاں پھنس گئی ہوں میں

خودکلامی کرتے ہوئے فجر نے سر پکڑا تھا۔

جب دولوگ موجود ہوں تو خود سے بات کرنا آداب کے خلاف ہے

مصطفیٰ اسے سن چکا تھا۔

دیکھیں مجھے جاب کیلئے لیٹ ہورہا ہے مجھے جانے دیں

مصطفیٰ کو دور کرتی وہ خود فرار ہوچکی تھی۔

ارے میری بات سنیں وہاں نہیں جائیں

فجر کے پیچھے بھاگتا ہوا وہ اسے پکار رہا تھا۔

وہ جانتا تھا کہ آگے کچھ تھا جو فجر نہیں دیکھ سکتی۔

فجر بھاگتے ہوئے کچھ ہی دور گئی تھی کہ گولیوں کی تیز تراز آواز آنے لگی۔۔ فجر گھبرائی تھی۔۔ فجر کی چیخ ہوا میں بلند ہوئی تھی۔۔ فجر مزید چل نہ پائی اور وہیں بیٹھ گئی۔۔ فجر کے پیچھے سے مصطفیٰ نے آکر اسے سنبھالا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اچانک سے یہ سب سننا اسکے لئے آسان نہیں تھا۔

ٹھیک ہیں آپ ؟

مصطفیٰ نے اسے ہلاکر ہوش دلاتے ہوئے پوچھا تھا۔

مصطفیٰ بھائی آپ تو آئے نہیں گن لیکر تو بس ہم نے اڑا دیا

فجر کے سامنے چند لوگ کھڑے تھے جو ایک خون سے لت پتھ لاش سنبھالے جسکا سر کاٹ کر علیحدہ کر کے رکھا ہوا تھا لئے کھڑے تھے۔ مصطفیٰ نے انہیں آنکھوں سے اشارہ کرکے دور جانے کا کہا تھا۔۔

فجر کی تو کسی نے جیسے جان ہی لیلی تھی۔ اسکے حواس الجھنے لگے تھے۔۔ حلق

سے بمشکل آواز نکلی تھی۔

ظالم

فجر چلاکر کہتے ہوئے وہاں سے فرار ہوئی تھی۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ اگر دو منٹ وہ وہاں رکی تو اس کے ساتھ کیا ہوجائے گا۔۔ اپنی جان بچاتے ہوئے وہ فوراً سے نکلی تھی۔۔ مصطفیٰ دور کھڑا اسے جاتے دیکھ رہا تھا۔

وہ اس سے اسکا نام تک نہیں پوچھ پایا تھا۔۔ مگر اس وقت اسے پریشانی اس چیز کی تھی کہ وہ سہی سلامت اپنے راہ پر پہنچ جائے۔۔ کیونکہ وہ کچھ ایسا دیکھ چکی تھی جو اسے نہیں دیکھنا چاہیئے تھا۔

سارے گھر کی لائٹس آف کرکے صرف لاؤنج کی لائٹس آن کرکے فجر صوفے پر بے سدھ پڑی تھی۔

فجر کی آنکھیں کھلیں تھیں مگر اسے دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ وہ بیہوش ہوچکی ہے کیونکہ اسکا جسم کسی بھی طریقے کی حرکت نہیں کر پارہا تھا۔ صبح ہونے والے حادثے کو وہ کسی بھی طریقے سے فراموش نہیں کرسکتی تھی۔ کٹا سر اور خون سے لت پت لاش وہ اپنے ذہن سے نکال ہی نہیں پارہی تھی۔ سارا کا سارا منظر اسکی آنکھوں کے سامنے چلنے لگا تھا۔۔ وہ چلانا چاہتی تھی مگر چلا

نہیں پارہی تھی۔۔ وہ اپنے اندر کے درد کو باہر نکالنا چاہتی تھی مگر اسکا تو گلا ہی کوئی دبا چکا تھا۔

خوف کی لہر سے فجر کانپی تھی۔۔ فجر بے حد خوفزدہ تھی کہ تب ہی اسے کچھ آوازیں آنے لگیں۔۔ اچانک سے فجر اس حادثے سے نکل کر اصل زندگی میں آئی تھی جو اس وقت اور بھیانک محسوس ہورہی تھی۔

خود کو بمشکل سنبھالتے ہوئے فجر اٹھ کر کھڑی ہوئی۔ گھر میں ہر طرف تاریکی چھائی تھی۔۔ فجر نے آنکھوں کو مزید کھول کر دیکھنا شروع کیا۔۔ کچھ دیر مسلسل دیکھنے کے بعد اسے سامنے کھڑی ضحیٰ نظر آئی جو اپنے جوتے اتار رہی تھی۔

فجر نے ٹھنڈی آہ بھری تھی۔۔ گویا اپنا خوف باہر نکالا ہو۔۔ وہ اب خود کو محفوظ محسوس کرنے لگی۔

دروازہ کھول کر کیوں بیٹھی ہوئی تھی فجر اور یہ اتنا اندھیرا کیوں کیا ہوا ہے؟

ضحیٰ لائٹس آن کرتے ہوئے اس کے پاس آئی۔ فجر نے فوراً سے ضحیٰ کو گلے سے لگایا۔ فجر کے آنسو جو وہ صبح سے سنبھال بیٹھی تھی اب بہنے لگے۔

فجر کیا ہوا ہے بتاؤ مجھے؟

ضحیٰ نے بیگ اتار کر نیچے رکھتے ہوئے اسے دور کرنا چاہا تھا۔ فجر مسلسل روئے

جارہی تھی۔۔ اس نے ضحیٰ پر اپنی گرفت مضبوط کی تھی۔

کیا ہوا ہے فجر؟

ضحیٰ کے پیچھے سے التمش نکل کر آیا تھا۔

التمش کی آواز پر فجر چونکی تھی۔۔ فوراً سے آنسو صاف کرکے وہ ضحیٰ سے دور ہوئی تھی۔

تم یہاں کیا کررہے ہو؟

مشکل سے ہی مگر اس نے ہمت کر کے پوچھا۔

فجر تم نے کہا تھا کہ شام میں پک کرلینا۔۔ میں کب سے تمہارا فون ٹرائی کررہا ہوں مگر بند جارہا تھا۔۔ بوتیک جاکر پتا کیا تو انہوں نے کہا کہ وہ آئی ہی نہیں۔۔ تو مجھے فکر ہونے لگی۔۔ بتاؤ تو ہوا کیا ہے اور رو کیوں رہی ہو؟

التمش کے لہجے سے پتا چل رہا تھا کہ وہ بہت پریشان ہے۔

وہ میں لیٹ ہوگئ تھی صبح

فجر واپس آکر صوفے پر بیٹھ گئ۔

لیٹ ہوگئ؟ فجر تم صبح میرے سے بھی پہلے نکلی تھی اور لیٹ ہوگئ تھی تو ایٹلیسٹ جاتی تو سہی

ضحیٰ بھی اس کے قریب آگئی۔

فجر کچھ ہے جو تم چھپارہی ہو؟ بتاؤ کیا ہوا اور رو کیوں رہی تھی؟

التمش انکے سامنے پڑے میز پر بیٹھا تھا۔

راستے میں کوئی وی آئی پی پروٹوکول تھا اس وجہ سے بہت لیٹ ہوگئی پھر گھر آکر سوگئی

فجر نے آہستہ آہستہ بتانا شروع کیا۔ وہ انہیں آج کے خوفناک واقعے کے بارے میں نہیں بتانا چاہتی تھی۔۔ اور بے شک بہتری اسی کی تھی۔

تو رو کیوں رہی ہو فجر؟

ضحیٰ اب تک اپنے سوال کا جواب نہیں جان پائی تھی۔

برا خواب دیکھ لیا تھا ایک

فجر نے جھوٹ بولا۔ وہ تو تب سے ایک آنکھ بھی نہیں بند کرپائی تھی۔۔ سونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا پھر۔

تم لوگوں کو کیا میں اپنا دشمن لگتا ہوں جو بات نہیں مانتی ہو میری؟ جب کہتا ہوں کہ میرے ساتھ آیا جایا کرو تو مانتی کیوں نہیں ہو۔۔ چھ سال تم لوگوں نے باہر کی دنیا نہیں دیکھی۔۔ اب اچانک کے ٹو کے پہاڑ پر چڑھنے لگوگی تو گروگی ہی نہ۔۔ اللہ نا کریں کچھ ہوجاتا ہے تو کیا کرتے؟

التمش نے لہجہ سخت کرکے غصہ کرنا شروع کیا۔

فجر کے آنسو پھر سے بہنے لگے تھے۔

ضحیٰ نے التمش کو گھورا۔

ایک دفعہ تم دونوں سٹیبل ہوجاؤ اپنے اپنے کام میں میں نہیں کروں گا پھر سے ڈسٹرب تم دونوں کو۔۔ پر خدا کیلئے تب تک میری مان لو

التمش نے بات مکمل کی۔

التمش بہت زیادہ بول رہے ہو تم چپ کرجاؤ بس اب۔۔ لیکچر نہیں دو۔۔ دیکھ نہیں رہے وہ ڈرگئی ہے پہلے ہی

ضحیٰ نے التمش کے پیر پر پیر مارا تھا۔

میں دشمن نہیں ہوں تم دونوں کا۔۔ میری بات مانوں خدا کیلئے

التمش نے سر پکڑا تھا۔۔ وہ بس فجر اور ضحیٰ کو کسی پریشانی میں نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔

ہاں ٹھیک ہے ہم نے مان لیا۔۔ چلو اب چپ کرجاؤ۔۔ اور فجر تم بھی چپ کرو میں پانی لاتی ہوں تمہارے لئے

ضحیٰ اٹھ کر کچن کی طرف گئی۔

ضحیٰ کے جاتے ہی التمش جو کافی دیر سے فجر کو گھور رہا تھا اب نظریں جھکائی فجر سے بات کرنا شروع کی تھی۔

فکر نہیں کرو فجر۔۔ ہم کہیں اور اپلائی کردیں گے

التمش نے فجر کو ہمت دلائی۔

میں نے پہلے ہی کافی جگہ کرلیا ہے۔۔ تم فکر مت کرو

سر اٹھا کر فجر نے اب التمش کو دیکھا۔

جواباً التمش نے اثبات میں سر ہلایا۔۔ کچھ لمحات کی سکوت کے بعد فجر نے پھر سے بات شروع کی۔

تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا کہ تمہیں نکال چکے ہیں باس۔۔ بلکہ تم نے ہماری وجہ سے جاکر بحث کیوں کی باس سے؟

فجر کافی سنبھل چکی تھی۔

تم دونوں کی وجہ سے نہیں۔۔ میں نے حق کیلئے آواز اٹھائی تھی۔۔ اور حق کیلئے آواز اٹھانے والے کے ساتھ یہی ہوتا ہے

التمش حیران نہیں تھا۔۔ وہ جانتا تھا بات ضحیٰ تک پہنچی تو پھر فجر ضرور جان جائے گی۔

تم نے اپنا مستقبل ڈبودیا ہماری وجہ سے التمش

فجر سنجیدہ ہوئی تھی۔

فضول باتیں نہ کرو فجر۔۔ مستقبل ایک فلم چھوڑنے سے خراب ہوگیا؟ عجیب

التمش اب سیدھا ہو کے بیٹھا تھا۔

تم کیوں الجھے ان کے ساتھ؟ اور جب کہہ رہے تھے کہ معافی مانگ لو تو مانگ لیتے نہ

فجر تلخ ہوئی تھی۔

سیریسلی؟ وہ مجھے کہہ رہے تھے کہ میں اپنے تعلقات ختم کردوں تم دونوں سے۔۔ یہ کس طرح کا ٹارچر ہے؟ اور فلم میں نے اس لئے چھوڑ دی کہ اگر تم دونوں کو ریپلیس کیا جاسکتا ہے تو کل کو میرے ساتھ بھی یہ لوگ یہیں کرتے۔۔ پھر؟ پھر اتنا آگے جاکر شکست کھانے کا غم کون کرتا برداشت؟

التمش نے اپنی بات مکمل کی۔

التمش اب تم مجھے کوئی تین چار سال کا بچہ لگ رہے ہو۔۔ یار اتنی بچکانہ باتیں نہیں کرتے وہ تمہیں ریپلیس افف اب آگے کا کیا سوچا ہے؟

فجر التمش کیلئے کافی پریشان تھی۔

آگے کیا کرنا ہے؟ چھ سال صرف ایک ہی کمپنی کو دئے ہونگے میں نے؟ بیوقوف ہوں کیا؟ بیک اپ رکھا ہوتا ہے میں نے

التمش نے تفخرانا انداز اپنایا۔

بیک اپ؟

فجر کو کافی حیرت ہوئی۔

جی جناب بیک اپ میں کوئی فجر اور ضحیٰ نہیں تھا جو چھ سال ایک ہی جگہ پر پسینہ بہاتے رہتا۔۔ چھ سال میں میں نے بہت سے لوگوں سے تعلقات قائم کرلئے تھے جن کا مجھے بہت فائدہ ہوا۔۔ اور انکے نکالتے ہی انہی میں سے ایک شخص نے مجھے ماڈلنگ کی آفر کروائی۔۔ اب بس اگلے ہفتے سے کام شروع ہوگا

التمش فجر کو کافی ذہین معلوم ہورہا تھا۔

واقعی فجر اور ضحیٰ کتنی پاگل تھیں جو چھ سال ایک ہی کشتی کو چلانے کی کوشش میں رہیں اور وہ بھی ڈبودی۔۔ انسان کو ہمیشہ بیک اپ ضرور رکھنا چاہئے۔۔ دل وجان سے ایک ہی کام کے پیچھے نہیں پڑجانا چاہئے۔۔ اور پھر کامیاب اور ذہین لوگ تو وہی ہوتے ہیں جو ایک ہی شہ پر وقت ضائع نہیں کرتے۔۔ بلکہ اس کیلئے بیک اپ بھی رکھتے ہیں کوئی نہ کوئی۔

تم جھوٹ تو نہیں بول رہے؟

فجر نے شرمندگی چھپاتے ہوئے کہا۔

ضحیٰ کی قسم

التمش نے دور سے آتی ضحیٰ کی طرف اشارہ کیا تھا۔

مجھے نہیں پتا کس بات میں تم نے میرے مرنے کی سپاری دی ہے لیکن التمش
مجھے کچھ ہوا نہ تو دیکھ لینا تم

ضحیٰ نے آکر فجر کو پانی دیا تھا۔

بالکل بھی نہیں ہوگا بھئی میں سچا ہوں

التمش مسکرایا تھا۔

فجر بھی ان دونوں کی بات سن کر مسکرائی تھی۔

چلو جاؤ تم اب۔۔ مجھے اپنی دوست کے ساتھ باتیں کرنے دو

ضحیٰ نے اسے اٹھایا تھا۔

کتنی باتیں کرتی ہو تم دونوں۔۔ جارہا ہوں میں۔۔ خیال رکھنا ایک دوسرے
کا۔۔ اللہ حافظ

التمش ان دونوں کو ہدایات دیتا نکلا تھا۔

اللہ حافظ

فجر اور ضحیٰ مسکراتے ہوئے التمش کو جاتے دیکھ رہیں تھیں۔۔ فجر اب کافی
بہتر تھی۔۔ کچھ دیر کیلئے ہی سہی مگر وہ صبح ہونے والے حادثے کو بھول گئی

تھی۔

جاؤ فجر اب تم بھی آرام کرلو۔۔ کھانا میں کمرے میں ہی لے آؤں گی رات میں۔۔ تب تک میں بھی فریش ہوجاتی ہوں

ضحیٰ نے فجر کو تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

مجھے بھوک نہیں ہے ضحیٰ۔۔ میں بس اب سونا چاہتی ہوں۔۔ اگر جاگ گئی تو خود بنا کے کھالوں گی کچھ۔۔ تم مت کرنا میرا انتظار

ضحیٰ کا گال سہلاتے ہوئے فجر اپنے روم میں گئی تھی۔

جواباً ضحیٰ نے سر کو خم دیا تھا۔

ساری رات ضحیٰ اٹھ اٹھ کر فجر کو دیکھتی رہی تھی کہ کہیں وہ پھر سے تو نہیں ڈر گئی۔۔ مگر فجر نے ایک دفعہ آنکھ نہیں کھولی تھی۔۔ بغیر کھائے پیئے وہ شام سے سورہی تھی اور اب صبح کے آٹھ بج رہے تھے۔ فجر نے کل سے اپنے کپڑے بھی تبدیل نہیں کئے تھے۔۔ سونے سے فجر کو کافی سکون ملا تھا جو سکون اس کے چہرے پر صاف نظر آرہا تھا۔ ضحیٰ اسے کافی دیر سے اٹھانا چاہ رہی تھی مگر اس کا پرسکون چہرہ دیکھ کر اٹھا نہیں پاہ رہی تھی۔کتنی ہی دیر بعد وہ فجر کے چہرے پر یہ سکون دیکھ پائی تھی۔ مگر وہ اسے زیادہ دیر سونے بھی نہیں دے سکتی تھی آخر اس پورے گھر میں وہ دونوں اکیلی ہی تو تھیں۔

فجر فجر اٹھو ناشتہ کرلو

کچھ دیر سوچنے کے بعد ضحیٰ نے فجر کو اٹھانا شروع کیا۔

مگر فجر نہیں اٹھی۔۔ وہ دوبارہ سے کروٹ لیکر سوگئی۔

فجر فجر ناشتہ ٹھنڈا ہوگیا ہے

ضحیٰ نے ایک اور کوشش کی۔

لاؤ دو

اب کی بار ضحیٰ کی کوشش کامیاب ہوئی اور فجر نیند سے بیدار ہوکر اٹھ کے بیٹھ گئی۔

افف فجر تم کتنی گندی ہوتی جارہی ہو آہستہ آہستہ۔۔ اٹھو جاؤ پہلے جاکر نہاؤ یہ کل کے پہنے ہوئے کپڑے چینج کرو پھر ناشتہ ملے گا

ضحیٰ نے حکماً کہا۔

مگر تب تک ناشتہ ٹھنڈا ہوجائے گا نہ

فجر اب بھی مکمل ہوش میں نہیں آئی تھی۔

ہاں یہ تو ہے۔۔ چلو تم ایسا کرو جاکر نہاؤ میں بناتی ہوں ناشتہ جاکر اور پھر واک کیلئے چلتے ہیں

کہتے ہوئے ضحیٰ بیڈ سے اٹھ کر دروازے کی طرف گئی تھی۔

ضحیٰ بیڑا غرک تمہارا جب ناشتہ نہیں بنایا تھا تو مجھے کیوں کہہ رہی تھی کہ ناشتہ ٹھنڈا ہوجائے گا

فجر ہوش میں آتے ہی ضحیٰ پر برسی تھی مگر تب تک ضحیٰ نیچے پہنچ چکی تھی۔

بیڈ سے اٹھ کر فجر اب الماری میں سے کپڑے نکالنے لگی۔

صبح کے دس بج رہے تھے۔۔ ناشتے کے بعد دونوں بلیک کیپری پر لانگ وائٹ فراکس پر ڈینم جیکٹس پہنے واک کیلئے نکلیں تھیں۔ چھ سال اکھٹے رہنے کا یہی نتیجہ ہوا تھا کہ تینوں کپڑے ایک جیسے بنوایا کرتیں تھیں۔۔ مگر اب پہننے کو صرف فجر اور ضحیٰ ہی رہ گئی تھیں۔۔ کیونکہ جنت تو اب اور ہی ہواؤں میں تھی۔

کافی دیر چلنے کے بعد فجر اور ضحیٰ پارک میں موجود ایک بینچ پر آ بیٹھیں۔

تھک گئی ہوں میں

بیٹھتے ہی فجر کے منہ سے نکلا۔

توبہ توبہ ایک تو تم لوگوں میں ہمت نہیں ہے بالکل بھی۔۔ ذرہ سا چل کیا لیتے ہو۔۔ ساتھ ہی ہمتیں جواب دے جاتی ہیں۔۔ ارے بھئی کوئی دیسی گھی

کھایا کرو۔۔ دودھ پیا کرو تم لوگوں کی صحتیں بنیں

یوں کہتی ضحیٰ کسی بزرگ سے کم نہیں لگ رہی تھی۔

فجر اسے دیکھ کر کھل کر ہنسی تھی۔

ضحیٰ بھی ہنسنے لگی تھی۔ کچھ دیر بعد ان کی نظر سامنے کھیلتی ایک بچی پر پڑی جو بار بار ایک سائیکل پر بیٹھنے کی کوشش کررہی تھی مگر گرتی جارہی تھی۔۔ آخر کار تنگ آکر اس نے سائیکل کو زور سے دھکا دیکر دور پھینکا۔ اور گاڑی میں بیٹھ کر اسے چلانے لگی۔ فجر کو وہ بچی بہت پیاری لگی۔۔ لیکن ضحیٰ کو بچوں پر کسی قسم کا پیار نہیں آتا تھا۔

ہیئی لٹل فیری کیسی ہیں آپ؟

فجر فوراً سے اس بچی کے پاس پہنچی۔ مجبوراً منہ بسورتے ہوئے ضحیٰ کو بھی جانا پڑا۔

میں تو پیاری ہوں۔۔ آپ کیوں پوچھ رہی ہیں؟

لیمن پرنٹڈ فراک میں ملبوس وہ معصومیت کا مجسمہ تھی۔

جواباً ضحیٰ نے قہقہہ لگایا تھا۔۔ اس سے اچھا جواب فجر کو نہیں مل سکتا تھا۔

آپ کا نام کیا ہے لٹل فیری؟

فجر نے اس سے ایک اور سوال کیا۔

ویسے تو لٹل فیری بھی اچھا ہے لیکن سب مجھے رومیسہ کہتے ہیں

مسکراتے ہوئے رومیسہ نے اپنا نام بتایا۔

ضحیٰ کو ان دونوں کی پیار بھری گفتگو میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔۔ وہ پارک میں دوسرے بچوں کی سائیکلز ہتھیا کر چلانے لگی تھی۔

رومیسہ آپ نے ٹرائی ٹرائی اگین سٹوری سنی ہے؟

فجر کو اس سے بات کرکے کافی اچھا محسوس ہورہا تھا۔

جی میں نے سنی ہے لیکن اب مجھے سنانے کیلیئے نہیں کہہ دیجئے گا بہت بورنگ لگتا ہے

رومیسہ نے ساتھ ہی منہ کا زاویہ بگاڑا۔

ارے نہیں نہیں میں تو بس یہ کہنے آئی تھی کہ پھر آپ نے بار بار کوشش کیوں نہیں کی جب تک آپ سائیکل پر بیٹھ نہیں جاتیں؟

فجر اب خود کو کافی سمجھدار محسوس کرنے لگی۔

کیونکہ سائیکل میرے لئے بنی ہی نہیں ہے ابھی۔۔ میرے پاؤں پیڈل تک نہیں پہنچتے تو بار بار کوشش کرکے بیٹھ بھی گئی تو چلاؤں گی کیسے؟ اور جو چیز میرے لئے بنی ہی نہیں ہے اور نہ ہی میری ہے تو اسکے لئے کوشش کر کے میں تو تھک جاؤں گی

رومیسہ نے معصومانہ انداز اپناتے ہوئے کہا۔

تو پھر آپ بیٹھنا کیوں چاہ رہی تھیں؟

فجر شرمندہ ہوئی تھی۔۔ فجر سے زیادہ سمجھداری کی باتیں وہ چھوٹی سی بچی کررہی تھی۔

دیکھ کر کس کا دل نہیں کرتا بیٹھنے کا۔۔ لیکن جب نہیں بیٹھ پاؤ تو بار بار کوشش کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے نہ اس سے اچھا میں اپنی ہی گاڑی چلالوں کسی کی سائیکل کے پیچھے وقت ضائع کرنے سے

کہتے ہوئے رومیسہ اپنی گاڑی لیکر دور جاچکی تھی۔۔ مگر فجر کو سوچ میں ڈال گئی تھی۔

اونچے اونچے خواب دیکھنے سے بہتر ہے کہ جو ہمارے بس میں ہے اسی پر محنت کرکے اسے اچھا بنایا جائے۔۔ کسی کے پاس موجود نعمت کو دیکھ کر حسد کرنے سے کیا ہوگا؟ کیوں ایسی چیزوں پر محنت کرکے وقت ضائع کیا جائے جو ہمارے اختیار میں تو کیا نصیب تک میں نہیں ہیں۔۔ بے شک خواب اونچے دیکھنے چاہیے۔۔ لیکن اتنے بھی نہیں کہ وہ آپ کو حقیقی دنیا سے کہیں دور لے جاکر آپ کو ضائع کرکے پھینک دیں۔۔

پھر کیوں نہ دوسروں کی سائیکل کو چھوڑ کر اپنی گاڑی پر ہی بیٹھ لیا جائے؟

ورنہ پھر یہی ہوگا کہ دوسروں کی سائیکل پر بیٹھنے میں محنت کرتے ہوئے آپ

اتنا تھک جائیں کہ اپنی گاڑی میں بھی نہ بیٹھ پائیں۔

فجر اور ضحیٰ نے چھ سال جس شہ پر ضائع کئے

تھے وہ کچھ ہی سیکینڈز میں سمجھا گئی تھی۔

چلو فجر واپس چلیں۔۔ جنت کا میسج آیا ہے کہ اسے کچھ میڈیسنز چاہیئے۔۔ وہ لیکر اسکے پاس جانا ہے

بھاگتی ہوئی ضحیٰ فجر کے پاس آئی۔

میڈیسنز ہم لا کر دیں گے؟فجر حیران ہوئی تھی۔

تو؟ دوست کیلیۓ اتنا نہیں کرسکتے؟ تم گھر جاکر اس کیلیۓ کچھ بناؤ۔۔ میں میڈیسنز لیکر تمہیں پک کرتی ہوں پھر چلتے ہیں اسکی طرف

ضحیٰ نے اسے ہاتھ دیکر اٹھایا تھا۔

چلو کرلیتے ہیں یہ بھی۔۔ خیال سے جانا

ضحیٰ کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے فجر جانے لگی۔

تم بھی۔۔ سیدھا گھر جانا آرام سے

جاتے ہوئے فجر کو آواز دیکر ضحیٰ نے ہدایات دیں۔

آدھے گھنٹے میں ضحیٰ ہسپتال پہنچی تھی جنت کی میڈیسنز لینے۔۔ ٹیکسی ڈرائیور کو پیسے دیکر ضحیٰ اب ہسپتال کی طرف بڑھی ہی تھی کہ جس بینچ پر وہ اس رات بیٹھی تھی وہیں اسے دولوگ بیٹھے ملے جو بہت زور زور سے ہنس کر لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کررہے تھے۔ ضحیٰ کو وہ دونوں عجیب لگے تھے کیونکہ لوگ انہیں بہت بری نگاہوں سے دیکھتے جارہے تھے۔ ضحیٰ کو تجسس ہوا تھا کہ آخر ایسا کیا کررہے ہیں جو سب انہیں اتنی بری طرح سے دیکھ رہے ہیں۔

ضحیٰ انکی طرف بڑھی ہی تھی کہ بلیو جینز پر وائٹ شرٹ کے ساتھ کندھوں پر بیک پیک لٹکائے بلال ان دونوں کے درمیان آ بیٹھا۔ ضحیٰ فوراً سے بینچ کے پیچھے موجود بورڈ کے پیچھے جا چھپی تھی۔۔ ضحیٰ کو لگا تھا کہ وہ بھی انھی کا ہی دوست ہے۔۔ ضحیٰ انکے درمیان ہونے والی گفتگو سننا نہیں چاہتی تھی مگر اب وہ وہاں سے ہلتی تو انہیں معلوم ہوجاتا کہ ضحیٰ انہیں سن رہی تھی۔ اور ضحیٰ فی الحال یہ شرمندگی اٹھانے کے حق میں نہیں تھی۔

ضحیٰ یہاں آنے پر خود کو کوسنے ہی لگی تھی کہ انہوں نے بات کا آغاز کیا۔

آپ لوگ کسی ویڈیو کے بارے میں بات کررہے تھے ابھی؟ میں نے گزرتے گزرتے سنا کچھ تھوڑا بہت

بلال ان کے درمیان جگہ بناتے ہوئے بیٹھا تھا۔

کیوں آپ کو بھی چاہئے کیا؟

وہ دو نوجوان بیک آواز بولے تھے۔

میں پوچھنا چاہ رہا تھا کہ ہے کیا؟

بلال اب سر زمین کی طرف گرائے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے بیٹھا تھا۔

ارے بھئی۔۔ ویڈیو ہے ایک لڑکی کی

دیکھتے ہوئے نہیں لیکن بتاتے ہوئے انہیں شرم آرہی تھی۔

کس طرح کی ویڈیو؟

بلال کا سر اب بھی زمین کی طرف جھکا ہوا تھا۔

اسکی پرائیویٹ ویڈیو لیک ہوئی تھی وہی ہے

ہمت کرکے اب ان میں سے ایک بول پڑا۔

آپ کو یہ کیسے ملی؟

بلال نے اب نگاہ اٹھا کر اسکی طرف دیکھا تھا۔

ضحیٰ جان گئی تھی کہ وہ اسکے دوست نہیں ہیں لیکن وہ کس طرح کی گفتگو کررہا تھا۔ ضحیٰ کا دل چاہا تھا وہ تینوں کو جاکر ایک ایک گھونسہ لگائے۔

صبح سے ہر جگہ نیوز چل رہی ہے کہ اس کی ویڈیو لیک ہوگئی ہے۔۔ تو ہم نے ادھر ادھر سے پتا کرکے پوری ویڈیو منگوائی۔۔ مشکل کام تھوڑی ہے۔۔ تھوڑا

لو تھوڑا دو۔۔ اسی طرح تو قائم رہتا ہے یہ سلسلہ

وہ دونوں خود کو بہت سمجھدار سمجھ رہے تھے۔۔ گویا کسی بڑی بیماری کا علاج بتارہے ہوں۔

اچھا اچھا

بلال اب کچھ سوچنے لگا تھا۔

آپ کو بھی چاہئے کیا؟

موبائیل میں ویڈیو لگائے انہوں نے بلال کی طرف کی تھی جو بلال نے ہاتھ سے پیچھے کی۔

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدرِي(اے میرے رب میرا سینہ کھول دیجئے) وَيَسِّرْ لِي أَمرِي(اور میرا کام آسان کردیجئے ) وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي(اور میری زبان (سے گرہ کھول دیجئے) يَفْقَهُوا قَوْلِي( تاکہ وہ میری بات سمجھ لیں

بلال نے سیکھا تھا کہ کسی کو اپنی بات سمجھانے کا کیا طریقہ ہے۔۔ تو وہ فوراً سے دعا پڑھنے لگا۔

میں اگر تم لوگوں سے کہوں کہ پانچ منٹ صرف میری بات سن لو۔۔ پھر جو چاہے کرنا تو کیا تم لوگ مجھے اپنے پانچ منٹ دے سکتے ہو؟

بلال نے اجازت مانگی تھی۔

پانچ ہی تو منٹ ہیں۔۔ سن لیتے ہیں ویسے بھی اچھے بندے لگ رہے ہو

موبائیل بند کرکے جیب میں ڈالتے ہوئے وہ اب تحمل سے بیٹھ کر اسے سننے کو تیار تھے۔

ایک دفعہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ پر بھی تہمت لگ گئی تھی۔۔ جنہیں لوگوں نے بہت اچھالا۔۔ پتا ہے پھر اللہ تعالٰی نے کیا فرمایا؟

"لولا اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ"

جب تم نے یہ بات سنی تھی تو مومن مردوں اور مومنہ عورتوں نے اپنے لوگوں کے ساتھ نیک گمان کیوں نہ کیا اور کیوں نہ کہا کہ یہ صریح بہتان ہے۔

کیوں بات اتنی بڑھنے دی؟ دیکھنے ہی کیوں گئے۔۔ جب تک تم لوگ نہ دیکھتے تو تم یہی کہتے کہ وہ ایک تہمت ہے۔۔ اور تہمت پر انسان کو کیا کرنا چاہئے اللہ تعالٰی نے ہمیں بتادیا ہے۔ نیک گمان۔۔ کہ نہیں وہ ہمارا مسلمان بھائی ایسا کر ہی نہیں سکتا۔۔ نہیں ہمارے مسلمان بھائی پر صرف تہمت لگائی گئی ہے۔

بلال نے نظریں جھکائیں تھیں۔۔ وہ ان دونوں کو نہیں دیکھنا چاہ رہا تھا۔

مگر بھائی یہ خود جان بوجھ کر ایسی تصاویر بناتی ہیں۔۔ اور یہ سب سچ ہے۔۔ یہ

ویڈیو بھی سچ ہے یہ لڑکیاں واقعی ایسی ہی ہیں۔۔ آپ کو نہیں پتا یہ بہت فحاش کاموں میں ملوث ہیں

وہ خود کا دفاع کرنا چاہ رہے تھے۔

اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ

جب تم اسے اپنی زبانوں سے نکالنے لگے اور اپنے مونہوں سے وہ بات کہنی شروع کردی جس کا تمہیں علم بھی نہ تھا اور تم نے اسے ہلکی بات سمجھ لیا تھا، حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے۔

تم لوگ کسی بھی کام کے پیچھے کے حالات و واقعات نہیں جانتے۔۔ اللہ جانتا ہے۔۔ تبھی اس نے منع کیا کسی کے بارے میں اس طرح کی باتیں کرنے سے جو بری ہوں۔۔ تم لوگ سمجھتے ہو یہ بات کچھ بھی نہیں۔۔ یہاں سے کہہ دی وہاں سے بھلادی۔۔ لیکن پتا ہے۔۔ ایک بہت بڑی ذات ہے جو سب یاد رکھتی ہے۔۔ جہاں کچھ بھی بھلایا نہیں جاتا

بلال نے ہاتھوں کو حرکت دی تھی۔

مگر بھائی۔۔۔

وہ کچھ نہ کہہ پائے۔۔ وہ واقعی حق پر نہیں تھے۔

اب اگر تم اس فحاشی کو پھیلاؤ گے تو دنیا و آخرت کا عذاب ملے گا تمہیں۔۔
جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں پھر سے فرماتے ہیں۔۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَـهُـمْ عَذَابٌ اَلِيْـمٌ فِى الـدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاللّـٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُـمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔

بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمانداروں میں بدکاری کا چرچا ہو ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے، اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

اس فانی دنیا کے دو منٹ کے سکون اور مزے کیلئے اپنی آخرت نہیں خراب کرو میرے بھائیو۔۔ چھوڑدو یہ سب آگے پیچھے کرنا۔۔ چھوڑ دو ایسی خبریں پھیلانا۔۔ کچھ نہیں ملے گا۔

بلال اب اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ وہ دونوں خاموش تھے۔

اور ایک اہم آیت

يَآ اَيُّـهَا الَّـذِيْنَ اٰمَنُـوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ وَمَنْ يَّتَّبِــعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَاِنَّهٝ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ۚ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّـٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْـمَتُهٝ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا وَّلٰكِنَّ اللّـٰهَ يُزَكِّىْ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّـٰهُ سَـمِيْـعٌ عَلِيْـمٌ۔

اے ایمان والو شیطان کے قدموں پر نہ چلو، اور جو کوئی شیطان کے قدموں

پر چلے گا سو وہ تو اسے بے حیائی اور بری باتیں ہی بتائے گا، اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی کبھی بھی پاک صاف نہ ہوتا اور لیکن اللہ جسے چاہتا ہے پاک کر دیتا ہے، اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

مجھ پر نا ہو یقین تو سورۃ النور کھول کر ضرور پڑھ لینا۔۔ یہ وہیں کی آیات ہیں۔۔ اللہ تم لوگوں کو ہدایت دیں۔۔ آمین

ان دونو کے کندھوں پر تھپکی دیتے ہوئے وہ وہاں سے گیا تھا۔

عمل کرنا نا کرنا انکی اپنی ذمہ داری تھی مگر وہ انہیں ہدایت کی راہ دکھا گیا تھا اور وہ جانتا تھا کہ جس طرح اس نے آغاز کیا تھا اللہ نے اسکی بات انہیں ضرور سمجھا دی ہوگی۔

بورڈ کے پیچھے کھڑی ضحیٰ بلال کی کہی گئی باتوں میں کھوگئی تھی۔ بلال جاچکا تھا مگر وہ اب تک وہاں سے نہیں نکلی تھی۔۔ کیسی کیسی باتیں سوچ رہی تھی وہ بلال اور ان تینوں کے بارے میں۔ کتنی جلدی وہ اسکا ایمان جج کرنے لگ گئی تھی۔۔ خود گناہ کے پہاڑوں میں گھرے ہوئے ہونگے مگر کسی کا ایمان جج کرتے ہوئے ہم ایک لمحہ میں کیسے مفتی بن جاتے ہیں۔۔ ضحیٰ کو شرمندگی اور پچھتاوا دونوں ہوا تھا۔۔ وہ تو شکر کررہی تھی کہ اس نے جاکر کوئی فضول

حرکت نہیں کردی۔ اب وہ بلال کو جاتے دیکھ رہی تھی۔۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ اس سے ابھی ملے۔۔ بلال کے نظروں سے اوجھل ہوتے ہی ضحیٰ اب بورڈ کے پیچھے سے نکل کر ہسپتال میں داخل ہوئی تھی۔

کچھ دیر بعد جنت کی میڈیسنز لیکر وہ ہسپتال سے نکلنے ہی لگی تھی کہ اچانک آسمانوں پر کالے بادل چھانے لگے۔۔ تیز آندھیوں سے پتے اور اشجار کی شاخوں نے اپنا توازن کھویا۔۔ اب سماں گہری تاریک رات سا ہوا تھا۔۔ ہر طرف گرد اڑنے لگی تھی۔۔ ہسپتال کے باہر موجود لوگ فوراً سے ہسپتال کے قریب پارکنگ میں شلیٹر کے نیچے پہنچے تھے۔۔ ٹھنڈی ہوا اب اسکے چہرے سے ٹکرا کر گزری۔۔ وہ جس منظر میں کھوچکی تھی اس گزرتی ہوا نے اسے اس منظر سے نکالا۔

ریسیپشن میں بیٹھے لوگ فوراً سے باہر کا منظر دیکھنے آئے تھے۔۔ اسکا رنگ پیلا پڑا تھا۔۔وہ سہمنے لگی۔۔ لوگوں کو ہڑبڑی میں پیچھے کر کے واپس جاتے ہوئے وہ دھکے کھاکر ریسیپشن میں واپس پہنچی۔۔ بینچ پر بیٹھ کر اس نے اپنے فون سے ہیڈفونز نکال کر فون میں فل والیم میں پوپ میوزک لگاکر آنکھیں بند کرکے سر جھکایا تھا۔ وہ شاید باہر کی آوازیں نہیں سننا چاہ رہی تھی۔۔ ہسپتال کے اے سی سہی کام کررہے تھے۔۔ مگر اس ٹھنڈے موسم میں بھی وہ پسینہ سے شرابور ہوچکی تھی۔ اب بھی اس کی آنکھیں بند اور سرجھکا تھا۔۔ وہ ہر طرح سے خود کو نارمل کررہی تھی مگر نہیں کر پارہی تھی۔۔ اس کو آوازیں نہیں

سنائی دے رہی تھیں نہ وہ اس منظر کو دیکھ رہی تھی۔۔ مگر اب اسے گیلی مٹی کی خوشبو آنے لگی۔۔ وہ اب ہاتھ پیر زور زور سے مارنے لگی۔۔ اس کی آنکھیں لال اور نم پڑ چکیں تھیں۔۔ وہ خود کو اب مزید نہیں سنبھال پارہی تھی۔ برداشت ختم ہونے پر اس نے کانوں سے ہیڈ فونز نکالے۔۔ فون سائیڈ پر رکھتے ہوئے اس نے آنکھ سے گرتا آنسو صاف کیا تھا۔۔ وہ آنسو بے بسی کا تھا۔۔وہ اس وقت بہت اکیلی اور بے بس ہوچکی تھی۔۔ چہرے پر دونوں ہاتھ رکھ کر اب اس نے آواز دباتے ہوئے رونا شروع کیا۔

وہ روئے جارہی تھی مگر اسکی مدد کو کوئی نہیں آرہا تھا۔۔ اسے اس برستی بارش سے بچانے کوئی نہیں آرہا تھا۔۔ وہ اب بارش کو صاف سن سکتی تھی۔۔ گرج چمک نے اس کے آنسوؤں میں اضافہ کیا تھا۔

آپ ہر وقت ہی روتی رہتی ہیں کیا؟

سامنے بلال ہاتھ میں ٹشو پیپر لئے کھڑا تھا جو اس نے اب اسکی طرف بڑھائے تھے۔ وہی بلال جسے کچھ دیر پہلے ضحیٰ جاتے دیکھ کر آئی تھی۔

اس نے اسے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔ نظر اسکے پیروں پر تھی۔

محترمہ؟

بلال نے اسے پھر سے پکارا تھا۔

ضحیٰ اپنے گرتے آنسو بھی نہیں صاف کر پارہی تھی۔

آپ نہیں سن رہیں تو میں چلا جاؤں؟

بلال نے اب ہاتھ پیچھے ہٹایا تھا۔

اس نے سر اٹھا کر بلال پر ایک نظر ڈالی۔۔ نگاہوں نے رک جانے کا اشارہ دیا تھا۔۔ جو بلال سمجھ چکا تھا۔

سب ٹھیک ہے؟

بلال اسکے پیلے پڑتے چہرے میں لال آنکھیں دیکھ کر پریشان ہوا تھا۔

ضحیٰ نے سر نفی میں ہلا کر جواب دینا چاہا۔

کچھ نہیں ہے تو اتنی لال آنکھیں؟

بلال نے ضحی کی آنکھوں کی طرف اشارہ کیا۔

ضحیٰ اسے کوئی جواب نہیں دے رہی تھی۔۔ ضحیٰ اب اسے دور بھیجنا چاہتی تھی۔

یہاں کیا کررہی ہیں؟

بلال نے پھر سے اسے بلانا چاہا تھا۔

ضحیٰ اسکے سوالات سے تنگ آگئی تھی۔۔ بیگ اٹھا کر وہ جانے لگی۔

بارش ہورہی ہے کہاں جارہی ہیں؟

بلال اب اسکے پیچھے چلنے لگا۔

کیوں جب بھی میں رورہی ہوتی ہوں آپ کہیں نہ کہیں سے آجاتے ہیں۔۔ نہیں پسند کہ کوئی مجھے روتا دیکھے ۔۔ اتنی سی بات آپ کی سمجھ میں نہیں آتی؟ دیکھیں بلال۔۔ چھوڑیں دور رہیں

آنسوؤں میں اب ہچکیاں ملنے لگیں تھیں۔ اتنی بری طرح تو بلال نے اسے پہلے روتے نہیں دیکھا تھا۔

بلال خاموشی سے اسے سن رہا تھا۔

رونے سے مسئلے حل نہیں ہوتے۔۔ آپ کو کوئی روتا نہ دیکھے۔۔ اتنی باہمت اور مضبوط بن ہی رہی ہیں تو پھر رو کیوں رہی ہیں؟ نہیں روئیں نہ بتائیں اب کیا ہوا ہے؟

بلال نے تحمل سے کہا تھا۔

کوئی ایسی جگہ ہے جہاں بارش کی آواز نہ آئے؟

ضحیٰ رک رک کر بول رہی تھی۔ ابھی بلال سے بحث کا وقت نہیں تھا۔

آئیں میرے پیچھے

بغیر سوال کئے وہ اسکے آگے چلنے لگا۔

ضحیٰ تابعدار بچے کی طرح اسکے پیچھے چلی۔

سویرا میری کیز نہیں مل رہیں بائیک کی۔۔ میرے کیبن میں جاکر دیکھ دو

گزرتے ہوئے اس نے ایک نرس سے کہا تھا۔۔ نرس نے جواباً اثبات میں سر ہلاکر تابعداری کی۔

بلال کے پیچھے ضحیٰ کو چلتے دیکھ کر سب حیران تھے۔۔ بلال کسی کو دیکھا نہیں کرتا تھا اور ضحیٰ اس وقت انہیں دیکھنے کی حالت میں نہیں تھی۔

چلیں

کچھ دیر چلنے کے بعد بلال نے آپریشن تھیڑ کا دروازہ کھول کر ضحیٰ کو اندر آنے کا کہا۔

یہاں بارش کی آواز کیا ہوا تک نہیں پہنچے گی

بلال نے ضحیٰ کو تسلی دی۔

شکریہ

دیوار کے ساتھ ٹیک لگاکر ضحیٰ زمین پر بیٹھی ہی تھی کہ بلال بھی وہیں بیٹھ گیا۔

بارش تو رحمت ہوتی ہے۔۔ آپ کو اچھی نہیں لگتی؟

بلال نے ضحیٰ سے سوال کرنا شروع کئے تھے۔

ضحیٰ نے نفی میں سر ہلایا۔

وجہ جان سکتا ہوں؟

بلال نے اب چھت پر دیکھنا شروع کیا۔

کوئی خاص وجہ نہیں ہے

ضحیٰ بات نہیں کرنا چاہتی تھی مگر کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا۔

تو پھر بارش کے ہوتے ہی اتنی بری حالت؟

بلال نے اب دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو حرکت دینا شروع کی۔

بس کچھ بری یادیں ہیں

ضحیٰ زمین پر دیکھ رہی تھی۔

میں ویسے بھی یہاں بہت بور ہورہا ہوں

بلال نے منہ بنایا تھا۔۔ گویا اس سے اگلوانا چاہتا ہو۔

ضحیٰ نے سنبھل کر اب بلال کی طرف نگاہ ڈالی۔

فکر نہیں کریں۔۔ میری زبان نہیں ہے

بلال اسکی پریشانی سمجھ چکا تھا۔

ضحیٰ نے سانس خارج کی۔۔ وہ ٹھیک سے بیٹھی تھی۔

تین سال کی تھی تو امی کا انتقال ہوگیا۔۔ بابا ملک سے باہر ہوا کرتے تھے۔۔ انہوں نے وہیں شادی کرلی۔۔ بچپن میں مجھے چچا کے گھر چھوڑ دیا انہوں نے۔۔ وقت گزرتا گیا۔۔

چچا کی اپنی دو بیٹیاں تھیں۔۔ آپ بہتر جانتے ہیں ایسے رشتوں کو پھر۔۔ ہم تینوں ایک ہی کمرے میں رہتے تھے اور چچا چچی ایک کمرے میں۔

جب میں پانچ سال کی تھی تو علیزہ اور ایشال جو چچا کی بیٹیاں تھیں وہ کچھ دن کیلئے اپنی خالہ کی طرف چلی گئیں۔۔ اب گھر میں صرف میں چچا اور چچی ہوا کرتے تھے۔۔ ایک رات تین بجے بہت تیز بارش شروع ہوئی۔۔ بہت تیز۔۔ بجلی بہت زور سے کہیں گری اور میری آواز سے آنکھ کھل گئی۔۔ میں اٹھ کر بیٹھ گئی۔۔ شدت کی ٹھنڈ تھی اور خوف سے میں اور کانپنے لگی۔۔ گرج چمک والی بارش میں اٹھ کر بیٹھ کر دیکھنے لگی کیونکہ اس خوف میں میری اب دوبارہ تو آنکھ لگنے سے رہی۔۔ بیڈ کے بالکل سامنے کھڑکی تھی اور میں بالکل کونے میں ہوا کرتی تھی تو سب سے زیادہ نظر بھی میری پڑتی تھی وہاں۔۔ اب میں اسے دیکھوں اور جب جب بجلی گرے تو سہموں۔۔ میں مسلسل چیخ رہی تھی۔۔ مگر میرے حلق سے آواز نہیں نکل پارہی تھی۔۔ بہت مشکل سے میں

خود کو سنبھالتی اور پھر سے بجلی گرتی۔۔ اتنے میں ہی لائٹ چلی گئی اور جو تھوڑی بہت روشنی تھی۔۔ مجھ سے وہ بھی چھن گئی۔۔

اب مجھے یقین تھا میں مر جاؤں گی۔ لیکن پتا ہے۔۔ موت بھی انسانوں کی طرح وفا تب کرتی ہے جب اسے کرنی ہوتی ہے۔۔ ورنہ اسے پکارتے رہو یہ نہیں آتی۔۔ مجھے بھی نہیں آئی۔۔ میں گھٹ رہی تھی۔۔ میں مر رہی تھی لیکن مجھے موت نہیں آرہی تھی۔۔ میں نے خود کو سنبھالا۔۔ سونے کی کوشش کی مگر پھر ایک دفعہ بجلی بہت زور سے گری۔۔ اور تب میں نے بہت زور زور سے رونا شروع کردیا۔۔ چاچا چچی کا کمرہ بالکل سامنے تھا اور دروازہ بھی کھلا ہوتا تھا انکا۔۔ لیکن میں جانتی تھی کہ اگر اب اٹھایا تو صبح چچی سے خیر نہیں ہے۔۔ جب نئی نئی انکے گھر آئی تھی تو ان کے ہاتھ سے تھپڑ کھایا تھا۔۔ انہوں نے ہاتھ میں ایک انگوٹھی پہنے ہوتی تھی جسکا پتھر انہوں نے ہتھیلی والی سائیڈ پر کیا ہوتا تھا۔۔وہ پتھر بنجر زمین کی طرح تھا۔۔ وہ جب میری گال پر پڑا تھا نہ۔۔ تین سال کی بچی نے کہا تھا کہ اللہ جی مجھے میری امی دیدیں یا امی کو میں دیدیں۔

زندگی میں کبھی اس تھپڑ سے زیادہ تکلیف نہیں ملی مجھے۔۔ اس دن قسم کھائی تھی کہ ضحیٰ۔۔ مرجانا لیکن دوبارہ یہ تھپڑ نہیں کھانا۔۔ اور اس رات میں مررہی تھی لیکن میں نے تھپڑ نہیں کھایا۔۔ بارش اور تیز ہوچکی تھی۔۔ اور تب ضحیٰ بھی منجمند ہوچکی تھی۔ ایک کونے میں دیوار کے ساتھ لگے سامنے

کھڑکی سے آتی ہوا اس وقت میرے جسم و روح کو چیر رہی تھی۔۔ اتنا ہی نہیں پاس ہی قبرستان تھا اور ہر طرح کی خوفناک باتیں سن رکھیں تھیں جو تب ڈرانے لگیں تھیں۔۔ دل چاہ رہا تھا کہ اٹھ کہ کھڑکی بند کردوں۔۔ لیکن وہ پانچ سال کی بچی سوچ رہی تھی کہ اگر کھڑکی کے باہر کوئی مردہ قبرستان سے اٹھ کر آگیا ہوا اور مجھے پکڑ لیا تو کیا ہوگا۔۔ اب میں نے اپنے آنسو صاف کئے اور واپس لیٹ گئی۔۔ مگر میری نظر اب بھی کھڑکی پر تھی۔۔ ہر چھ سیکینڈز کے بعد کھڑکی سے بجلی کمرے میں آتی۔۔ بارش اور تیز ہوگئی اور اب کتے بھونکنے لگے۔۔ پھر کسی انسان کی آوازیں آئیں اور کچھ ہی دیر میں سب بند ہوگیا۔۔ بارش بجلی ہوائیں کتوں کی آواز سب میں اور ڈر گئی کہ یہ کیا ہوا۔۔ کون ہے؟ کسی کو پتا ہے کہ میں جاگ رہی ہوں؟ کوئی اب میری طرف آئے گا؟

میں انتظار کرنے لگی تھی اب۔۔ مگر اب سناٹا تھا۔۔ بالکل سناٹا۔۔ اب نہیں تھا ہورہا برداشت۔۔ ہمت کرکے بیڈ سے نیچے اتری اور دروازے تک گئی۔۔ اتنے میں ہی زوردار بجلی اور بارش دونوں شروع۔۔ اچانک سے اتنی زیادہ گرج چمک والی بارش پھر سے شروع ہوئی۔۔ اور تب۔۔ تب میری برداشت جواب دے گئی۔۔ اللہ نے مجھے بیہوش کر کے رحم کیا تھا مجھ پے۔۔ وہ دن اور آج کا دن۔۔ بارشیں بے حد خطرناک ہیں۔۔ نہیں یاد پڑتا کہ کبھی دعا کیلئے ہاتھ

اٹھائے ہوں اور اللہ سے یہ دعا نہ کی ہو کہ چھوٹے چھوٹے بچوں سے انکے والدین نہیں چھینا کریں۔۔ کیونکہ اس وقت مجھے ماں کی گود چاہئے تھی۔۔ خوف میں جاکر انہیں اٹھاکر کہنا تھا کہ امی ڈر لگ رہا ہے اپنے پاس سلالیں۔۔ امی آوازیں آرہی ہیں آکر دیکھیں نہ۔۔ امی انہوں نے مجھے مارا آپ ان سے پوچھیں نہ۔۔ امی مجھے ڈر لگ رہا ہے آپ کھڑکی بند کردیں۔۔ امی میری طرف منہ کر کے سوئیں۔۔ امی پانی پینا ہے لادیں۔۔ امی ٹھنڈ لگ رہی ہے۔۔۔

وہ مزید کہنا چاہتی تھی مگر آنسو اب اسکے حلق میں پھنس گئے۔

اللہ تعالیٰ جب انسان کو اتنی آزمائشوں سے گزارتا ہے تو ضرور کوئی نہ کوئی بڑا اجر لکھا ہوتا ہے۔

بلال کی آواز نرم پڑی تھی۔۔ وجہ اسکی نم آنکھیں تھیں جو ضحیٰ کی باتوں سے ہوئیں تھیں۔

بارش ختم ہوگئی ہوگی۔ میں چلتی ہوں اب

ضحیٰ کو ہسپتال آئے کافی دیر ہوچکی تھی۔۔ وہ جانے کیلئے اٹھی تھی۔

ضحیٰ یہی نام لیا ہے آپ نے اپنا ابھی۔۔ تو ضحیٰ مجھے اچھا لگے گا اگر آپ آئندہ میرا نام صرف بلال نہیں بلکہ محمد بلال لیں

ضحیٰ کو آواز دیکر روکتے ہوئے بلال نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کوئی مسئلہ نہیں

مسکراتے ہوئے وہ کہہ گئی۔

بلال بھی اسکے پیچھے پیچھے نکلا تھا۔

ضحیٰ گھر پہنچ چکی تھی اور اب وہ کافی بہتر محسوس کرنے لگی تھی۔۔ وہ اکیلا رہنا چاہتی تھی مگر بلال سے بات کرنے کے بعد اسے احساس ہوا تھا کہ اکیلے رہنا ٹھیک نہیں ہوتا۔۔ سہی انسان سے بات چیت آپ کی تین چار دنوں کی پریشانی تین چار گھنٹوں میں بھی دور کردیتی ہے۔ اکیلے رہ کر خود کو دنیا سے دور کرکے اب خود کو مزید تکلیف دیتے ہیں۔۔ بے شک تنہائیاں سکون دیتی ہیں اور وہ سکون آپ کیلئے تب فائدہ مند ہوتا ہے جب آپ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین والا ٹھاٹھیں مارتا ایمان ہو۔۔ کیونکہ آپ کو تب معلوم ہوتا ہے کہ اس تنہائی میں سکون کا شکر کیسے ادا کرنا ہے۔۔ نہ کے موسیقی کی دھن میں بیٹھ کر خود کو تکلیف دینا۔۔ کٹس لگانا۔۔الٹی سیدھی ڈرگز لینا۔۔ اس سب سے سکون نہیں ملتا۔۔ یہ تو غلاظتیں ہیں اور غلاظتیں آپ کی وقتی عادتیں بن کر آپ کا مستقبل خراب کرسکتی ہیں۔

تنہائیوں میں رہنے کی عادت یا شوق ہے تو اپنی تنہائی ایسی بنائیں کہ بنجر زمین

سے پھل اگیں۔۔ آپ کی مردہ لاش نہیں نکالنی پڑے کسی کو۔

اور سنانے کیلئے ہر دفعہ کسی انسان کا پاس ہونا ضروری نہیں ہے۔۔ ایک پودا لگائیں اس سے باتیں کرتے رہیں۔۔ اور اگر چاہتے ہیں کہ سامنے سے جواب بھی ملے تو پھر کتابیں کیوں نہیں اٹھاتے؟

مگر جب تک ہم بہتری کی کوشش نہیں کرتے بہتری ہم میں نہیں آتی

فجر کو گھر سے پک کرکے اب وہ دونوں جنت کی طرف پہنچیں تھیں۔

کیسی ہو تم دونوں؟

جنت ان دونوں کو اپنے کمرے میں لیکر آئی تھی۔

ہم ٹھیک ہیں تم بتاؤ۔۔ مصروف عورت

فجر بیڈ پر بیٹھی تھی۔

یہ لو اپنی میڈیسنز

ضحیٰ نے جنت کو میڈیسنز تھمائیں۔

ضحیٰ تم ٹھیک ہو نہ؟ آج تو کافی بارش ہوئی تھی۔۔ میں تو اسٹوڈیو سے نکلی تو دیکھا پھر سوچا کہ غلطی کی تمہیں جانے کا کہہ کر

جنت ضحیٰ کیلئے پریشان ہوئی۔

میں ہسپتال ہی تھی جب بارش ہوئی۔۔ میں ٹھیک ہوں

ضحیٰ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

سوری یار

جنت کو برا لگا تھا۔ وہ چھ سالوں میں ضحیٰ کا بارش سے ہوتے حال دیکھ چکی تھی۔

کوئی بات نہیں جنت

ضحیٰ نے اسے تسلی دی۔

فجر تم میری تھوڑی سی ہیلپ کردو گی؟ ایکچولی کل کنسرٹ ہے اور مجھے سمجھ نہیں آرہا کیا پہنوں۔۔ یاد ہے چھ سال سے تم میرے لئے کپڑے نکالا کرتی ہو

جنت اب فجر کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔

کیوں نہیں

فجر جنت کی وارڈروب کی طرف گئی۔

وارڈروب میں ہر طرح کے کپڑے موجود تھے۔۔ کچھ دیر کپڑوں کو یہاں وہاں کرنے کے بعد فجر نے ایک خوبصورت ڈریس نکال کر جنت کے سامنے کیا تھا۔

بے حد خوبصورت ہے یہ

ضحیٰ فوراً بول اٹھی۔

تمہیں اچھا لگا؟ تم رکھ لو

جنت فوراً سے ضحیٰ کے پاس آئی تھی۔

نہیں تمہارا ہے تم پہنو میں نے تو تمہارے لئے کہا ہے

ضحیٰ نے فوراً سے انکار کیا۔ بھلا جسکے اپنے کپڑے اتنے ہوں کہ ایک دفعہ پہن کر دوبارہ انکی باری ہی نہ آئے اسے کیا ضرورت لینے کی

افففف ضحیٰ اتنی کم ظرفی والی باتیں کیوں کرنے لگ گئی ہو۔۔ ہم تینوں میں میرا تمہارا کب سے ہونے لگا بھلا۔۔ جو پسند آئے بس لیلو۔۔ یہ کم ظرفی والی باتیں میرے سامنے نہیں کیا کرو۔۔ بہت بڑا ظرف ہے تمہاری دوست کا

مسکراتے ہوئے جنت نے بے دھیانی میں اسے کافی سنادیں۔

ضحیٰ کی دھڑکنیں پھر سے الجھیں تھیں۔ ایک ہی بات دو لوگوں نے اسے بار بار کہی تھی۔

جو پسند آئے وہ لیلو۔۔ تمہیں شاید یہ بات کافی پہلے سے معلوم ہے۔۔ اسی لئے ہمارا چھ سال کا خواب لے گئی تم مگر مجھے نہیں سیکھایا گیا کسی کی خوشیاں یا چیزیں چھیننا۔۔ معاف کردیا ہے تمہیں۔۔ اب بھی ظرف میرا کم ہے

ضحیٰ نے دل میں کہا۔ فجر اسے دیکھ رہی تھی۔۔ احساس اسے بھی تھا کہ جنت غلط کہہ گئی ہے۔۔ مگر جواباً وہ ان دونوں کو دیکھ کر مسکرائی۔

یہ مسکراہٹ ثبوت تھی کہ ضحیٰ کم ظرف نہیں۔

جنت وہ کیا ہے نہ کہ چھ سال میں ہم نے اتنے کپڑے بنوالئے تھے ایک جیسے کہ اب وہی نہیں ہوتے ختم۔۔ سچ تم تو بھول گئی ہوگی یہ سب۔۔ تم پہنتی ہو کیا وہ کپڑے؟

فجر نے ضحیٰ کی طرف سے جواب دیا۔۔ ضحیٰ نے اسے گھوری ڈالی۔۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ جنت شرمندہ ہو۔۔ وہ تو توبہ کرچکی تھی۔۔ اسے مسلمان بننا تھا۔۔ پچھلی باتیں بھلا کر

جنت بمشکل مسکرائی تھی۔۔ اس سے زیادہ وہ کچھ نہ کرپائی۔

تم لوگ بیٹھو میں کھانے کا کہہ کر آتی ہوں

جنت انکے پاس سے اٹھی۔

نہیں اسکی ضرورت نہیں ہے۔۔ ہم جارہے ہیں ویسے بھی لیٹ ہورہا ہے۔۔ اور سچ یاد آیا۔۔ ضحیٰ کو اور مجھے بھی جاب مل گئی ہے تو ہم تو فارغ ہونگے نہیں۔۔ تو اب یہ چھوٹی موٹی ضروریات خود پوری کرنی پڑیں گی تمھیں میری جان

فجر نے جنت کے گال کھینچے تھے۔

ضحیٰ نے فجر کی طرف دیکھتے ہوئے تصدیق چاہی تھی۔

تم نے میل نہیں دیکھی؟ تمھیں ٹیچنگ کیلئے بلایا ہے انہوں نے۔۔ اور مجھے ایز آ کمپوزر جاب ملی ہے

فجر نے تصدیق کی تھی۔ تبھی تو وہ اتنی خوش خوش نظر آرہی تھی۔

بیسٹ آف لک ٹو بوتھ آف یو۔۔جنت نے ان دونوں کو تھپکی دی تھی۔

چل ضحیٰ گھر چلیں۔۔ اور ہاں آج کی پارٹی میری طرف سے ہے

قہقہے لگاتیں وہ دونوں ایک دوسرے کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر نکلیں تھیں۔

جنت مسلسل انہیں ترسی ہوئی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔۔ اگر وہ لالچ میں نہ آئی ہوتی تو آج ان دونوں کے ساتھ وہ بھی ہوتی۔۔ اس سب کے بعد فجر اور ضحیٰ کی دوستی مزید گہری ہوگئی تھی۔۔ جسے جنت بے بسوں کی طرح دیکھتی تو جارہی تھی مگر کچھ کہہ نہ پارہی تھی۔۔ کیونکہ کہنے کے تمام حقوق اس نے خود کھوئے تھے۔ اور اب وہ پچھتاووں میں تھی۔۔ سہی کہا تھا التمش نے۔۔
دوسرے کے خوابوں پر محل بنانے والوں کے محلوں میں سکون نہیں ہوتا۔۔ چیخ وپکار ہوتی ہے۔۔ پچھتاوے ہوتے ہیں

ضحیٰ اور فجر کو جنت کی طرف سے آئے دو ہفتے گزر چکے تھے۔۔ مگر ان دو ہفتوں میں ضحیٰ نے سورج کی روشنی تک نہیں دیکھی تھی۔ دو ہفتوں سے مسلسل وہ اپنے کمرے میں بند تھی۔ چہرے پر تکیہ رکھے وہ کافی دیر سے کچھ سوچ رہی تھی۔۔ وہ نیند میں نہیں تھی مگر اسکا ساکت جسم دیکھ کر کوئی بھی کہہ سکتا تھا کہ وہ سورہی ہے۔۔ وہ دن بدن مرجھانے لگی۔۔ ہنسی مسکراہٹ تو جیسے اسکی زندگی سے ختم ہوچکی تھی فجر ضحیٰ کی اس حالت کو دیکھ کر پریشان تھی۔ وہ اس سے بات کرتی تھی مگر جواب میں صرف اور اچھا پاتی تھی۔

ضحیٰ

فجر جانتی تھی کہ وہ نہیں سورہی۔

ضحیٰ نے جواب میں کچھ نہ کہا۔

ضحیٰ مجھے پتا ہے تم سو نہیں رہی

فجر نے پھر سے کوشش کی۔

ضحیٰ اب بھی خاموش تھی۔

ضحیٰ اب مجھے تم سے ڈر لگنے لگا ہے

پریشانی کے آثار فجر کے چہرے پر صاف دکھنے لگے۔

تم کب سے اتنی کم ظرف ہوگئی سنجیدہ ہوجاؤ ضحیٰ۔۔ کب ختم ہوگا تمہارا بچپنا

تمہارے لئے اتنی سی بات ہے تم تو ایسی نہیں تھی۔۔ تم تو یہ سب نہیں سوچتی تھی۔۔ ضحیٰ اتنی کم ظرفی والی باتیں کیوں کرنے لگ گئی ہو۔۔ یہ کم ظرفی والی باتیں میرے سامنے نہیں کیا کرو

اب ضحیٰ کی خود سے ہی ایک جنگ چلنے لگی۔

ضحیٰ

فجر نے تکیہ اسکے چہرے سے ہٹا کر دور پھینک کر اسے جھنجھوڑا۔

ضحیٰ نے اسے گھورنا شروع کیا۔۔ فجر کی پریشانی بڑھنے لگی تھی۔۔ اچانک کچھ سوچ کر اس نے نظر ہٹاکر خود کو سنبھال کر بیٹھنا چاہا۔

تمہیں کیا مسئلہ ہے؟

فجر ضحیٰ پر برس پڑی۔

کوئی بھی نہیں

ضحیٰ نے نفی میں سر ہلایا۔

تو ایسی کیوں ہوگئی ہو؟ کیوں کمرے سے باہر نہیں نکلتی؟

فجر پریشانی جاننا چاہتی تھی۔

کل سے جاب سٹارٹ ہوگی۔۔ یہی وقت تھا اپنے ساتھ گزارنے کا میرے

پاس۔۔

ضحیٰ نے الجھے ہوئے گھنگریالے بالوں کا جوڑا بناتے ہوئے کہا۔

بکواس نہیں کرو

فجر نے ضحیٰ کا زور سے کان کھینچ کر اسے دور کیا تھا۔۔ جواباً وہ کراہی۔

سر درد ہے میرا فجر۔۔ رحم کرو تھوڑا مجھ پر۔۔ اس گھر کے اور کمرے کے باہر کی دنیا بہت ظالم ہے۔۔ اور میں اس دردِ سر کے ساتھ اس دنیا کا سامنا نہیں کرسکتی۔

ضحیٰ نے خود کو نارمل کرکے اس سے بات کی۔

التمش آرہا ہے آدھے گھنٹے میں۔۔ جلدی سے تیار ہوکر نیچے آؤ پھر نکلتے ہیں۔۔ باہر کی تازہ ہوا لو گی گھومو پھرو گی تو سر درد ٹھیک ہوجائے گا

فجر نے بیڈ سے اٹھتے ہوئے کہا۔

سر درد لوگوں کی وجہ سے بڑھتا ہے کم نہیں ہوتا جاؤ تم آرہی ہوں میں بس

ضحیٰ نے فجر کو جانے کا اشارہ کیا۔

جلدی پہنچو

ہدایات دیتے ہوئے وہ کمرے سے نکلی۔

تم کب سے اتنی کم ظرف ہوگئی سنجیدہ ہوجاؤ ضحیٰ۔۔ کب ختم ہوگا تمہارا بچپنا تمہارے لئے اتنی سی بات ہے تم تو ایسی نہیں تھی۔۔ تم تو یہ سب نہیں سوچتی تھی۔۔ ضحیٰ اتنی کم ظرفی والی باتیں کیوں کرنے لگ گئی ہو۔۔ یہ کم ظرفی والی باتیں میرے سامنے نہیں کیا کرو

ضحیٰ تھک گئی تھی ان باتوں سے۔

تم کب سے اتنی کم ظرف ہوگئی۔۔۔

تم کب سے اتنی کم ظرف ہوگئی۔۔

تم کب سے اتنی کم ظرف ہوگئی۔۔۔۔۔

آآآہ سر پھٹ جائے گا میرا ان باتوں سے

ضحیٰ نے چلاتے ہوئے بیڈ پر ہاتھ مارے۔۔ سردرد بڑھنے لگا تھا۔۔ سر پر ہاتھ رکھے وہ لمبے لمبے سانس لینے لگی تھی۔

سفید رنگ کی وی نیک ٹی شرٹ پر نیوی بلیو بلیزر کے ساتھ حسبِ معمول بلیک جینز پہنے وہ گاڑی کا دروازہ کھولے انہی کا انتظار کررہا تھا۔ التمش کو دیکھ کر لگ رہا تھا کہ ابھی ابھی شوٹ سے آیا ہے۔

میں پیچھے بیٹھی ہوں کوئی کام ہو تو میسج کرلینا

نیوی بلیو جینز کے ساتھ بلیک شرٹ پر بلیک ہی اوورکوٹ پہنے ہیڈفونز کانوں میں لگاتے ہوئے بغیر سلام دعا کے وہ بیک سیٹ پر جا بیٹھی۔

التمش اسکی بات پر مسکرایا تھا جب اسکی نظر پیچھے آتی فجر پر پڑھی۔

جس نے بلیک جینز پر سکن اوورسائز شرٹ پہن کر بالوں کو دونوں اطراف سے آگے کو پھینک رکھا تھا۔

التمش نے سلام و دعا کے بعد اسے گاڑی میں بٹھا کر گاڑی چلانا شروع کی۔

التمش اور فجر دونوں کافی دیر گفتگو کرتے رہے جس سے ضحیٰ کا کوئی لینا دینا نہیں تھا۔۔ ڈرائیونگ سیٹ کے ساتھ سر لگائے وہ اپنا فون استعمال کرنے لگی۔

کچھ دیر بعد التمش نے گاڑی روکی تو ایک نوجوان ضحیٰ کے قریب آبیٹھا۔۔ التمش بتا چکا تھا کہ وہ کسی دوست کو پِک کرے گا۔۔ ضحیٰ نے ایک نظر اسے دیکھنے کی زحمت تک نہ کی۔

کیسے ہیں سب؟

بیٹھتے ہی اس نے حال چال پوچھا۔

فجر۔۔ ضحیٰ یہ وہی دوست ہے میرا یحیٰ جسکے بارے میں بتایا تھا کہ وہ بھی ساتھ چلے گا۔

التمش نے تعارف کروانا بہتر سمجھا۔ مگر ضحیٰ اسے نہیں سن رہی تھی۔

اوہ اچھا

فجر نے التمش کی بات کے جواب میں کہا۔

وہ تینوں ہنس ہنس کر باتیں کررہے تھے کہ تبھی ایک اور آزمائش آن پڑی۔

موسم بدلا تھا اور بدلے تھے سب کے مزاج۔۔ اچھی خاصی دھوپ سیاہ ہوگئی۔۔ سورج کی روشنی تاریکی میں بدل گئی۔۔ تیز آندھیاں لوگوں کیلئے مشکل کا باعث بننے لگیں۔۔ اب آسمان سے بارش پڑنے لگی۔۔ دن کا سماں تاریک رات سا ہوگیا تھا۔۔ ٹھنڈ بڑھ چکی تھی۔۔ فجر اور التمش ایک دوسرے کو پریشانی سے دیکھ رہے تھے۔۔ وہ جانتے تھے۔۔ اب ضحیٰ کا کیا حال ہونے والا ہے۔۔التمش نے گاڑی واپس گھر کو موڑی۔۔ وہ دونوں دعا کررہے تھے کہ گھر پہنچنے تک ضحیٰ سر نہ اٹھائے۔۔ مگر ہر دفعہ آپ بادشاہ نہیں بنتے

بارش ہورہی ہے کیا؟

موت انسان محسوس کرلیتا ہے۔۔ اس نے بھی کرلی تھی۔۔ ہیڈفونز نکال کر اس نے فون سائیڈ پر رکھ کر باہر دیکھا۔کسی کے کچھ کہنے سے پہلے ہی وہ دیکھ چکی تھی وہ سماں جس سے اسکی جان جاتی تھی۔۔ اسکا رنگ اب پیلا پڑنے لگا۔۔آج وہ تیزی سے گھبرانے لگی۔۔ آج درد پہ درد ملا تھا جو اسے بہت کمزور کرگیا۔۔ یحیٰ کو سب کے بدلتے مزاج دیکھ کر حیرت ہونے لگی۔

کیا ہوا ہے سب ٹھیک ہے نا؟

یحیٰ نے تسلی کرنی چاہی۔ مگر جواب میں کوئی کچھ نہ بولا۔

ضحیٰ کانپنے لگی۔۔ سردرد کے ساتھ اب یہ پریشانی وہ برداشت نہیں کر سکی۔

آپ ٹھیک ہیں کیا ہورہا ہے آپ کو؟

یحیٰ اب ضحیٰ کی طرف متوجہ ہوا۔

ضحیٰ ہم بس گھر پہنچنے ہی والے ہیں ہمت رکھو

فجر نے رخ موڑا۔

کیسی ہمت؟ کوئی بتائے گا مجھے بھی؟

یحیٰ پھر سے بولا۔

ضحیٰ کو ڈرلگتا ہے بارشوں سے

التمش نے جواب دیا۔

ضحیٰ لمبے لمبے سانس خارج کرنے لگی۔۔ وہ سہمنے لگی۔ دردِ سر اور بڑھ گیا تھا۔۔ چہرے پر آئے بالوں کو وہ بہت بے دردی سے ہٹارہی تھی۔۔ مگر یہ سب زیادہ دیر نہیں تھا۔۔ یہ درد یہ تڑپ۔۔ یہ برداشت مستقل نہیں تھا۔۔ چند ہی لمحوں میں وہ اپنے حواس کھو چکی تھی۔۔ یحیٰ نے فوراً سے اسے اپنے حصار میں لیکر اسکا سر سہلانا شروع کیا۔۔ مگر اس سب کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔

التمش ہسپتال

یحیٰ نے اسے اشارہ کروایا۔

التمش سمجھ چکا تھا کہ اب اسے کیا کرنا ہے۔التمش نے پھر سے گاڑی موڑی۔۔ ساتھ ہی فجر نے خود کو کوسنا شروع کیا کہ وہ ضحیٰ کو باہر لائی ہی کیوں۔۔ سب پریشان ہوچکے تھے۔۔ قہقہے آنسوؤں میں بدل گئے۔

بارش بہت تیز ہوچکی تھی جب التمش نے ہسپتال پہنچ کر گاڑی کا دروازہ کھول کر یحیٰ کو ضحیٰ کو باہر لانے کا کہا۔

آسمان سے برستا وہ پاک پانی ضحیٰ کے چہرے پر گر کر بھی اسے ہوش میں نہیں لارہا تھا۔۔ کیونکہ اسے ابھی اس کام کا حکم نہیں تھا۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

موسم ٹھیک ہوچکا تھا۔۔ بادل بارش ہوائیں سب لوٹ گئیں۔۔ تاریک منظر پھر سے روشن ہوا۔۔ بادلوں میں چھپے سورج نے پھر سے نمونددار ہوکر لوگوں کی زندگی میں روشنی بھری۔۔ بارش کی وجہ سے رکنے والے کام پھر سے شروع ہوئے۔۔ لوگ حرکت میں آئے۔۔ سب اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہوگئے۔۔ آسمان سے دیکھنے پر زمین پر چلتے لوگ بھاگتی چیونٹیوں سے معلوم ہورہے تھے۔۔ وارڈ کے باہر چکر لگاتا التمش مسلسل اندر بیٹھی فجر کو دیکھ رہا تھا جو ضحیٰ کا ہاتھ تھامے اس سے باتیں کررہی تھی۔۔ ابھی پندرہ منٹ پہلے ہی تو

ضحیٰ کو ہوش آئی تھی۔۔ اور فجر پندرہ منٹ سے مسلسل بولے جارہی تھی۔

آپ کا نام التمش ہے؟ آپ کو اندر بلارہے ہیں

نرس کی آواز سن کر التمش فجر سے نظر ہٹاکر اندر داخل ہوا۔

شکر ہے التمش تم آئے۔۔ اسے لے جاؤ باہر پلیز اور کچھ کھلاؤ۔۔ تب سے کان کھارہی ہے میرے

التمش کے قریب آتے ہی ضحیٰ نے اسکی شرٹ کھینچ کر التجا کی۔

تم ٹھیک ہو؟

التمش نے نرمی سے پوچھا۔

تمہارے سر کی قسم میں بالکل ٹھیک ہوں اب تم فجر والا لیکچر نہیں شروع کرنا ورنہ میں واقعی کچھ کرلوں گی بھئی

ضحیٰ کی باتوں میں وہ جوش نہیں تھا۔۔ مگر پھر بھی وہ بول رہی تھی۔

ضحیٰ کوئی پریشانی ہے تو مجھے بتاؤ۔۔ کسی نے کچھ کہا ہے تو مجھے بتاؤ۔۔ میں صرف تمہیں اپنی بہن کہتا نہیں ہوں بلکہ دل سے مانتا ہوں۔۔ مجھے بتاؤ کوئی مسئلہ ہے تو میں حل کرتا ہوں۔۔لیکن یار یہ حالت نہیں کرو اپنی

التمش ضحیٰ کیلئے بہت پریشان تھا۔۔ فجر ضحیٰ کو تھپکی دیکر کمرے سے نکلی تھی تاکہ وہ التمش سے سہی سے بات کرسکے۔

تم کب سے اتنی کم ظرف ہوگئی سنجیدہ ہوجاؤ ضحیٰ۔۔ کب ختم ہوگا تمہارا بچپنا تمہارے لئے اتنی سی بات ہے تم تو ایسی نہیں تھی۔۔ تم تو یہ سب نہیں سوچتی تھی۔۔ ضحیٰ اتنی کم ظرفی والی باتیں کیوں کرنے لگ گئی ہو۔۔ یہ کم ظرفی والی باتیں میرے سامنے نہیں کیا کرو

ضحیٰ ایک لمحہ کو رکی۔

اتنا سیریس کیوں ہورہے ہو بھئی۔۔ کچھ نہیں ہوا مجھے۔۔ اور بس بارش کی وجہ سے۔۔۔

ضحیٰ کو التمش نے ٹوکا۔

تمہیں ڈیپریشن ہے ضحیٰ۔۔ ڈاکٹرز یہ کہہ رہے ہیں

التمش اب اسے غور سے دیکھنے لگا۔۔ جیسے اس کے چہرے سے ساری صورتِ حال سے واقف ہوجائے گا۔

یوں نہیں گھورو مجھے۔۔ یہ ڈیپریشن ویپریشن کا میرے ساتھ کیا کام۔۔ اور میں بتاتی ہوں۔۔ ڈاکٹرز کا کیا ہے۔۔ ایسی باتیں کرکے ہی تو اتنا بڑا ہسپتال بنالیا ہے انہوں نے

ضحیٰ نے چاروں اطراف نظر ڈالی۔

التمش کو اس پر اب غصہ آنے لگا۔

ہسپتال بنانے کو کروڑوں روپے نکلوانے کے لاکھوں طریقے ہیں۔۔ کسی کی ذہنی حالت کے بارے میں جھوٹی خبریں بناکر بتانے سے گناہ کمایا جاسکتا ہے۔۔ پیسے نہیں

بلیک پینٹ کے ساتھ وائٹ شرٹ پر وائٹ لیب کوٹ پہنے ہاتھوں میں فائلز پکڑے وہ ضحیٰ کی طرف چلتے آرہا تھا۔۔ ضحیٰ کو یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ یہاں کیا کررہا ہے۔۔ اور پھر وائٹ کوٹ پہنے۔۔ کیا وہ ڈاکٹر تھا۔

یا میرے خدا۔۔ یہ بلال یہاں کا ڈاکٹر تھا۔۔ میں سمجھوں کوئی رشتے دار ہے اسکا یہاں۔۔ اسے بھی ابھی ٹپکنا تھا۔۔ بلکہ ان اُلو کے پٹھوں کو سارے شہر میں یہی ہسپتال ملا تھا

چہرے پر مسکراہٹ رکھے خود کلامی کرتے ضحیٰ کا دل چاہا تھا کہ التمش اور فجر کو روڈ پر سب کے سامنے جاکر پیٹے۔

آپ پیپر ورک کمپلیٹ کرکے انہیں لے جاسکتے ہیں۔ ڈاکٹر سے بات کر آئیں ایک دفعہ

ضحیٰ کو دیکھتے ہوئے بلال نے التمش سے کہہ کر فائلز رکھیں۔

لیکن مجھے ابھی نہیں جانا گھر۔۔ مجھے کچھ دن اور یہاں رہنا ہے

ضحیٰ نے پھر سے التمش کی شرٹ کھینچی۔

کیوں؟ تمہیں تو ہسپتال اچھے نہیں لگتے تھے

التمش نے فوراً سے اسکی طرف رخ کیا۔

ضحیٰ کچھ دن ان سب سے دور رہنا چاہتی تھی۔۔ وہ اپنی پریشانیوں پر خود قابو پاکر ان سب سے پھر ملنا چاہتی تھی۔

تو بچپن میں ڈاکٹرز بھی بڑے پیٹ والے اور سر کے گنجے ہوا کرتے تھے نہ۔۔ اب تو اتنے پیارے پیارے ڈاکٹرز ہیں۔۔ ابھی جو فجر سے پہلے مجھے چیک کر کے گئے تم انہیں دیکھتے تو تم بھی نہیں جاتے۔۔ ہائے اتنے کیوٹ ہیں وہ

ضحیٰ نے معصومیت سے کہا۔

ڈاکٹر ہارون کے دو بچے ہیں

بلال اب کمر پر ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔

ضحیٰ شرم

التمش نے اسے گھورا۔

میں بتارہی ہوں تم لوگ مجھے لیکر گئے تو اگلی دفعہ کسی بڑی بیماری کو لیکر آؤں گی

ضحیٰ نے اب اسکے پیٹ پر مارا۔

یا اللہ کون کہتا ہے اس لڑکی کو ڈیپریشن ہے۔۔ تم رکو میں ڈاکٹرز سے بات کرکے آتا ہوں

التمش کراہتا ہوا نکلا۔

التمش التمش بات سنو التمش

ضحیٰ التمش کو پکار رہی تھی مگر وہ جاچکا تھا۔

بلال سامنے کمر پر ہاتھ باندھے سنجیدگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ ضحیٰ کو اسکے یوں دیکھنے پر حیرت ہوئی۔۔ وہ کافی خوش مزاج انسان تھا۔۔ تو اس طرح سے کیوں کھڑا دیکھ رہا تھا۔

ضحیٰ اسے دیکھ کر مسکرائی تھی۔۔ جواباً وہ بھی مسکراہٹ چاہتی تھی جو اسے نہیں ملی۔

کیا ہے؟

تنگ آکر اب ضحیٰ نے پوچھا۔

بارش ہورہی تھی۔۔ میں جانے ہی والا تھا پھر سوچا انتظار کرلوں۔۔ کہیں بیٹھ کر رورہی ہونگی۔۔ اور اس دفعہ محترمہ بیہوش ہوکر ہسپتال پہنچیں

بلال سنجیدہ تھا۔

ضحیٰ خاموش رہی۔۔ اسے کیا جواب دینا تھا وہ خود نہیں سمجھی۔

کیا بات ہے؟

بلال نے بھنویں اچکاتے ہوئے پوچھا۔

کوئی بھی بات۔۔۔

ضحیٰ نے سر اٹھا کر دیکھنا چاہا۔

لَّعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الۡكَاذِبِينَ

اللہ کی لعنت ہے جھوٹوں پر۔

اسکے جھوٹ بولنے سے پہلے بلال نے اسے بتایا تھا۔

یار حد ہے

ضحیٰ خاموش ہوگئی۔۔ اتنی بڑی بات سننے کے بعد وہ جھوٹ نہیں بول سکی۔

کس بات سے پریشانی ہے

بلال اب اسکے قریب پڑی کرسی پر بیٹھا۔ ضحیٰ اسے بتانا نہیں چاہ رہی تھی۔۔ مگر وہ بلال تھا جو اس سے ہر دفعہ بات اگلوالیتا تھا۔۔ تو اس سے بحث کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔

میں کم ظرف ہوں

ضحیٰ سر جھکا گئی۔۔ کچھ ہی لمحات میں اسکے چہرے کی تمام رونق غائب ہوگئی۔

بلال خاموش تھا۔

مجھے دو لوگوں نے کہا کہ میں کم ظرف ہوں

ضحیٰ کا لہجہ نرم پڑا۔

بلال اب بھی خاموش تھا۔

مگر میں نے خود کو کم ظرف نہیں پایا۔۔ مجھے لوگ کہتے ہیں۔۔ کیا میں واقعی کم ظرف ہوں؟

ضحیٰ اب خاموش ہوگئی۔۔ اس سے زیادہ وہ کچھ کہنا نہیں چاہتی تھی۔

واقعی ضحیٰ آپ کم ظرف ہیں۔۔ بلکہ بہت کم ظرف ہیں

بلال نے اٹھتے ہوئے سختی سے کہا۔

ضحیٰ کو غصہ آیا۔۔ اسکا دل چاہا تھا اٹھ کر اسکی زبان نکال پھینکے۔۔ وہ تو اسے اتنا جانتا بھی نہیں تھا پھر بھی وہ اسے کم ظرف لگی۔۔ بلال سے تو اسے اس بات کی امید نہیں تھی۔

جی؟

ضحیٰ نے تصدیق چاہی۔

سہی کہہ رہا ہوں۔۔ بہت کم ظرف ہیں آپ

بلال پھر سے بول اٹھا۔

جائیں یہاں سے

ضحیٰ نے بیڈ سے اٹھتے ہوئے تحمل سے کہا۔

کیوں؟

بلال وہیں کھڑا رہا۔

گٹ دا ہیل آؤٹ آف ہیئر رائٹ ناؤ

ضحیٰ نے نرم لہجے میں اسے جانے کا اشارہ کیا۔

بلال اسے سنجیدگی سے دیکھ رہا تھا۔

آئی سیڈ ناؤ

ضحیٰ اب چلا اٹھی تھی۔

میرا ہسپتال ہے

بلال بالکل نہیں ہلا۔

جہنم میں لے جانا ساتھ اپنے

ضحیٰ نے بڑھ کر اس کا گریبان پکڑ کر اسے دور پھینکا۔ بلال جاکر دیوار کے ساتھ لگا۔

ضحیٰ

بلال کراہا تھا مگر ضحیٰ اسکی مدد کو نہیں گئی۔۔ اس کا صبر ختم ہوچکا تھا۔

اس کے سر میں پھر سے درد شروع ہوئی تھی۔ وہ جانے ہی لگی تھی کہ سر پکڑ کر وہیں بیٹھ کر کراہنے لگی۔

ٹھیک ہیں آپ کیا ہوا؟

بلال اپنا درد نظرانداز کرکے اسکی طرف بڑھا۔

اس کا سر پھٹنے لگا تھا۔۔ وہ بالکل ہل نہیں پارہی تھی۔

بلال نے اسے فوراً سے دوا کھلائی۔

اتنی سی بات پر اگر مار پیٹ پر آسکتی ہیں تو پریشان کیوں ہورہی تھیں؟

بلال نے پانی کا گلاس اس سے پکڑ کر رکھا۔

کیونکہ ہر دفعہ مار کھانے والا انسان غیر نہیں ہوتا۔۔ چھ سال کی دوستوں پر ہاتھ اٹھاؤں میں

اس نے چلا کر بلال کو دور کیا تھا

ہاتھ نہیں اٹھا سکتیں تو خود سوچیں یہ باتیں کیا ہیں؟ کسی کے منہ سے نکلنے والے الفاظ ضحیٰ خود سوچیں آپ مجھے بار بار کم ظرف کہیں۔۔ میرا سانس بند

ہوجائے گا؟ دھڑکن رک جائے گی؟ میں نے آپ کو اتنی دفعہ کم ظرف کہا۔
آپ کی سانس رکی؟ دھڑکن؟

بلال اسے سمجھانا چاہ رہا تھا۔

ضحیٰ اسکا طریقہ اور بات سمجھ گئی تھی۔ اس نے نفی میں سر ہلایا۔

تو پھر ان دو چیزوں سے زیادہ ضروری کیا ہے آپ کیلئے؟ باتیں جب تک سر پر نہ سوار کریں انکی کوئی حیثیت نہیں ہوتی ضحیٰ جب تک یہ سانسیں چل رہی ہیں یہ دھڑکن جاری ہے تب تک کچھ ضروری نہیں ہے۔۔ بات جان تب لیکر جائے گی جب دل پہ لیں گی۔۔ کسی نے کہا آپ کم ظرف ہیں اور آپ مان گئیں۔۔ خود پر بھی یقین نہیں تھا؟ آپ سے زیادہ وہ آپ کو جانتے ہیں؟ ضحیٰ ہم سے زیادہ ہمیں کوئی نہیں جانتا۔۔ ہمارے معاملات میں دوسروں سے زیادہ ہم خود سنجیدہ ہوتے ہیں۔۔ یہ اپنی زندگی کی ڈور اپنے ہاتھ میں رکھئے۔۔ ہم انسان ہیں۔۔ کسی کے پالتو کتے نہیں۔۔ کہ جہاں وہ ہمیں موڑے گا ہم مڑ جائیں گے

بلال نے فائلز اٹھائیں۔

یہ جان بوجھ کر کہا آپ نے مجھے کم ظرف؟

وہ اسے دیکھنے لگی۔

دیکھ رہا تھا کہ کیا واقعی دوسروں کی باتیں سوار کرتی ہیں سر پر

بلال نے تصدیق کی۔

یا اللہ

ضحیٰ بے حد شرمندہ ہوئی۔۔ وہ اسکی پریشانی دور کرنے کی کوشش کررہا تھا مگر ضحیٰ نے کیا حرکت کی اسکے ساتھ۔

بازو میں درد تو نہیں ہورہا؟

ضحیٰ نے بلال کو جب دور پھینکا تو دیوار کے ساتھ اسکی بازو زور سے لگی تھی۔

بلال نے نفی میں سرہلایا۔

اور اگلی دفعہ کوئی پریشانی ہو تو آجائے گا ہسپتال۔۔ ہم بیٹھ کر تحمل سے بات کریں گے۔۔ اور اپنے پیروں پر آئے گا۔۔ کسی کی بانہوں میں نہیں

بلال پھر سے سنجیدہ ہوا۔

جی؟

وہ اسکی بات نہیں سمجھی تھی۔۔ سمجھتی بھی کیسے۔۔ وہ تو بیہوش تھی جب اسے لایا گیا۔

بلال کچھ کہتا اس سے پہلے ہی کان کے ساتھ فون لگائے یحیٰی اندر داخل ہوا۔

ڈاکٹر التمش اور فجر پوچھ رہے ہیں کہ ضحیٰ کیلئے ڈیپریشن ریلیور لینی ہیں کیا؟

فون پہ شاید التمش تھا۔

اب ضرورت نہیں

بلال نے نگاہ ضحیٰ پر ڈالی تھی جو یحیٰ کو پہچاننے کی کوشش کررہی تھی مگر پہچانی نہیں۔۔ اور پہنچاتی بھی کیسے جب یحیٰ اسے ملا تھا تب وہ کچھ دیکھنے سننے کی حالت میں ہی نہیں تھی۔

تم ٹھیک ہو ضحیٰ؟

یحیٰ ضحیٰ کی طرف متوجہ ہوا۔

تم کون ہو؟

اثبات میں سر ہلاکر ضحیٰ نے پوچھا۔

وہی جسکی بانہوں میں صبح ہسپتال آئی ہیں آپ

فائلز لئے بلال وارڈ سے نکلا۔

ضحیٰ کو سانپ سونگ گیا تھا۔ یہ کس طرح کی تصویر بن رہی تھی اس کی بلال کے سامنے۔۔ وہ تو ایسی تھی ہی نہیں۔۔ وہ اسکی تمام بری باتیں ہی کیوں دیکھ رہا تھا۔۔ شرمندگی سے سر جھکائے وہ بس بلال کو جاتے دیکھنے لگی۔

التمش فجر اور ضحیٰ کو گھر لے آیا تھا۔۔ ضحیٰ کا موڈ خراب تھا اور فجر وجہ نہیں جانتی تھی۔۔ التمش اور فجر ایک نظر ضحیٰ کو دیکھتے اور پھر ایک دوسرے کو۔۔ ضحیٰ نے ان سے تب سے کوئی بات نہیں کی تھی۔

چلو میں چلتا ہوں اپنا خیال رکھنا تم دونوں اور کوئی بھی ضرورت ہو تو بتانا مجھے

التمش اب جانے کو اٹھا تھا۔

میں تمہیں باہر تک چھوڑ دیتی ہوں

فجر بھی اٹھی۔

آئندہ آؤ تو اکیلے آنا۔۔ کسی کو ساتھ نہیں لانا

ضحیٰ اٹھ کر جانے لگی تھی جب التمش نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے روکا۔

کیا مطلب ہے اس بات کا؟ اور تم تب سے اس لئے منہ بناکر بیٹھی ہو؟

التمش نے سوال کیا۔

میں تمہارے دوست کے بارے میں بات کررہی ہوں۔۔ مطلب شروع سے ہم تین ہیں نہ۔۔ تو تم اسے کیوں لائے؟

ضحیٰ نے التمش سے ہاتھ چھڑوایا۔

ضحیٰ میں تو اس لئے لایا تھا کہ کمپنی ملے گی

التمش نے وضاحت دینی چاہی۔

کمپنی؟ کس کیلئے؟ اپنے لئے؟ فجر کیلئے؟

ضحیٰ کے مزاج سخت خراب تھے۔

ضحیٰ

فجر سنجیدہ ہوئی۔

ہاں؟ کیا ہوا؟ بتاؤ؟

ضحیٰ نے تحمل سے پوچھا۔

تم دونوں کا تو کپل ہے نہ۔۔ تو پھر کس کیلئے کمپنی چاہئے تھی تمہیں؟

ضحیٰ نے لہجہ سخت کیا۔

ضحیٰ تم اکیلی رہنے لگ گئی تھی۔۔ ہم نہیں چاہتے تھے تم پریشان رہو ہمیں کچھ نہیں بتارہی تھی تو ہم نے سوچا کہ شاید کسی اور کے ساتھ شیئر کرلو۔

التمش نے وضاحت کی۔

التمش

ضحیٰ چلاتے ہوئے اسکے قریب آئی۔

میں کوئی کتا ہوں جسے تم لوگ جہاں بھیجو گے چلی جاؤں گی؟ یا کوئی بھیڑ بکری ہوں کہ کہیں بھی باندھ دوگے؟ تم لوگ میرے دوست ہو اور بہت اچھے دوست ہو۔۔ میں نہیں چاہتی تم لوگ میرے ساتھ یہ سب کرو۔۔ میں آزاد ہوں۔۔ میری اپنی زندگی ہے

ضحیٰ اسے دیکھتے ہوئے بولتی جارہی تھی۔

سہی کہتے ہیں ڈاکٹر بلال۔۔ تم لوگ میری زندگی کی ڈور اپنے ہاتھ میں لیکر اسے خراب کرنا چاہتے ہو

ضحیٰ مسلسل چلارہی تھی۔

فجر اور التمش اسے گھور رہے تھے۔۔ اس نے پہلے کبھی اس طرح سے بات نہیں کی۔ مگر اب ضحیٰ بات کو غلط طریقے سے سمجھی تھی اور غلط طریقے سے ہی اس نے بیان کی تھی۔۔ جو ٹھیک نہیں تھی۔

ضحیٰ کبھی تو کسی کو آنا ہی ہے نہ۔۔ اور کیا ہوجائے گا ایک دفعہ کوشش سے۔۔ اور ہم نے کون سی بات اتنی بڑھا۔۔۔

ضحیٰ نے التمش کو روکا۔

التمش خدا کا واسطہ ہے مجھے نہیں چاہئے کوئی بھی۔۔ میں خوش ہوں تم دونوں کے ساتھ ہی اور اگر تم لوگ نہیں خوش تو میں اکیلی رہ لیتی ہوں مگر میرے

سامنے کسی کو لا کر کھڑا نہیں کرو۔۔ میری یہ زندگی برباد ہوگئی ہے۔۔ ماں باپ سب کی طرف سے اذیتیں دیکھ چکی ہوں۔۔ میں اپنا مستقبل کسی کیلیئے خراب نہیں کرنا چاہتی التمش

ضحیٰ اسکے سینے پر ہاتھ مارتے بول ہی رہی تھی کہ پھر سے اسکے سر میں درد شروع ہوا۔ ضحیٰ نے زمین پر بیٹھ کر سر کو پکڑا تھا۔

ضحیٰ

التمش اور فجر فوراً اسکے پاس آئے۔

میں ٹھیک ہوں

ضحیٰ فوراً سے اٹھ کر اپنے کمرے میں گئی۔

التمش کی آنکھیں نم پڑیں۔۔ وہ اسے تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا مگر وہ دے رہا تھا۔ وہ ضحیٰ جسے انہوں نے کبھی پریشان نہیں دیکھا تھا وہ اب درد سے مر رہی تھی۔۔ وقت بدل چکا تھا۔۔ التمش التمش کرنے والی ضحیٰ اب اس پر چلا رہی تھی۔

التمش؟

فجر نے اسکے کندھے پر سر رکھا تھا۔

تم ضحیٰ کو دیکھو۔۔ میں چلتا ہوں

التمش تکلیف چھپاتے ہوئے مسکرا کر چلا گیا۔

فجر بھی اب پریشان ہوئی۔

بلیک بوٹس کے ساتھ بلیو جینز پر نیوی بلیو شرٹ پر گرے اوورکوٹ پہنے ہاتھ میں کیک لئے ڈیڑھ گھنٹے سے بلال کے کیبن میں بیٹھی ضحیٰ اسکا انتظار کررہی تھی۔۔ وہ اسے کل کیلئے شکریہ کہنا چاہتی تھی اور ساتھ ہی غلط فہمی بھی دور کرنا چاہتی تھی۔ مگر بلال کافی دیر سے آپریشن تھیٹر میں مصروف تھا۔

ضحیٰ وہاں بیٹھی بیٹھی بور ہونے لگی۔

دوپہر سے شام ہونے لگی تھی جب بلال کیبن میں آیا اور سامنے ضحیٰ کو پایا۔

السلام علیکم کیسی ہی آپ ضحیٰ؟

بلیو جینز کے ساتھ بلیک شرٹ پر وائٹ کوٹ اور منہ پر ماسک پہنے بلال اس کے سامنے آکر بیٹھا۔

میں بلکل ٹھیک ہوں اور آپ کا شکریہ کہنے آئی ہوں کل کیلئے

ضحیٰ نے کیک بلال کی طرف کیا۔

شکریہ والی کوئی بات نہیں ہے۔۔ میں نے اپنا فرض ادا کیا

بلال نے کیک واپس ضحیٰ کی طرف کیا۔

ضحیٰ کو غصہ آیا۔۔ بلکہ کافی زیادہ غصہ آیا۔۔ یہ کیا حرکت تھی بھلا۔

ضحیٰ خاموش ہوگئی۔

کیا ہوا؟ آپ پھر سے میری بات کو غلط سمجھ رہی ہیں؟

بلال نے خاموشی کی وجہ جاننی چاہی۔

یار ضحیٰ کیا سوچ کر تو یہاں آئی تھی

ضحیٰ نے خود کو کوسنا شروع کیا۔

ضحیٰ؟

بلال نے اسے پکارا۔

اچھا سوری۔۔ مجھے لگا میرے لئے سپیشل ٹریٹمینٹ تھا۔۔ معذرت

سامنے سے کیک اٹھا کر ضحیٰ نے پاس پڑی ڈسٹبن میں پھینکتے ہوئے کہا۔

ضحیٰ

بلال کو اس کی یہ حرکت بری لگی تھی۔۔ اور لگتی بھی کیوں نہ یہ کس طرح کا غصہ تھا جو رزق پہ اتارا گیا۔

اوورکوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے بغیر کوئی جواب دئے وہ وہاں سے جانے لگی۔

ضحیٰ کہاں جارہی ہیں؟

بلال نے اسے جاتے ہوئے پکارا۔

کوئی اچھا ڈاکٹر دیکھنے

ضحیٰ جو غلط فہمی دور کرنے آئی تھی اسی کو مزید بڑھانے کی کوشش کرنے لگی۔۔ وہ جانے کو بڑھی ہی تھی کہ ایک اور ڈاکٹر بلال کی خیریت دریافت کرتے ہوئے اندر آئی۔

اب زخم کیسا ہے تمہارا بلال؟

بلال کے منہ سے ماسک ہٹاتے ہی وہ پوچھنے لگیں تھیں۔۔ ضحیٰ وہیں رک کر دیکھنے لگی۔۔ بلال کے چہرے پر زخم تھے جو اس نے ماسک سے چھپائے تھے۔

میں ٹھیک ہوں فاطمہ

بلال اس سے دور ہوا تھا۔

یہ سب؟

ضحیٰ سے جب رہا نہ گیا تو وہ پوچھنے لگی۔

تھا کوئی پاگل ماڈل۔۔ آکر فضول لڑنے لگا ڈاکٹر بلال سے زبان سے تو بات ہوتی نہیں ہے ان لوگوں سے

فاطمہ نے ضحیٰ کو بتایا۔

ماڈل؟

ضحیٰ الجھی تھی۔

فاطمہ

کچھ نہیں ضحیٰ اور آپ بات سنیں میری

بلال اس سے پرانی بات کلیئر کرنا چاہتا تھا۔۔ ضحیٰ جتنی جذباتی تھی وہ کچھ دیر پہلے دیکھ چکا تھا۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ضحیٰ پھر سے سردرد سے بیہوش ہو۔۔ جس طرح وہ جانے لگی تھی بلال کی آئندہ شکل بھی نہ دیکھتی۔

اوہ اچھا تو یہ مس ضحیٰ ہیں

تو مس ضحیٰ آپ اپنے بوائے فرینڈ کو کلیئر کیوں نہیں کرتیں کہ بلال نے آپ سے کیا بات کی تھی۔۔ دیکھیں ہم ڈاکٹرز ہیں۔۔ ہمارا آپ کی پرسنل لائف سے کوئی تعلق نہیں ہے۔۔ ہمارے مشوروں کو غلط آپ خود لیں تو اس میں ہماری کیا غلطی ہے؟ سارے ہسپتال کے سامنے ہنگاما کرکے گیا ہے وہ۔۔ ڈاکٹر بلال کا چہرہ ہی۔۔

فاطمہ مزید کچھ کہتی اس سے پہلے ہی بلال نے اسے روکا۔

ڈاکٹر فاطمہ آپ بہت بول چکی ہیں۔۔ آپریشن تھیٹھر آپ کا منتظر ہے

بلال نے اسے جانے کا کہا۔۔ منہ بناتے ہوئے وہ چلیں گئیں مگر ضحیٰ کے پیروں تلے زمین کوئی کھا گیا۔

میرا کوئی بوائے فرینڈ نہیں ہے۔۔ کون آیا تھا؟ ایک منٹ۔۔ ماڈل تو التمش

التمش آیا تھا؟

ضحیٰ سنجیدہ ہوئی تھی۔

ضحیٰ میری بات سنیں ایسا کچھ بھی نہیں ہے جو آپ سوچ رہی ہیں

بلال کو ضحیٰ نے روکا۔

التمش آیا تھا؟

ضحیٰ نے بلال کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

ضحیٰ ایک غلط فہمی ہے بس

بلال نے وضاحت کرنا چاہی۔

التمش آیا تھا کہ نہیں؟

ضحیٰ تقریباً چلائی۔

التمش آیا تھا لیکن ایسی۔۔۔

بلال کے اتنا کہتے ہی ضحیٰ غصے میں اس کے کیبن سے نکلی۔۔ بلال اسے پکارتا

رہا مگر وہ نہیں سن رہی تھی۔۔ بار بار ضحیٰ کا مزاق بنتا جارہا تھا اور اسے یہ چیز کھارہی تھی۔

کل رات ہی اس نے بتایا تھا کہ اپنی زندگی میں مداخلت نہیں پسند اسے کسی کی بھی۔۔ پھر بھی التمش نے وہی کیا۔۔ ضحیٰ جاتے ہوئے کسی جنگلی شیرنی کی طرح لگ رہی تھی۔

آدھے گھنٹے میں ٹیکسی سے وہ التمش کے گھر کے باہر پہنچی۔۔ ضحیٰ کا غصہ اب بھی عروج پر تھا۔ گال غصے سے لال پڑ گئے تھے۔۔ اوورکوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ دروازے کے قریب کھڑی کچھ سوچنے لگی۔

تھا کوئی پاگل ماڈل۔۔ آکر فضول لڑنے لگا ڈاکٹر بلال سے زبان سے تو بات ہوتی نہیں ہے ان لوگوں سے مس ضحیٰ آپ اپنے بوائے فرینڈ کو کلیئر کیوں نہیں کرتیں کہ بلال نے آپ سے کیا بات کی تھی۔۔ دیکھیں ہم ڈاکٹرز ہیں۔۔ ہمارا آپ کی پرسنل لائف سے کوئی تعلق نہیں ہے۔۔ ہمارے مشوروں کو غلط آپ خود لیں تو اس میں ہماری کیا غلطی ہے؟ سارے ہسپتال کے سامنے ہنگامہ کرکے گیا ہے وہ۔۔ ڈاکٹر بلال کا چہرہ ہی۔۔

التمش آیا تھا

آپ اپنے بوائے فرینڈ کو کلیئر کیوں نہیں کرتیں

سانس خارج کرتے ہوئے ضحیٰ نے زمین پر دیکھنے کے بعد دوبارہ سے نظر اٹھا کر التمش کے گھر پر نگاہ ڈالی۔۔ وہ جانتی تھی وہ اگر اندر گئی تو بہت کچھ خراب ہوسکتا ہے۔۔ لیکن اگر وہ یہیں سے واپس چلی گئی تو اپنی زندگی خراب کرنے کا حق وہ خود دے گی سب کو۔۔ اور یہی وہ نہیں چاہتی تھی۔

ضحیٰ نے ٹھنڈی آہ بھر کے خود کو سنبھالا اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔

ضحیٰ التمش کے گھر میں پہلے بھی آچکی تھی۔۔ تو وہ جانتی تھی کہ اس کا کمرہ کہاں ہے۔۔ وہ اسے پکار کر خبردار نہیں کرنا چاہتی تھی اسی لئے وہ خاموشی سے اس کے کمرے میں داخل ہوئی جہاں وہ ڈریسنگ کے سامنے بلیک جینز کے ساتھ وائٹ شرٹ پر بلیک ویسٹ کوٹ پہنے کھڑا تیار ہورہا تھا

اب کہاں جارہے ہو تم؟

ضحیٰ نے خود کو قابو میں رکھتے ہوئے اس کے پیچھے کھڑے ہوکر سوال کیا۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو؟

التمش ضحیٰ کو دیکھ کر حیران تھا۔۔ اس لئے نہیں کہ وہ اس کے گھر آئی تھی بلکہ اس لئے کہ ضحیٰ اور التمش کی کل رات ہونے والی بحث کے بعد یہ ملاقات ناممکن تھی۔

میرے بھائی کا گھر ہے میری مرضی میں جب مرضی آؤں

ضحیٰ التمش کے بیڈ پر جا بیٹھی تھی۔۔ ضحیٰ میں اچانک اتنی تبدیلی التمش کی برداشت سے باہر تھی۔

کیا مطلب؟

التمش نے حیران ہوتے ہوئے رخ اس کی طرف کیا۔

کیوں؟ بہن نہیں مانتے ہو کیا؟

ضحیٰ اب اسے گھورنے لگی۔

میں نے ایسا نہیں کہا ضحیٰ۔۔ تمہارے اچانک آنے کی وجہ پوچھی ہے۔۔ اور فجر کہاں ہے؟

التمش اب مکمل اس کی طرف متوجہ ہوا۔

کل رات مجھ سے بحث کے بعد تم ہسپتال گئے تھے؟

ضحیٰ بیڈ سے اٹھ کر اس کے قریب آ کھڑی ہوئی۔

یہ پوچھنے آئی ہو؟

التمش نے ڈریسنگ پر بیٹھ کر ضحیٰ کی طرف رخ کیا۔

گئے تھے؟

اوورکوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ اب اسکی باتوں سے بیزار ہونے لگی۔

جب خبر پہنچ گئی ہے تم تک تو مجھ سے کیوں پوچھنے آئی ہو؟

التمش طنزیہ مسکرایا۔

میرے تک خبر نہیں پہنچی۔۔ میں خود گئی تھی۔۔ اور تم سے وجہ پوچھنے آئی ہوں۔۔ کیوں مارا تم نے ڈاکٹر بلال کو؟

ضحیٰ سنجیدہ ہوئی۔

کیوں گئی تھی تم؟ اور یہ ڈاکٹر بلال ڈاکٹر بلال سن سن کر تنگ آگیا ہوں میں ضحیٰ بار بار بار بار اسے لیکر کیوں آجاتی ہو میرے سامنے؟ ہے کون یہ

التمش تلخ ہوا۔

التمش

ضحیٰ چلائی تھی۔

کیا التمش؟ ہاں؟ ضحیٰ چھ سال سے میں ہوں تمہارے ساتھ میں نہیں نظر آرہا؟ میں برا سوچوں گا تمہارا؟ دشمن ہوں؟ چھ سال کا التمش نہیں دکھ رہا۔۔ کل کا بلال نظر آنے لگ گیا۔۔ اور رہی بات مارنے کی۔۔

ہاں مارا ہے میں نے اسے۔۔ مارا ہے اور سب کے سامنے مارا ہے۔۔ اور آئندہ بھی تم اس کے ساتھ نظر آئی ضحیٰ۔۔ یا اسکی حمایت میرے سامنے کی تو میں وہی کروں گا جو میں نے کل رات کیا ہے۔۔ سمجھی تم

التمش نے جھنجھوڑ کر اسے دور کیا۔

یہ سب اس یحیٰ کی وجہ سے ہے نہ؟ یہ اتنی نفرت اتنی غلاظت جو تم میں بھرتی جارہی ہے۔۔ یہ اسی کی وجہ سے ہے نا؟

اس کی آنکھیں نم ہوئیں۔۔ التمش نے کبھی اس سے اونچی آواز تک میں بات نہیں کی تھی اور آج وہ اس پر چلارہا تھا۔۔ اسے جھنجھوڑ رہا تھا۔

ضحیٰ

التمش کو احساس ہوا تھا کہ وہ زیادہ کہہ گیا ہے۔

تمہیں پتا ہے التمش۔۔ دودھ کب خراب ہوتا ہے؟ جب اس میں ایک خراب چھینٹ پڑ جاتی ہے۔۔ خراب ہوجاتا ہے دودھ رشتہ بھی اسی دودھ کی طرح ہوتا ہے۔۔ غلط فہمی۔۔ جھوٹ۔۔ دھوکے کی چھینٹ سے خراب ہوجاتا ہے۔۔ اور ہاں سچ۔۔ بعض اوقات کوئی تیسرا انسان بھی اس چھینٹ کا کردار ادا کرکے رشتہ خراب کردیتا ہے

وہ بے بسی سے مسکرائی۔

بلال کے بارے میں کیا خیال ہے تمہارا؟ وہ بھی تو اسی چھینٹ کا کردار ادا کر رہا ہے

التمش آج اس سے ہارنے والا بالکل نہیں تھا۔

میری زندگی ہے التمش۔۔ تم کوئی نہیں ہو مجھے روکنے والے۔۔ میری زندگی تمہارے لحاظ سے بالکل نہیں چلے گی۔۔ مجھے کیا کرنا ہے کیا نہیں اسکا فیصلہ تم نہیں کروگے التمش میری چھوڑ کر اپنی زندگی پر توجہ دو تو زیادہ بہتر ہوگا تمہارے لئے

اس کی آواز سارے کمرے میں بلند ہونے لگی۔

ضحیٰ بس کرو بہت بدتمیز ہوتی جارہی ہو تم

وہ ایک اور لفظ کہتی اس سے پہلے ہی التمش نے بڑھ کر اسے زوردار تھپڑ مار کر زمین پر پھینکا۔

وقت تھم گیا تھا۔۔ التمش اور ضحیٰ اب ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔۔ کچھ دیر کی خاموشی کے بعد ضحیٰ خود کو سنبھالتے ہوئے پھر سے اس کے سامنے کھڑی ہوئی۔

التمش۔۔ چھ سال کا میرا بھائی۔۔ التمش اب مزید انسان نہیں رہا۔۔ وہ درندہ بن چکا ہے۔۔ اسے معلوم ہوگیا ہے کہ جہالت کیسے دکھائی ہے۔۔ مبارک ہو مسٹر التمش

آپ عورت پر ہاتھ اٹھانا سیکھ چکے ہیں۔۔ اب مرد بن چکے ہیں آپ

نم آنکھوں سے وہ اس وقت یہی کہہ پائی۔

ضحیٰ میری بات۔۔۔

التمش شرمندہ تھا مگر یہ شرمندگی کس کام کی؟

اللہ شکل نہ دکھائیں تمہاری دوبارہ مجھے

نم آنکھوں سے کہتی وہ فوراً سے نکلی۔۔ التمش میں ہمت نہ تھی کہ وہ اس کے پیچھے جاکر اس سے معافی مانگ لیتا۔۔ جذبات میں آکر وہ غلطی کر تو چکا تھا مگر اب پچھتاوا اس کے کسی کام کا نہ تھا۔۔ کتنی خوبصورتی سے اس نے اپنا چھ سال پرانا رشتہ خراب کیا۔۔ کتنی خوبصورتی سے اس نے ضحیٰ جیسی بہن کو خود سے دور کیا۔۔ ایک زندہ دل کو مار کے

مسئلے سارے حل ہوجاتے ہیں جب تک زبان اور ہاتھ کو قابو میں رکھا جائے۔۔ مگر سب کے قابو میں ہاتھ اور زبان کہاں رہتی ہے۔ یہی تو مشکل کام ہے ایسے ہی تو نہیں زبان کی ضمانت دینے پر جنت کی خوشخبری دی گئی۔۔ لیکن جنہیں اللہ اور اس کے رسول کے احکامات پر چلنا ہوتا ہے انکے لئے اللہ آسانیاں بھی پیدا فرماتے ہیں۔

پارک میں بیٹھی مسلسل آسمان کو دیکھتے ضحیٰ اپنی سوچوں میں کھوئے جارہی تھی۔۔ وہ جتنا اپنے مسئلوں سے نکلنے کی کوشش کرتی کوئی نہ کوئی نیا مسئلہ اسکے سامنے نمودار ہوجاتا۔ وہ سب سہتے سہتے تھک چکی تھی۔۔ زندگی بلاشبہ پھولوں

کی سیج نہیں ہوتی۔۔ لیکن ایک پودے میں ہزار کانٹے ہوں۔۔ اور صرف ایک پھول ہو۔۔ تب اسے پھولوں والا پودا نہیں کہا جاتا۔۔ شاید کیکٹس کہتے ہیں۔۔ زندگی میں مسئلے ہوں تو بات ٹھیک ہے۔۔ مگر مسئلوں میں جو تھوڑی بہت سی زندگی ہوتی ہے پھر یہ تو نا انصافی ہے نہ

ضحیٰ کی آنکھیں جلنے لگیں تھیں۔۔ وہ اب رونا نہیں چاہتی تھی۔۔ چہرے پر ہاتھ رکھ کے سر جھکا کر وہ لمبے لمبے سانس خارج کرنے لگی ہی کہ کالے برقعے میں ملبوس ایک لڑکی اس کے قریب آکر بیٹھی۔

السلام علیکم؟

وہ اسے بلانا چاہتی تھی۔

وعلیکم السلام۔

ضحیٰ نے فوراً سے خود کو نارمل کرتے ہوئے سر اٹھا کر اسے جواب دیا۔

میرا نام دعا ہے۔۔ میں اپنی بیٹی کو یہاں پارک میں کھلانے لائی ہوں۔۔ آپ یہاں بیٹھیں تھیں تو سوچا کچھ بات چیت کرلوں

دعا نے مسکراتے ہوئے بات کا آغاز کیا۔

میں ضحیٰ ہوں۔۔ ضحیٰ کمال۔۔ اچھا لگا آپ سے مل کے

ضحیٰ کو لوگ پسند نہیں تھے مگر اس میں اسکا کوئی قصور نہیں تھا۔۔ جس انسان

کو بچپن سے لوگوں۔۔ محبتوں۔۔ رشتوں کی قلت رہے۔۔ اسے عادت ہوجاتی ہے لوگوں سے دور رہنے کی پھر۔۔ اور تب جب لوگ نہیں چاہئے ہوتے زندگی میں تو بہت ملتے ہیں۔

ضحیٰ۔۔ آپ کو پتا ہے قرآنِ پاک میں سورۃ الضحیٰ میری سب سے پسندیدہ سورۃ ہے۔۔ کیونکہ اللہ پاک نے چڑھتے دن اور اندھیرا پھیلاتی رات کی روشنی کی قسم لیکر فرمایا ہے کہ اس نے اپنے بندے کو نہیں چھوڑا

مسکراکر آنکھ مارتے ہوئے دعا نے بتایا۔

ضحیٰ اس سب کے بارے میں زیادہ نہیں جانتی تھی۔۔ مگر وہ یہ بات اسے بتا نہیں سکتی تھی۔۔ تو جواباً وہ بس مسکرائی۔

آپ یہاں روز آتی ہیں ضحیٰ؟ کیونکہ میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا آپ کو

اس نے پھر سے ایک سوال کیا۔

نہیں میں جب کبھی پریشان ہوتی ہوں تو آتی ہوں یہاں

ضحیٰ نے اب رخ بدلا۔

اوہ۔۔ تو آپ پریشان ہیں

دعا لہجے میں مزید نرمی لائی۔

ضحیٰ نے مسکراکر اثبات میں سر ہلایا۔۔ دعا اتنی بھی بری نہیں تھی۔۔ بلکہ

ضحیٰ کے آس پاس موجود لوگوں سے تو بہتر ہی تھی۔

کوئی بات نہیں ضحیٰ۔۔ اللہ سب ٹھیک کردیں گے

دعا نے مسکراتے ہوئے اسے تھپکی دی۔

ضحیٰ نے تسلی بھری نگاہ دعا پر ڈالنے کے بعد مسکرا کر پھر سے رخ بدلا۔

کچھ دیر وہ دونوں خاموش رہیں۔۔ ضحیٰ دعا کو جانے کا وقت دے رہی تھی اور دعا ضحیٰ کو سکون سے اسے محسوس کرنے کا۔

تو آپ نہیں جارہی ہیں؟

ضحیٰ کو الجھنیں پسند نہیں تھیں۔۔ ہر بات اور چیز اسے سلجھی ہوئی پسند تھی۔۔ تبھی تو وہ منافقت سے دور تھی۔

آپ کچھ بول نہیں رہی مگر میرے پاس بیٹھی ہیں۔۔ مجھے اس بات سے سکون مل رہا ہے۔۔ اتنا بھی نہیں کرسکتیں آپ میرے سکون کیلئے؟

دعا کچھ لمحات میں ہی اس کا یقین حاصل کرچکی تھی۔

سب اپنا اپنا غصہ مجھ پر نکالتے ہیں۔۔ جس کا کہیں بھی بس نہیں چلتا وہ بھی آکر مجھے سنا دیتا ہے۔۔ مجھے بھی غصہ آتا ہے انکی ان تمام حرکتوں پر۔۔ لیکن میں۔۔ میں ان رشتوں کو نہیں کھوسکتی۔۔ اور باتیں سہہ جاتی ہوں۔۔ میں

نہیں بتاتی کہ مجھے برا لگا ہے یا مجھے غصہ آیا ہے۔۔ مگر تکلیف ہوتی ہے مجھے ضحیٰ اب سب اگلنے لگی تھی۔۔ اب اسے پرواہ نہیں تھی کے اسے پرکھا جائے گا یا اس کے راز فاش کیئے جائیں گے۔

ماشاءاللہ ضحیٰ پھر تو آپ پہلوان ہوئیں

دعا کے چہرے پر حیرت کے تاثرات صاف ظاہر تھے۔

ک کیا؟

ضحیٰ نے نا سمجھتے ہوئے کہا۔

میرا مطلب ہے کہ

حضرت ابوہریرہ (رض) نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ طاقتور آدمی پہلوان نہیں ہوتا صحابہ کرام (رض) نے عرض کیا اے اللہ کے رسول پھر طاقتور کون آدمی ہے آپ ﷺ نے فرمایا جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھ سکے(یعنی غصے پر قابو رکھے۔۔ خود پر قابو رکھے)

صحیح مسلم 2609

کتاب 45۔۔ حدیث 140

کتاب 32۔۔ حدیث 6313

تو ہوئی نہ تم بھی پہلوان

دعا نے بھنویں اچکاتے ہوئے تصدیق چاہی۔

لیکن دعا میرا تب دل کرتا ہے میں انکا منہ نوچ لوں۔۔ کس طرح وہ یہ سب مجھے کہتے ہیں۔۔ انہیں کیوں احساس نہیں ہے

ضحیٰ اب مکمل طور پر اسکی طرف متوجہ ہوئی۔

یہ والی غلطی مت کرنا میری جان۔۔ تمہیں پتا ہے۔۔ اگر انسان ایک نیکی کرلے تو ضروری نہیں کہ وہ نیکی ہمیشہ اس کے ساتھ رہے۔۔ بلکہ اگر وہ کوئی بڑا گناہ کرلیتا ہے تو اسکی وہ نیکی مٹا دی جاتی ہے۔ نیکی کرنے سے زیادہ نیکی بچانا ضروری ہوتا ہے اور اگر تم ان لمحات میں اپنی زبان سے کچھ کہہ دو اور انکی دل آزاری ہوجائے تو پتا ہے تمہارے لئے کتنا بڑا خسارہ ہے۔۔ پتا ہے ہمارے نبی ﷺ نے کیا فرمایا ہے اس بارے میں؟

آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

صحیح البخاری 10

کتاب 2۔۔ حدیث 3

والیم 1۔۔ کتاب 2۔۔ حدیث 10

دیکھو۔۔ مسلمان انسان تب بنتا ہے جب زبان اور ہاتھ سے دوسروں کو اذیت نہ دیتا ہو

دعا نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

ضحیٰ اب خاموش ہوگئی۔۔ اس کیلئے یہ لوگ اور یہاں کی لڑائیاں ضروری نہیں تھیں۔۔ بلکہ مسلمان ہونا ضروری تھا۔۔ اللہ کے احکامات ضروری تھے۔۔ ہمیشہ رہنے والی زندگی ضروری تھی۔

اور اس سب سے جو پھر تکلیف ہوتی ہے؟

ضحیٰ نے اب دعا کی طرف دیکھا تھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

اس کے بھی بدلے میں اجر ہے۔۔ اللہ جب ایمان والوں کی کوششیں ضائع نہیں فرماتے تو کیسے ممکن ہے کہ وہ صبر سے سہی جانے والی تکلیفیں نظرانداز کردیں بلکہ

آپ ﷺ نے فرمایا کسی مومن آدمی کو جو کوئی بھی مصیبت پہنچتی ہے یہاں تک کہ اگر اسے کوئی کانٹا بھی چبھتا ہے تو اس کے بدلے میں اس کے گناہ کم کر دیئے جاتے ہیں یا اس کے گناہوں کا کفارہ کردیا جاتا ہے۔

صحیح مسلم 2572

کتاب 45۔۔ حدیث 64

کتاب 32۔۔ حدیث 6240

دیکھ لو کتنا خوبصورت دین اور کتنے پیارے اللہ ہیں۔۔ جو تکالیف ہمیں اپنی وجہ سے بھی پہنچتی ہیں ان پر بھی ہمیں اجر ملتا ہے

دعا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

پھر میں تو پکی جنتی ہوں

ضحیٰ بھی مسکرائی تھی۔۔ دعا کی باتوں نے اسے کافی ہمت دی تھی۔

ان شاء اللہ۔۔ اللہ ہمیں اہلِ جنت میں سے بنائے۔۔ آمین

وہ دونوں مسکراتے ہوئے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگیں

شکریہ دعا

ضحیٰ اب بہتر محسوس کرنے لگی تھی۔

شکریہ کس لئے۔۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا تو ہمیں حکم ہے۔۔ بلکہ مجھے اچھا لگا تم نے مجھے سنا۔۔ پتا ہے کوئی پریشان ہو اور اسے دین کی بات بتاکر سمجھانے لگو تو وہ بیزار ہوکر اٹھ جاتا ہے۔۔ اسی طرح انکی پریشانیاں بڑھتی رہتی ہیں مگر وہ اللہ کے احکامات سے مسائل نہیں سلجھاتے۔۔ جبکہ اگر دوگھڑی سن لیا جائے تو سکون ہی سکون ہوتا ہے

دعا سنجیدہ ہوئی تھی۔

آپ یہاں روزانہ آتی ہیں؟

ضحیٰ کو وہ اچھی لگی۔۔ وہ اس سے مزید ملنا چاہتی تھی۔

روزانہ

دعا پھر سے مسکرائی۔

میں آپ سے ملنے آیا کروں گی اب روز

ضحیٰ اسے آنکھ مارتے ہوئے اٹھی۔

مکر مت جانا ضحیٰ

اسے سن کر اچھا لگا۔

اللہ حافظ

جواباً وہ مسکراکر پھر سے چل پڑی۔۔ دعا کی باتوں نے اسے کافی حوصلہ اور سکون دیا جو اس کیلئے بہت ضروری تھا۔

اوورکوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے سر جھکا کر مسکراتے ہوئے وہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھی جب اسکی نظر گاڑی پارک کرتے بلال پر پڑی۔

بلیک جینز کے ساتھ گرے شرٹ پر بلیک جیکٹ پہنے وہ کسی فلم کے ہیرو سے کم نہیں لگ رہا تھا۔ بلال پر نظر ڈالتے ہی ضحیٰ نے فوراً الٹے پیر چلنا شروع

کیا مگر بلال اسے دیکھ چکا تھا۔

ضحیٰ؟ ضحیٰ بات سنیں میری پلیز

بلال دوڑتے ہوئے اس کے پاس آیا۔

ضحیٰ نے مزید تیز چلنا شروع کیا۔

ضحیٰ

بلال نے اب اسے آگے سے جاکر روکا۔

آپ کیوں ناراض ہیں مجھ سے؟ میں نے اگر آپ کو تکلیف دی ہے تو آپ معاف کردیں مجھے پلیز؟

بلال اس کے سامنے سیدھا کھڑا تھا۔

ہر مریض کے پیچھے یونہی بھاگتے ہیں آپ؟ میرا نہیں خیال کے ڈاکٹرز کے فرائض میں یہ سب بھی آتا ہے

اوورکوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ اس کے سامنے کھڑی تھی۔

وہ میں سوچ رہا تھا کہ کہیں آپ کو محبت نہ ہوجائے مجھ سے اسی لئے تب کہا تھا آپ کو میں نے وہ سب

بلال نے مسکراتے ہوئے کہا۔

شکل دیکھی ہے آپ نے اپنی؟

ضحیٰ نے لہجہ سخت کیا۔

اچھا خاصا معصوم اور پیارا ہوں میں۔۔ اب معاف کردیں؟

بلال نے التجا کی۔

معاف کردیا۔۔ اب جائیں

کہہ کر ضحیٰ چلنے لگی۔

چلا جاؤں گا لیکن میری پہلی بات کا تو جواب دیں۔۔ واقعی نہیں ہوسکتی مجھ سے محبت؟

بلال بھی اب ضحیٰ کے ساتھ چلنے لگا۔

جس انسان کو ہمیشہ محبت کیلئے ترسایا گیا ہو۔۔ آپ کو لگتا ہے اسے محبت ہو سکتی ہے؟

ضحیٰ نے بلال کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

میرے خیال میں وہی انسان محبت سہی سے کرسکتا ہے۔۔ اس کی محبت لالچ۔۔ جھوٹ۔۔ دھوکے۔۔ ہوس سے پاک ہوتی ہے۔۔ اسکے احساسات پاک ہوتے ہیں۔۔ جذبات پاک ہوتے ہیں۔۔ کوئی ایسا مل جائے تو میرا نہیں خیال کہ اور کچھ چاہیئے ہوتا ہے دنیا میں

مسکراتے ہوئے وہ ضحیٰ کے قدموں کے ساتھ قدم لے رہا تھا۔

یعنی پھر آپ کو محبت ہورہی ہے مجھ سے؟

ضحیٰ لمحے بھر کو رکی۔

آپ نے شکل دیکھی ہے اپنی؟

قہقہہ لگا کر وہ آگے کو بھاگا تھا۔

بلال

چلاتی ہوئی ضحیٰ بھی اس کے پیچھے بھاگی۔

مزاق کررہا تھا میں۔۔ سچ میں

بلال نے رک کر لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے کہا۔

کسی کے سامنے آپ کا منہ نہیں کھلتا ہے اور مجھے باتیں سناتے ہیں

ضحیٰ نے بلال کے بازو پر زوردار تھپڑ مارا۔

جواباً بلال مسکرایا۔۔ اسے یوں لمبے لمبے سانس لیتے دیکھ کر ضحیٰ بھی مسکرانے لگی۔

بے شک اللہ رلاتا ہے تو ہنساتا بھی ہے۔۔ مگر بات یقین کی ہے

رات کی تاریکی اور ٹھنڈک ہر طرف پھیل گئی۔۔ سارے گھر کی لائٹس آف کرکے وہ ٹی وی لاؤنج کے درمیان پڑے صوفے پر بے سدھ پڑی تھی۔ سامنے موجود میز پر چار پانی کی خالی بوتلیں پڑیں تھیں۔۔ فون کی سکرین مسلسل جگمگارہی تھی۔۔ شاید کسی کا فون تھا جو وہ اٹھا نہیں رہی تھی۔

فون مسلسل پانچ منٹ بجنے کے بعد بند ہوا مگر اسے اٹھایا نہ گیا۔۔ کچھ لمحات بعد اسکی آخری گھنٹی سن کر وہ ہوش میں آئی اور آرام سے اٹھ کر بیٹھی۔۔ الجھے بالوں کو چہرے سے ہٹاکر اس نے میز سے بوتل اٹھا کر پانی کا ایک اور گھونٹ بھرا۔۔ اس نے فون تک دیکھنے کی بھی زحمت نہیں کی۔۔ بوتل واپس میز پر رکھ کر اب وہ گھٹنوں میں منہ دئے کچھ سوچنے لگی۔۔ یوں اندھیرے میں الجھے بالوں اور بگڑی حالت میں بیٹھے سوچتے ہوئے وہ بہت خوفناک لگنے لگی۔۔ کوئی اچانک اسے دیکھتا تو یقیناً اسکی دوبارہ آنکھ یا تو ہسپتال میں کھلتی یا البرزخ میں۔

اب اسے خود بھی اس اندھیرے سے خوف آنے لگا۔۔ مگر اتنی بھی ہمت باقی نہیں تھی کہ اٹھ کر لائٹس آن کی جا سکیں۔۔ بالکل اسی لمحے کسے نے مین گیٹ کھولنا شروع کیا۔۔ اب خوفناک آواز اسکے کانوں کے گرد شور کرنے لگیں۔۔ ان آوازوں سے اب وہ ڈرنے لگی۔۔ فجر کی سانس بحال ہوئی ہی تھی کہ مین گیٹ کھول کر اب کوئی اندر داخل ہونے لگا۔

اس نے چلانا چاہا مگر آواز ساتھ نہیں دے رہی تھی۔۔ وہ سہم کر بیٹھنے لگی تبھی سامنے ضحیٰ گنگناتے ہوئے ہاتھ میں کیک لئے لائٹس آن کرکے چلتے ہوئے اسی کے قریب آرہی تھی۔

تم سے دوستی کرنے سے اچھا ہے بندہ ایک کتا پال لے۔۔ ایٹلیسٹ آکر دروازہ تو کھول دیا کرے گا نہ۔۔ اور یہ لائٹس آف کرکے بنگالی باجی کیوں بنی ہوئی ہو بہن؟

ضحیٰ نے کیک میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

ت تم آئی ہو

فجر نے درد بھری سانس خارج کی۔

ماشاءاللہ دروازہ کھولنے تو کیا آنا ہے محترمہ میرے آنے پر بھی افسوس کررہی ہیں۔۔ اور یہ کلفٹن والے تمہیں پانی مفت بھیج رہے ہیں جو اتنا پانی پی رہی ہو؟

ضحیٰ نے کیک میز پر رکھ کر میز پر موجود پانی کی بوتلیں پکڑتے ہوئے کہا۔

تم کہاں تھی اب تک؟

فجر نے جواب دئیے بغیر سوال کیا۔

میں باہر سیر و تفریح کیلئے گئی تھی۔۔ کیک لائی ہوں اپنے لئے

ضحیٰ نے صوفے سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔

فجر اب اسے گھورنے لگی۔

اچھا نہ۔۔ تم بھی لیلینا۔۔ لیکن زیادہ نہیں فجر۔۔ بے شک تم میری دوست ہو لیکن یہ کیک والا مزاق نہیں ہے ہم میں

ضحیٰ مہربان ہوئی تھی۔

میرے خیال میں تمہیں سکول بلایا تھا انہوں نے ٹیچنگ کیلئے

فجر کے چہرے پر غصہ اور پریشانی صاف ظاہر تھی۔

ایک پیسہ ہی تو ہے جو میرا باپ وافر مقدار میں بھیج رہا ہے مجھے۔۔ باقی ذمہ داریاں کب وہ پوری کرتا ہے۔۔ میرا موڈ نہیں جاب کرنے کا

ضحیٰ نے آنکھیں موندھیں۔

ضحیٰ

فجر دوبارہ سے وہی گلے شکوے نہیں سننا چاہتی تھی۔

یار دفعہ کرو۔۔ جیسا چل رہا ہے چلنے دو۔۔ تھوڑی سی زندگی ہے۔۔ وہ بھی ایسی شہ کے پیچھے بھاگنے میں ضائع کردوں جو ہاتھ ہی نہیں آرہی۔۔ مجھے صرف گانا آتا ہے۔۔ اس کے علاوہ کوئی کام نہیں۔۔ اور بھئی یہ بچے نہیں ہوتے مجھ سے ہینڈل

ضحیٰ نے بیزار ہوتے ہوئے کہا۔

لیکن ضحیٰ تم

فجر کچھ کہتی اس سے پہلے ہی ضحیٰ نے اسے چپ کروایا۔

یہ حالت کیا بنائی ہوئی ہے تم نے اپنی؟ اور اتنا سارا پانی؟

ضحیٰ اب اٹھ کر بیٹھی تھی۔

کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد فجر نے بولنا شروع کیا۔

پانی پینے سے ڈیپریشن ختم ہوتا ہے۔۔ میں نے سنا تھا اس لئے پیا

فجر نے رخ بدلتے ہوئے کہا۔

کیا ہوا کوئی پریشانی ہے؟

ضحیٰ نے فوراً سے سوال کیا۔۔ اسے خوف تھا کہ اگر التمش نے فجر کو سب بتادیا تو فجر بھی ضحیٰ سے دور ہوجائے گی اور وہ یہ نہیں چاہتی تھی۔

جنت کی البم ریلیز ہورہی ہے۔۔ اس کیلئے گانے لکھنے ہیں

فجر نے ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے کہا۔

تو؟

ضحیٰ کو تجسس ہوا۔

تو یہ کہ میں نے لکھنے ہیں۔۔ خود کیوں نہیں لکھ رہی ہے وہ؟ ہر دفعہ ہر جگہ اسکا ہر کام اگر ہم نے ہی کرنا ہے تو کر کیا رہی ہے یہ لڑکی اس دنیا میں۔۔ ہمیشہ یہی تو ہوتا ہے۔۔ کسی کام کی نہیں ہے جنت۔۔ کوئی ٹیلینٹ نہیں ہے اس میں۔۔ مگر پھر بھی ہر دفعہ قسمت اسکا ساتھ دیتی ہے اور وہ بازی لے جاتی ہے۔۔ ضحیٰ ہر دفعہ تو نہیں ہوتا نہ ایسے یار۔۔ کبھی تو۔۔ کبھی تو ہمیں بھی موقع ملے اپنا ٹیلینٹ دکھانے کا۔۔ اپنی محنت دکھانے کا۔۔ کب تک جنت ہمارے سروں کو سیڑھیاں بناکر اوپر چڑھتی جائے گی؟ کب تک ہمارا ٹیلینٹ۔۔ ہماری محنت اسکے نام سے پیش کی جائے گی سب کے سامنے؟

فجر نے بھڑاس نکالی۔

اسے سن کر ضحیٰ کو چپ لگ گئی تھی۔۔ جنت جنت کرنے والی جنت کے اتنے خلاف ہوگئی۔۔ وہ بھی ایک لمحہ میں۔۔ جنت کیلیئے تو اس نے ضحیٰ کو کم ظرف کہہ دیا تھا۔۔ تو اب اتنی نفرت کہاں سے آگئی اس کے خلاف۔

تو تم منع کردو فجر

ضحیٰ کو جو مناسب لگا اس نے کہا۔

میری جاب ہے اور یہی پہلا کام ہے۔۔ منع کردیا تو نکال دیں گے

فجر کی پریشانی تھکاوٹ کی صورت میں اس کے چہرے پر عیاں تھی۔

جنت سے کہدو کہ نہیں کرنا تمہیں یہ

ضحیٰ نے پھر سے ایک حل بتایا۔

دماغ خراب ہے؟ نفرت کرنے لگے گی وہ مجھ سے اور کیا فائدہ پھر سب برداشت کرنے کا؟ جنت ہم سے دور نہ ہو اس کیلیئے کیا کیا نہیں کیا۔۔ اندر سے مرتی رہی لیکن چہرے پر مسکراہٹ ہمیشہ رکھی کہ اسے کچھ برا نہ لگے۔۔ میں تھک گئی ہوں ضحیٰ۔۔ یہ کیسی دنیا ہے۔۔ یہ کیسے لوگ ہیں۔۔ میں ترس گئی ہوں اپنے ماں باپ دیکھنے کو۔۔ آواز سننے کو۔۔ کس منحوس شوق میں گھر چھوڑ کر آئی تھی اس خواب کیلیئے۔۔ کس طرح کا خواب تھا جو زندگی چھین گیا مجھ سے میری۔۔ یہ کیا زندگی ہے ماں باپ سے دور یار

فجر بس رو دینے کو تھی۔

فجر

ضحیٰ اسے تسلی دینا چاہتی تھی مگر یہ واحد دکھ تھا جس میں تسلی نہ ممکن تھی۔

ضحیٰ مجھے سمجھ آچکی ہے کہ یہ چیزیں نہیں ضروریں۔۔ یہ لوگ یہ خواب یہ عیاشیاں۔۔ یہ سب ضروری نہیں ہے۔۔ یہ دنیا کی زندگی اتنی خوبصورت اور آسان نہیں ہے جتنی گھر کی کھڑکی سے لگتی ہے۔۔ بابا کی جھونپڑی بھی محل تھی۔۔ اپنے سائے میں انہوں نے کبھی دھوپ نہیں لگنے دی ہمیں۔۔ مشکلات آتی رہتی تھیں لیکن اماں ہمیں آسانیاں بتاکر سلادیا کرتی تھیں۔۔ کبھی پسینہ

نہیں بہا تھا اور اب خون بہہ رہا ہے۔۔ یقین کرو اگر زندگی میں مجھ سے کبھی کوئی کچھ بھی پوچھے تو میں یہی کہوں گی کہ ماں باپ سے زیادہ ضروری نہیں ہوتا کچھ بھی۔۔چیخ چیخ کر کہوں آپ کے اپنے خواب بھی نہیں۔۔

جہاں انہیں ناراض کرنا پڑے اپنی خوشی کیلیئے تو ہنسی خوشی پیچھے ہٹیں۔۔ ایسا کام ٹھیک ہوتا ہی نہیں ہے کبھی بھی جس میں والدین کی رضا مندی نہ ہو۔۔ کبھی نہ کبھی کوئی نہ کوئی خرابی نکل ہی آتی ہے۔۔ بتاؤ کون ہے۔۔ کون ہے وہ جو کہتا ہو کہ میں نے اپنے والدین کو ناراض کر کے یہ کام کیا تھا اور میں کامیاب بھی ہوں اور سکون میں بھی۔۔ یہ دنیاوی غلاظتیں انسان کو سکون سے نہیں رہنے دیتیں۔۔ یہ لذتیں بہت بری طرح سب چھین لیتی ہیں۔۔ یہ لذتیں بہت بری طرح چھین لیتی ہیں سب ضحیٰ۔۔ پھر چاہے کسی کام کی ہو یا انسان کی۔۔ اب چھین لیتی ہیں یہ لذتیں

فحر کی گال سے اب آنسو اس کی گود میں گرنے لگے۔

سب ٹھیک ہوجائے گا فجر

ضحیٰ بھی پریشان ہوچکی تھی۔

ضحیٰ کیا ٹھیک ہوگا؟ والدین کی نافرمانی کرنے والے کامیاب نہیں ہوتے۔۔ جب انسان والدین کے سامنے نہیں جھکتا تو یہ دنیا اسے اپنے سامنے جھکا لیتی ہے۔۔ پھر چاہے چھ سال بعد ہی کیوں نہ جھکائے۔۔ سب ٹھیک ہوجائے گا تو

سب ویسا تو نہیں ہوگا نہ جیسے پہلے تھا۔۔ یہ غلطیاں یہ نافرمانیاں دلوں میں رہتی ہیں یار۔۔ انسان نہیں بھلاتا یہ سب۔۔ وہ بس زبان سے مطمئن کرواتا ہے کہ ہاں ہم پہلے جیسے ہوجائیں گے۔۔ ورنہ زندگی کے ہر موڑ پر اسے وہی سب یاد آتا ہے

فجر کہہ کر پھر سے رونے لگی۔

فجر۔۔ تم پریشان ہو۔۔ یہ کیک کھالو تھوڑا سا۔۔ موڈ ٹھیک ہوتا ہے اس سے ۔۔ اور جاؤ سوجاؤ۔۔ میں تمہارے لئے بہت سی دعا کروں گی۔۔ سب ٹھیک ہوجائے گا

کیک تھماتے ہوئے ضحیٰ نے اسے حوصلہ دیا۔

کچھ دیر رونے کے بعد وہ کیک لیکر خاموشی سے کمرے میں چلی گئ۔

کاش تمہاری طرح مجھے بھی کسی نے روکا ہوتا۔۔ تمہیں تو نافرمانیوں کی سزا ملی ہے۔۔ مگر مجھے؟

کاش میرے پاس بھی ایک امید ہی ہوتی کہ کبھی نہ کبھی تو میں بھی اپنے والدین کو اکھٹے دیکھوں گی۔۔ قریب سے نہیں تو دور سے ہی انہیں دیکھ لیتی۔۔ امی کو دیکھ

فجر کے جاتے ہی اس نے خودکلامی کرنا شروع کی۔۔ فجر کی باتیں اسے شدت

سے احساس دلا گئیں تھیں کہ اس کی زندگی میں کیا کمیاں ہیں۔۔ فجر جو انہیں دور سے دیکھنے پر بھی شکر نہیں کر رہی تھی ضحیٰ کیلیئے یہی ایک دیدار بہت تھا۔

بعض اوقات وہ چھوٹی چھوٹی چیزیں جنہیں ہم لالچ میں آکر دیکھتے نہیں کسی کیلیئے بیش قیمتی ہوتی ہیں۔

شاید یہی وجہ ہے کہ اپنے سے کمتر لوگوں پر غور کرنے سے شکر پیدا ہوتا ہے انسان میں۔

صوفے پر بیٹھی وہ اب پریشانی میں رونے لگی تھی لیکن اسے چپ کروانے کیلیئے ضحیٰ نہیں تھی۔۔ ضحیٰ کو بھی ضحیٰ کی ضرورت تھی۔

مگر ہائے یہ خسارہ

⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜

نیوی بلیو جینز کے ساتھ وائٹ شرٹ پر بلیو منی کوٹ پہنے وہ کافی شاپ میں بیٹھی مسلسل سامنے موجود شخص سے بات چیت میں مصروف تھی۔۔ کچھ لمحات بعد جب انکی گفتگو ختم ہوئی تو سامنے موجود شخص اٹھ کر جانے لگا۔۔ فجر نے اٹھ کر اسے رخصت کرنے کے بعد سکون کا سانس لے کر کافی کا کپ پینے کیلیئے اٹھایا۔۔ مگر سکون اتنی آسانی سے میسر نہیں ہوتا۔۔ بلیک پشاوری چپل کے ساتھ سفید شلوار قمیض پر گندمی شال دونوں اطراف سے آگے کو پھینکے وہ اس کے سامنے آکھڑا ہوا۔۔ فجر نے کافی کپ پکڑے نگاہ اٹھاکر دیکھا تو سامنے

وہی شخص تھا۔۔ وہی جو اسے کچھ دن پہلے مل چکا تھا۔۔ وہی قاتل جس سے فجر خوفزدہ ہوئی تھی۔

مصطفیٰ مصطفیٰ جلال

یہاں کیا کررہی ہیں آپ

بارعب آواز میں کہتے ہوئے وہ کرسی کھینچ کر اس کے سامنے آبیٹھا۔

فجر کی سانسیں الجھیں۔۔ وہ کچھ نہ کہہ سکی۔

ہم پوچھ رہے ہیں یہاں کیا کرنے آئی ہیں

مصطفیٰ کے لہجے میں اب سختی آئی۔

میں یہاں۔۔۔

فجر بس اتنا ہی کہہ پائی۔۔ اسے پھر سے وہ خون سے لت پت لاش اور کٹا سر یاد آنے لگا۔

آپ یہاں کیا کررہی ہیں اور یہ خبیث کون تھا

مصطفیٰ نے اب فجر کی آنکھوں میں دیکھنا شروع کیا۔۔ چہرہ رحم سے خالی تھا۔

میں جارہی ہوں

کافی دیر ہمت کرنے کے بعد فجر وہاں سے اٹھتے ہوئے بولی۔

یہاں کیا کرنے آئی تھیں

مصطفی نے ساقط بیٹھے ہاتھ جیب میں ڈال کر گن نکال کر میز کے بیچ و بیچ رکھی۔

فجر خوفزدہ ہو کر بیٹھ گئی۔۔ وہ ابھی اپنا سر نہیں کٹوانا چاہتی تھی۔

میں یہاں کام کے سلسلے میں آئی تھی۔

ڈرتے ہوئے آہستہ آہستہ فجر نے بتانا شروع کیا۔

اور یہ کون تھا؟

لہجے میں سختی برقرار تھی۔

یہ باس کا اسیسٹنٹ

فجر کی آواز نرم پڑی۔

تو یہ کون سا ایسا کام ہے جو باہر کیفے میں آکر ہوتا ہے؟ پہلی ملاقات میں آپ کی انا دیکھ کر مجھے لگا تھا کہ باوقار عورت ہونگی۔۔ لیکن نہیں۔۔ آپ یہاں آکر لڑکوں سے ملتی ہیں یہ سب کرنے نکلتی ہیں آپ گھر سے

مصطفی کے لہجے میں نفرت اور سختی بڑھتی جارہی تھی۔

ایسی بات

اس پر یہ الفاظ بجلی کی طرح گرے۔

نام کیا ہے آپ کا

فجر کو سنے بغیر اس نے سوال کیا۔

فجر

خوف لہجے میں عیاں تھا۔

والدین کہاں ہوتے ہیں آپ کے؟

فجر کو دیکھتے وہ مسلسل سوال کررہا تھا۔

وہ یہاں نہیں ہوتے۔۔ وہ ملتان میں

فجر نے ہمت کرکے اس کا بھی جواب دینا چاہا۔

اوہ تو اسی لئے یہ سب حرکتیں کرتی ہیں آپ۔۔ کوئی دیکھنے سننے والا نہیں ہے اس لئے

میز پر بازو رکھے اس نے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں پھنسائیں۔

دیکھیں آپ بہت زیادہ بولتے جارہے ہیں

فجر کی برداشت جواب دے چکی تھی۔

مصطفیٰ کچھ کہتا اس سے پہلے ہی فجر کی سکرین جگمگائی۔۔ سکرین پر التمش کا نام

نمودار ہوا۔

میں بول رہا ہوں یا آپ کے حالات ایک کو بھیج چکی ہیں ایک آنے کو تیار ہے

مصطفی نے فجر کا فون پکڑ کر اسے دکھایا۔

میرا فون واپس کریں

ہاتھ بڑھا کر فجر نے اپنا فون واپس مانگا۔

اسکا لاک کھولیں

مصطفی نے فون فجر کی طرف پھینکتے ہوئے کہا۔

نہیں میں نہیں

فجر کچھ کہتی اس سے پہلے ہی مصطفی نے گن پکڑ کر اسے صاف کرنا شروع کیا۔

ہم اپنی بات کو بار بار نہیں دہراتے فجر میڈم

مصطفی نے اب گن کا رخ اسکی جانب کو کیا۔

فون کا لاک کھول کر فجر نے مصطفی کی طرف کیا۔۔ خوف اب آنسوؤں کی صورت آنکھوں میں ٹہلنے لگا۔

کچھ دیر فجر کا فون چیک کرکے اس نے واپس فجر کی طرف پھینکا۔۔ چہرے پر تھوڑی خوشی آئی۔

آپ کے والد صاحب کا نمبر یاد کرلیا ہے ہم نے۔۔ کرواتے ہیں ٹھیک آپ کو۔۔ چلیں اب گھر چھوڑیں آپ کو

مصطفیٰ نے اسے اٹھنے کا اشارہ کیا۔

کیا؟ کیا بکواس ہے دیکھیں آپ نے جو پوچھا میں نے جواب دیا مگر بابا تک نہیں جائیں۔۔ یقین کریں میں یہاں صرف کام کے سلسلے میں آئی تھی۔۔ اس کے علاوہ میرا کوئی

فجر کو پھر سے ٹوک دیا گیا۔

بار بار کہنا نہیں پسند ہمیں فجر۔۔ چلیں شاباش

مصطفیٰ نے ایک بار پھر گن دکھاتے ہوئے اٹھنے کا اشارہ کیا۔

اب کی بار فجر اٹھ کھڑی ہوئی۔۔ مصطفیٰ نے بھی اپنی جگہ چھوڑی۔

اگلی دفعہ یہ گندی نظریں لیکر گھر سے نکلو تو ساتھ ایک سیاہ چادر بھی پکڑتے لانا۔۔ تاکہ جسے تم لوگ دیکھ رہے ہو اسے ڈھانپا جاسکے

دونوں ہاتھ کمر پر باندھ کر وہ رکا۔

فجر کے کچھ دور چلتے ہی اس نے قریب میز پر موجود دو لڑکوں سے کہا جو فجر

کو بار بار دیکھ رہے تھے۔

فجر مڑ کر دیکھنا چاہتی تھی مگر ہمت نہیں تھی۔

فجر کو جیپ میں بٹھا کر خود بیٹھنے سے پہلے اس نے گردن سے کسی کو اشارہ کیا۔۔ فجر نے نظریں چرا کر دیکھا تو کچھ لوگ انہی دو لڑکوں کو گھسیٹتے ہوئے لے جارہے تھے۔۔ فجر کی ایک بار پھر سے سانس اٹکی۔۔ وہ اب اس انسان کے ساتھ دو لمحے نہیں رکنا چاہتی تھی مگر اس کے ساتھ اسے سفر کرنا پڑ رہا تھا۔۔ وہ نہیں جانتی تھی اب انکے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔۔ کٹا ہوا سر اور لت پت لاش اسکے سامنے صاف موجود تھی۔

جیپ میں بیٹھ کر مصطفی نے ایک نظر فجر پر ڈالی۔۔ جو خوف سے سہمی تھی۔۔ ہلکی سی مسکراہٹ اس کے چہرے پر پھیلی۔۔ ساتھ ہی اس نے فوراً سے اپنے چہرے کا رخ موڑا۔

ضحیٰ اور التمش کی آوازیں پورے گھر میں گونجنے لگیں۔۔ دونوں اطراف سے چیخ وپکار نے گھر کا ماحول عجیب کر رکھا تھا۔

ابھی صبح ہی جب وہ ناشتہ کرکے فارغ ہوئی تو بلیک جینز کے ساتھ اسنو گرے شرٹ پر وائٹ کوٹ پہنے وہ اس کے گھر میں داخل ہوا تھا۔۔ جسے دیکھ کر ضحیٰ اپنی برداشت کھو بیٹھی۔

التمش دفعہ ہوجاؤ یہاں سے مجھے نہیں بات کرنی تم سے

دروازہ کھول کر چلاتے ہوئے ضحیٰ نے التمش کو جانے کا کہا۔

ضحیٰ خدا کیلیۓ میری بات سن لو ایک دفعہ

التمش نے آگے بڑھ کر دروازہ بند کیا۔

التمش فوراً چلے جاؤ یہاں سے۔۔ میں شکل تک نہیں دیکھنا چاہتی تمہاری

ضحیٰ نے خود پر قابو رکھتے ہوئے پھر سے کہا۔

نہیں جاؤں گا میں یہاں سے ضحیٰ۔۔ جب تک نہیں سنوگی نہیں جاؤں گا۔۔
ایک دفعہ بات سن لو میری

التمش نے آواز میں تیزی لائی۔

بتاؤ کیا بات ہے

ضحیٰ نے التمش کو پیچھے کی جانب دھکیلا۔

ضحیٰ بلال نہیں ہے تمہارے

التمش کچھ کہتا اس سے پہلے ہی ضحیٰ نے اسے پھر سے روکا۔

التمش تم نہیں فیصلہ کروگے کہ میرے لئے کیا ٹھیک ہے اور کیا نہیں۔۔ سمجھ رہے ہو تم یہ بات؟ اور میرا نہیں خیال کہ کسی سے بات چیت کرنے کیلیۓ

اسکا میرے لئے ٹھیک ہونا ضروری ہے

ضحیٰ نے سختی سے کہا۔

بات چیت تک نہیں ہو تم لوگ ورنہ تم صرف بات چیت کی وجہ سے مجھ سے دور نہ ہوتی ضحیٰ۔۔ بات۔۔۔

التمش اب زور زور سے بولنے لگا۔

التمش تم مجھے بتاؤ گے کہ میرے ساتھ کیا چل رہا ہے؟ اور اس سوچ کو اپنے تک رکھو مجھ تک لیکر آنے کی ضرورت نہیں ہے

ضحیٰ نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

میری بات سنو ضحیٰ

آئندہ اگر میں نے تمہیں بلال کے ساتھ دیکھا۔۔ یا دیکھا کہ تم مجھ سے اس کی وجہ سے لڑ رہی ہو تو یقین کرو میں جان لیلوں گا اس انسان کی

التمش نے دروازہ بند کرکے اسے دروازے کے ساتھ زور سے لگایا۔۔ دروازے کا لاک ضحیٰ کی بازو چیرتا ہوا نکلا۔

تم یہ سب مجھے پہلے بتا چکے ہو اور مجھ پر کوئی اثر نہیں ہے اس سب کا

خون اب ضحیٰ کی بازو سے زمین کو بہنے لگا۔

دوبارہ بتانے کی ضرورت نہیں پڑھنی چاہیئے۔۔ چھ سال تم دونوں سے بے پناہ محبت کی ہے میں نے۔۔ ہر لمحہ میسر رہا ہوں۔۔ آخر میں یہ صلہ ملے اس لئے نہیں کیا تھا سب۔۔ چھ سال تم دونوں کی حفاظت اس لئے نہیں کی کہ کسی بھی غلط انسان کے ساتھ گھومتی رہو گی۔۔ ہر وہ انسان جو میرا تم لوگوں کے ساتھ رشتہ خراب کرے گا اس سے دور رکھوں گا میں تم لوگوں کو

ضحیٰ کا منہ بھینچتے ہوئے التمش اس سے دور ہوا۔

تمہارا دماغ خراب ہوگیا ہے التمش

ضحیٰ کے سر میں پھر سے درد اٹھی۔۔ فوراً سے سر کو پکڑے وہ زمین پر بیٹھی۔

ضحیٰ تم ٹھیک ہو میں نہیں کرنا چاہتا تھا یار یہ سب۔۔ میں اس دن تمہیں تھپڑ بھی نہیں مارنا چاہتا تھا۔۔ آج یہ سب بھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔ ضحیٰ تم میری پیاری گڑیا ہو۔۔ میری چھوٹی بہن ہو میں کیسے تمہیں اپنی زندگی خراب کرنے دے سکتا ہوں تم سمجھ رہی ہو نہ مجھے

التمش نے اس کا سر سہلانا شروع کیا۔۔ مگر بازو سے خون مسلسل بہہ رہا تھا۔

ضحیٰ کا درد بڑھتا جارہا تھا۔۔ وہ التمش کو کوئی جواب نہ دے رہی تھی۔

التمش کچھ کہتا اس سے پہلے ہی دروازہ پھر سے کھلا۔۔ اب کی بار فجر تھی۔۔

فجر جو کچھ دیر ہونے والے واقعے سے پریشان اور بیزار تھی سامنے کا منظر دیکھ کر اور الجھ گئی۔

ضحیٰ یہ کیا ہوا ہے تمہیں

ضحیٰ کو یوں دیکھ کر فجر کی تو جان گئی۔۔ وہ فوراً سے اس کے قریب آکر بیٹھی۔

ان دونوں کو جواب دئے بغیر ضحیٰ فوراً وہاں سے نکلی۔۔ سر سے ہاتھ اٹھا کر اب اس نے زخمی بازو پر رکھا۔

التمش

ضحیٰ کے جاتے ہی فجر نے التمش کو غصے اور حیرت سے دیکھا۔۔ وہ سب جاننا چاہتی تھی۔۔ اور التمش اسے سب بتانے پر رضامند بھی تھا۔

زخمی ہاتھ اور خون سے بھری شرٹ کے ساتھ ضحیٰ پارک پہنچی۔۔ ہاتھ سے خون مسلسل بہتا جارہا تھا جسے وہ بار بار شرٹ سے صاف کررہی تھی۔۔ شدتِ درد اور نم آنکھیں لئے وہ جاکر بینچ پر بیٹھی۔

کچھ دیر آنسوؤں کو خوب بہانے کے بعد اس نے ٹھنڈی آہ بھری۔۔ درد کی شدت بڑھی تھی مگر خون کا بہاؤ کم ہوا۔

جیب سے فون نکال کر پھر سے نصرت صاحب کی قوالی کے ساتھ ہیڈفونز لگاکر اس نے آنکھیں موندیں۔

بند آنکھوں سے کچھ دیر بعد آنسو گود میں گرنے لگے۔۔ ایک لمبا سانس لینے کے بعد آنکھیں کھول کر اس نے ہیڈفونز نکال کر دور پھینکے۔ وہ اپنے اندر کے شور کو موسیقی سے بہلا نہیں پارہی تھی۔

میرے ساتھ ہی کیوں ہمیشہ؟

ٹھنڈی آہ بھر کر اس نے آسمان کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا

میرے ساتھ ہی کیوں اللہ جی؟

آنکھوں سے بہتے آنسو ایک لمحہ کو رکے۔

میرے ہی ساتھ کیوں اللہ جی

اب وہ قریب پڑا فون دور پھینکتے ہوئے چلائی۔

آپ نے پہلے مجھ سے میری ماں چھینی۔۔ ٹھیک اسی کے بعد میرا باپ مجھے کسی اور کے ساتھ دکھنے لگا۔۔ تین سال کی بچی اللہ جی جس نے ابھی اپنی ماں کھوئی ہی تھی اسی کا باپ اسے کسی اور کے ساتھ دکھنے لگا۔۔ اور صرف دکھنے ہی نہیں لگا۔۔ ہنسی خوشی دکھنے لگا۔۔ میرے گھر سے ہی نکال دیا مجھے۔۔ جہاں میری ماں کی یادیں تھیں۔۔ وہ جگہ چھین لی گئی مجھ سے اللہ جی

بینچ سے اٹھ کر وہ پارک کے بیچ و بیچ کھڑی ہوکر آسمان کی طرف دیکھ کر چِلانے لگی۔

بابا مجھے چچا کے حوالے کر کے خود اپنی دنیا میں مگن ہوگئے۔۔ اور ایسے مگن ہوئے اللہ جی کہ بھول ہی گئے کہ مجھے کہاں۔۔ کن حالات میں کن لوگوں میں چھوڑ گئے ہیں

آپ کو پتا ہے چچی اپنے بچوں کو کچھ نہیں کہتی تھیں۔۔ شہزادیاں تھیں وہ۔۔ کچن کے سنک سے لیکر گھر کا گند تک مجھ سے صاف کروایا کرتی تھیں۔۔ کپڑوں پر چھینٹیں پڑ جاتی تھیں اور چچی دوسرے کپڑے بھی نہیں پہننے دیتی تھیں۔۔ ہاتھ گندے ہوجاتے تھے۔۔ پھر ان سے کھانا بھی کھانے کا دل نہیں کرتا تھا۔۔ یتیم تو نہیں ہوئی تھی میں۔۔ پھر یہ یتیمی کیوں سہنی پڑی مجھے؟

روتے ہوئے اب وہ آہستہ آہستہ گھٹنوں کے بل نیچے بیٹھی۔

چچی کا بیٹا جس کی پھر نظر مجھ پر پڑنے لگی۔۔ چچی کو پتا چلا اور جب انہیں محسوس ہوا کہ اب انکے مستقبل کو خطرہ ہے مجھ سے تو مجھے ایک دفعہ پھر سے بے گھر کردیا گیا۔ کیوں؟

آواز میں تیزی آئی۔

سکول میں بچے مجھے تنگ کیا کرتے تھے میرے گندے یونیفارم کی وجہ سے۔۔ کبھی کوئی انہیں منع نہیں کرتا تھا۔۔ مزاق بنتا رہا میرا۔۔ یتیموں کا تو یونیفارم

ایسا ہی ہوتا ہے نہ؟ پھر بھی مجھے یہ سب کیوں کرنا پڑا برداشت؟

گال سے ٹپکتا آنسو اب اس نے صاف کیا۔

کوئی دوست نہیں بناتا تھا مجھے۔۔ یتیم تھی نہ۔۔ گریڈز بھی اچھے نہیں تھے۔۔ اور کیسے ہوتے؟ گھر کے کاموں سے نکالتا کوئی تو پڑھتی نہ میں۔۔ لوگوں کی نفرتیں کیوں دیکھنی پڑیں پھر؟

آسمان کو دیکھتے اب وہ چلارہی تھی۔

بہت مشکل سے فجر اور جنت ملیں۔۔ جنکے ساتھ ایک خواب دیکھا میں نے۔۔ آواز ہی تو اچھی تھی اور تھا کیا مجھ میں۔۔ چھ سال جس خواب کیلئے خون بہایا۔۔ اللہ جی۔۔ وہ بھی تباہ ہوگیا۔۔ خواب تو توڑا ہی توڑا میری دوست چھن گئی مجھ سے

چلاتے ہوئے آنسوؤں میں روانی آئی۔

سب جنت کا قصور تھا اللہ جی۔۔ سب اسی کا قصور تھا۔۔ دھوکے باز۔۔ منافق۔۔ جھوٹی سب تھی وہ۔۔ مگر یہ سب کہنے پر بھی فجر نے مجھے سنائیں۔۔ میں کم ظرف ہوگئی یہ سب کہنے سے اور جب کل وہ خود ہی یہ سب کہہ رہی تھی تو؟ تب نہیں تھی وہ کم ظرف؟

چلاتے ہوئے اب اس نے ہاتھ زمین پر مارنا شروع کیا۔

میری ہی زندگی پر میرا ہی اختیار نہیں ہے کون مجھ سے ملے گا کون نہیں۔۔ اسی چیز کا فیصلہ نہیں کرسکتی میں؟ اگر سب کے مطابق ہی رہنا ہے میں نے تو مجھ سے یہ زندگی لیلیں۔۔ اگر ان سانسوں پر کسی دوسرے کا حق ہے تو یہ سانسیں لیلیں۔۔ اگر ان آنکھوں کو کسی دوسرے کی مرضی سے استعمال کرنا ہے تو یہ بینائی لیلیجئے۔۔ اگر یہ زبان کسی اور کی خواہش سے چلے گی تو یہ آواز چھین لیجئے۔۔ اگر یہ کان صرف وہ سنیں گے جو کوئی دوسرا انہیں سنانا چاہتا ہے تو میری قوتِ سماعت لیلیں اللہ۔۔ یہ سب واپس لیلیں مجھے اتنی مشکل اور دوسروں کے ہاتھ میں دی گئی زندگی نہیں گزارنی۔۔ آپ ہر دفعہ ہر دفعہ صرف میرے ہی ساتھ کیوں کرتے ہیں یہ سب میں ہی کیوں؟ اللہ جی صرف میں ہی کیوں؟ کیا کروں؟ مرجاؤں؟ آپ ماردیں نہ۔۔ خود مروں گی تو بھی طرح طرح کے الزامات لگیں گے مجھ پر۔۔ میں تھک گئی ہوں۔۔ میں تھک گئی ہوں مالک۔۔ میں تھک

آنسو اب حلق میں پھنس کر آواز کو باہر آنے کی اجازت نہیں دے رہے تھے۔

زمین پر دونوں ہاتھ رکھے سر جھکائے وہ زور زور سے رونے لگی۔۔ اس تیز دھوپ میں اس کی آواز سننے کو کوئی موجود نہ تھا۔۔ پسینہ اس کے گلے سے بہنے لگا۔۔ بار بار چہرے پر آنے والے بال اسے مزید اذیت دے رہے تھے۔

میرے ساتھ چلو ضحیٰ

کالے برقعے میں ملبوس وہ اس کے چہرے سے بال ہٹاتی ہوئی بولی۔

ضحیٰ نے آواز پر نظر اٹھا کر دیکھا تو وہ دعا تھی۔

ضحیٰ نے اسے دیکھ کر پھر سے سر جھکایا۔

ایسے حالات میں اگر کوئی آپ کے پاس آتا ہے تو وہ اللہ کی طرف سے مدد ہوتی ہے میری جان

دعا نے ضحیٰ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

مدد نہیں چاہیئے

آنسو صاف کرکے وہ خود کو سنبھالتے ہوئے اٹھی۔

ہمت تو چاہیئے نہ؟

آگے بڑھ کر ضحیٰ کا ہاتھ تھامتے ہوئے وہ اسے لے جانے لگی۔

ضحیٰ خاموشی سے اس کے ساتھ چلتی جارہی تھی جب دعا نے اسے گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بٹھایا۔

بلال اسے بینڈیج کردو

ضحیٰ کے قریب بیٹھ کر دعا نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے بلیو جینز پر بلیک شرٹ

پہنے بلال کو مخاطب کیا۔ ضحیٰ نے نظر اٹھا کر دیکھا تو وہ واقعی بلال تھا۔

آپ دونوں؟

حیرت سے وہ یہی کہہ سکی۔

بلال بھائی ہے میرا۔۔ ڈاکٹر ہے۔۔ تم فکر نہیں کرو۔۔ تمہارا زخم ٹھیک ہوجائے گا۔۔ بلال کی طرف ہاتھ بڑھاؤ

دعا نے اسے اشارہ کیا۔۔ یقیناً وہ دونوں اس کی تمام باتیں سن چکے تھی۔

ضحیٰ ایک نظر دعا کو دیکھتی اور ایک نظر بلال کو جو خاموشی سے ڈیش بورڈ سے فرسٹ ایڈ کٹ نکال کر اسکی طرف مڑا۔

یہ بھی میرے ہی ساتھ ہونا تھا

کھڑکی سے باہر نگاہ ڈال کر اس نے اپنی قسمت کو کوسنا شروع کیا۔

میں ٹھیک ہوں

شرمندگی میں وہ بس یہی کہہ پائی۔۔ مگر ٹھیک تو وہ آج واقعی نہیں تھی۔۔ اور یہ بات اسکی آنکھیں اور زخم دیکھ کر کوئی بھی بتادیتا۔

دعا کچھ کہتی اس سے پہلے ہی بلال نے ضحیٰ کا بازو کھینچ کر زخم صاف کرنا شروع کیا۔۔ بغیر کچھ بولے بغیر کچھ کہے اسکی آنکھیں بتارہی تھیں کہ وہ کس قدر خفا ہے۔۔ مگر آج پھر سے ضحیٰ وجہ نہیں جانتی تھی۔

بلال آرام سے

بلال کی سختی دیکھ کر دعا فوراً سے بولی۔

بہت سخت جان ہیں یہ۔۔ کچھ نہیں ہوتا انہیں۔۔ مر بھی جائیں گی تو کسی کو نہیں پتا چلے گا۔۔ قبر سے آوازیں دے رہی ہونگی کہ میں ٹھیک ہوں میں ٹھیک ہوں

بلال کے لہجہ میں خفگی صاف ظاہر تھی۔

بلال

دعا نے اسے آنکھیں دکھائیں۔

کیا ہوجائے گا اگر آپ کسی کو بتادیں گی کہ آپ ٹھیک نہیں ہیں؟ ضحیٰ ہر انسان پرفیکٹ نہیں ہوتا۔۔ سب کو مسئلے مسائل ہوتے ہیں۔۔ میں جانتا ہوں آپ کو مزاق بنوانا نہیں پسند۔۔ غموں کا اشتہار نہیں لگوانا چاہتی۔۔ مگر ضحیٰ ہر انسان ایک جیسا نہیں ہوتا۔۔ اپنے ہی اندر زہر بھرتی جائیں گی تو مرجائیں گی۔۔ خدا کا واسطہ ہے یہ سب نہیں کریں اپنے ساتھ۔۔ ہمدردی نہیں پسند ہمدردی نہیں پسند تو کیوں کرواتی ہیں ایسے حادثات جہاں ہمدردی ہو؟

بلال اسے غصے سے دیکھنے لگا۔

میں جان بوجھ کر نہیں کرواتی یہ سب۔۔ میں نہیں چاہتی میرے ساتھ یہ سب

ہو۔۔ لیکن میرے ساتھ خود ہوتا ہے۔۔ میں پاگل ہوں جو تکلیف دوں خود کو

ہاتھ چھڑواتے ہوئے اس نے چہرے کا رخ موڑا۔۔ آنسوؤں میں پھر سے روانی آئی۔

بلال کیوں غصہ کررہے ہو ضحیٰ پر۔۔ پہلے پریشان ہے وہ

دعا نے بلال کو جھڑکا۔

یہی تو میں سمجھا رہا ہوں کہ کوئی غلط بات نہیں ہے اگر آپ ٹھیک نہیں ہیں۔۔ رونے سے کچھ نہیں ہوتا۔۔ آنسو بری چیز نہیں ہیں۔۔ مسائل انسان کو تب کمزور کرتے ہیں جب وہ آپ کی ذات کو قابو میں کر کے آپ کے ذہن میں الجھنیں بناکر آپ کے دل کو سیاہ کرکے آپ کی زبان سے زہر اگلواتے ہیں۔۔ کسی بیوقوف انسان پر یقین کرکے اسے بتادیا کریں۔۔ وہ اسی لئے بیٹھا ہوتا ہے۔۔ اپنی فکر نہیں ہوتی تو آس پاس والوں کی کرلیا کریں

بلال کے کہتے ہی ضحیٰ نے پھر سے اپنا ہاتھ کھینچا۔

ضحیٰ اب ایک اور بار کھینچیں۔۔ یقین کریں یہی مار لگاؤں گا اور ایسی لگاؤں گا کہ بھول جائیں گی ساری تکالیف

بلال نے اب اس کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ کر دوا لگائی۔

یہ بھی کرلیں۔۔ ویسے بھی کیا ہے پاس۔۔ بچی کچی عزت ہی تو ہے

ضحیٰ نے شکوہ کیا۔

بلال کا دل چاہا تھا کہ وہ اسے زوردار تھپڑ لگائے۔۔ وہ خود کے ساتھ واقعی زیادتی کررہی تھی۔

ضحیٰ کیا تم نے جو سب کچھ کھودیا۔۔ کبھی اللہ سے مانگا ہے؟ کبھی کسی چیز یا انسان کیلئے پہلے سے ہی اللہ سے دعا کی ہے؟ اسے کھونے سے پہلے اللہ سے اسے پانے کی التجا کی ہے؟

دعا اب ضحیٰ کی طرف متوجہ ہوئی۔

نہیں

بغیر سوچے سمجھے اس نے فوراً سے کہا۔۔ وہ تینوں تو جدوجہد میں اتنی مصروف تھیں کہ انہوں نے اللہ سے تو رابطہ کیا ہی نہیں۔۔ جس کے اختیار میں سب ہے کبھی اس کے سامنے تو سر جھکایا ہی نہیں۔

تو اپنی ضروریات کس سے پوری کرواتی تھی؟

دعا نے پھر سے سوال کیا۔۔ بلال ان دونوں کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔

ادھر ادھر سے

ضحیٰ کے لہجے میں نرمی آئی۔۔ وہ شرمندہ ہونے لگی۔

سورۃ الرعد میں اللہ فرماتے ہیں۔

قُلۡ مَن رَّبُّ السَّمَاوَاتِ وَالۡاَرۡضِ۔ قُلِ اللّٰہُ۔ قُلۡ اَفَاتَّخَذۡتُم مِّن دُونِہٖ اَوۡلِیَاءَ لَا یَمۡلِکُونَ لِاَنفُسِہِمۡ نَفۡعًا وَلَا ضَرًّا۔ قُلۡ ھَلۡ یَسۡتَوِي الۡاَعۡمٰی وَالۡبَصِیرُ اَمۡ ھَلۡ تَسۡتَوِي الظُّلُمَاتُ وَالنُّورُ۔

ان سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کا پروردگار کون ہے؟ (تم ہی ان کی طرف سے) کہہ دو کہ خدا۔پھر (ان سے) کہو کہ تم نے خدا کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کو کیوں کارساز بنایا ہے جو خود اپنے نفع ونقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتے (یہ بھی) پوچھو کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہیں؟ یا اندھیرا اور اُجالا برابر ہو سکتا ہے؟

اب پہلی دو آیات واضح ہیں۔۔ جس کا مطلب ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی کارساز نہیں۔۔ ایسے تو بالکل نہیں جو خود کو اگر نقصان پہنچ رہا ہو تو اس سے بچ سکیں۔۔ یا اگر چاہیں تو اپنا فائدہ دیکھ کر کوئی کام کریں۔۔ نفع و نقصان پہنچانا اللہ کے اختیار میں ہے۔

دعا نے بات جاری رکھی۔

ضحیٰ اسے غور سے دیکھنے لگی۔

اب سمجھو کہ جو یہ اندھا ہے وہ ہم انسان ہیں۔۔ جنہیں کسی قسم کا کوئی علم نہیں۔۔ جو دیکھتے ہیں اسی پر یقین کرلیتے ہیں۔۔ جو سنتے ہیں اسی کو پوجنے لگ جاتے ہیں۔۔ پیچھے کے کیا حالات ہیں انہیں معلوم کرنے کی کوشش ہی نہیں

کرتے۔۔ آنکھوں کے دھوکے میں آجاتے ہیں۔۔ جلد بازی سے فیصلہ کرتے ہیں۔۔ غوروفکر رہی نہیں ہم میں۔۔ غصہ آئے تو ساری کی ساری عقل کھو دیتے ہیں۔۔ اب مجھے کوئی آکر کہے کہ ضحیٰ ایسی ہے ضحیٰ ویسی ہے اور میں تمہیں اچھی طرح جانتی بھی ہوں پھر بھی اس کی تمام باتوں پر یقین کرلوں تو مجھ میں اور اندھے میں کیا فرق رہ جائے گا؟ جس نے سنی سنائی بات پر یقین کرلیا۔۔ انسان یہی اندھا ہے۔

اس کے برعکس وہ جو آنکھوں والا ہے۔۔ یعنی یہ علم والا ہے۔۔ سمجھو کہ یہ ہمارے اللہ میاں ہیں۔۔ انہیں ہر شہ کا علم ہے۔۔ ہم کسی کے بارے میں ہر طرح کی بری بات کریں مگر اللہ میاں جانتے ہیں کہ سہی بات کیا ہے۔۔ ان کے ہر کام میں مصلحت ہوتی ہے۔۔ ایک بات میں تمہیں نہیں بتانا چاہتی۔۔ تم وہی بات کسی دوسرے انسان سے پوچھو اور وہ تمہیں بتادے۔۔ پھر چاہے وہ میری ذات کے بارے میں کتنی ہی بری کیوں نہ ہو اور میں شرم محسوس کروں وہ تمہیں بتانے میں۔۔ مگر وہی بات کوئی دوسرا انسان جسے معلوم ہو تمہیں بتادے۔۔ تو یہ ہوتا ہے اندھا۔۔ جس نے میری مجبوری نہیں دیکھی۔۔ میرا بکھرتا وجود نہیں دیکھا۔۔ بس بات سنی اور سنادی۔۔ یہی بات میں اللہ کو بتاؤں اور کوئی لاکھ پوچھے ان سے وہ نہیں بتائیں گے یہ میرا یقین ہے۔۔ کیونکہ وہ اللہ ہیں۔۔ انسان نہیں جو اندھا ہے۔۔ وہ نور ہیں۔۔ گمراہیوں سے لپٹا انسان نہیں۔۔ وہ روشنی ہیں جو انسان کو راہ دکھاتی ہے۔۔ اندھیرا نہیں جو

ہر راہ بند کرکے انسان کو گھبراہٹ میں ڈالتا ہے۔

پھر بھی ضحیٰ تم اپنی ضروریات ادھر ادھر سے پوری کروگی؟

دعا نے تصدیق چاہی۔

اسکی باتیں ضحیٰ کو بری طرح سے چبھی تھیں۔۔ وہ اتنی آسانی سے اس کا حال کیسے بیان کررہی تھی۔

اللہ انسان کو تب ہی کیوں تھامتے ہیں جب وہ تباہی کے کنارے پر ہوتا ہے؟
یہ آیات یہ احادیث مجھے پہلے کیوں سمجھ نہیں آتی تھیں؟

کچھ دیر کی خاموشی کے بعد اس نے جواب دیئے بغیر سوال کیا۔

غلط

انسان اللہ کے پاس جاتا ہی تب ہے جب وہ تباہ ہورہا ہوتا ہے۔۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اب اس کا آخری سہارا وہی ہے۔۔ آخری امید جو اسے تباہ ہونے سے بچا سکتی ہے۔۔

اللہ میاں ہر انسان کو اپنے سامنے ضرور جھکاتے ہیں ضحیٰ۔۔ پھر چاہے محبت سے ہو یا مصیبتوں اور پریشانیوں کے بوجھ سے۔۔ جو محبت سے آگیا اسکی تو دنیا اور آخرت سنور گئی۔۔ مگر مصیبت و پریشانی والے ہمیشہ اپنے مفاد کیلئے رابطہ رکھتے ہیں اللہ سے ضحیٰ اور ایسے لوگوں کا رابطہ بہت جلد ختم ہوتا ہے

دعا نے ضحیٰ کو تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

ضحیٰ کا دل چاہا تھا کہ وہ ابھی زمین میں دھنس جائے۔۔ اتنی صاف صاف باتیں اسے زہر بھرے تیر کی طرح چبھ رہی تھیں۔

بلال تلاوت لگاؤ اور ضحیٰ کو گھر چھوڑ دیتے ہیں۔۔ تلاوت سے سکون ملے گا تمھیں

دعا ضحیٰ کی طرف متوجہ ہوئی۔

بلال دوا لگا چکا تھا۔۔ اسنے اس کے اشارے پر فوراً تلاوت لگاکر ڈرائیو کرنا شروع کی۔

خَتَمَ اللّٰہُ عَلَیٰ قُلُوۡبِھِمۡ وَعَلَیٰ سَمۡعِھِمۡ وَعَلَیٰ اَبۡصَارِھِمۡ غِشَاوَۃٌ وَّلَھُمۡ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ

اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر مہر لگادی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے اور ان کے لئے زبردست عذاب ہے۔

سورۃ بقرۃ کی آیات گونجنے لگیں۔

یہ بند کردے میرے پاس ڈوپٹہ نہیں ہے۔۔ ایسے ادب کے خلاف ہے سننا

ضحیٰ آیات کو مزید سن کر ڈرنا نہیں چاہتی تھی۔۔جلدی میں بس یہی بہانہ بناسکی۔

وہ مزید کچھ کہتی اس سے پہلے ہی بلال نے ڈیش بورڈ پر پڑی پیکڈ کشمیری چادر

بغیر مڑے دعا کو تھمائی۔ دعا نے پیکنگ کھول کر فوراً سے ضحیٰ کو اوڑھائی۔۔
ضحیٰ کا اب ایک آخری بہانہ بھی ختم ہوگیا۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن یَّقُوۡلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَمَا ھُمۡ بِمُؤۡمِنِیۡنَ۔

اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم خدا پر اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں حالانکہ وہ ایمان نہیں رکھتے

تلاوت کے ساتھ ترجمہ آج جیسے خاص طور پر اسی کیلئے چل رہا تھا۔

یُخٰدِعُوۡنَ اللّٰہَ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۚ وَمَا یَخۡدَعُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡفُسَھُمۡ وَمَا یَشۡعُرُوۡنَ ؕ

یہ خدا کو اور مومنوں کو دھوکا دیتے ہیں مگر (حقیقت میں) اپنے سوا کسی کو دھوکا نہیں دیتے اور یہ اس سے بے خبر ہیں

ضحیٰ کی سانسیں الجھ رہی تھیں۔۔ وہ کبھی اتنی خوفزدہ نہیں ہوئی تھی۔

فِیۡ قُلُوۡبِھِمۡ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضًا ۚ وَلَھُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ۙ۔ بِمَا کَانُوۡا یَکۡذِبُوۡنَ۔

ان کے دلوں میں روگ تھا۔خدا نے ان کا روگ اور زیادہ کر دیا اور ان کے جھوٹ بولنے کے سبب ان کو دکھ دینے والا عذاب ہوگا۔

ضحیٰ بری طرح ڈر رہی تھی۔۔ یہ باتیں کوئی عام نہیں تھیں۔۔ یہ مالکِ دوجہاں کی طرف سے تھیں۔۔ سب کچھ بھول کر وہ ان آیات میں کھوگئی۔

تلاوت جاری تھی مگر ضحیٰ کھوچکی تھی۔

آپ کا راستہ

گاڑی روک کر بلال نے ضحیٰ کو مخاطب کیا۔

بلال کے پکارنے پر بھی جب وہ نہ ہلی تو دعا نے اسے ہاتھ سے ہلایا۔

شکریہ آپ کا

وہ جو ابھی ابھی ہوش میں آئی تھی چادر اتار کر دعا کو پکڑاتے ہوئے اس نے دروازہ کھولنا چاہا۔

ضحیٰ

دعا نے فوراً سے پکارا۔

جی؟

ضحیٰ رکی۔

امی کہتی ہیں کسی کے سر پر چادر دیکر اتارا نہیں کرتے۔۔ یہ عزت ہوتی ہے۔۔عزت اللہ کی طرف سے ملتی ہے۔۔ اور عزت دی جاتی ہے۔۔ چھینی

نہیں جاتی

مسکراتے ہوئے دعا نے ضحیٰ کی طرف چادر کی۔

مگر یہ بلال کی ہے۔۔ انہیں برا لگے گا

ضحیٰ نے آگے بیٹھے بلال کو دیکھا تھا جو منہ پھلائے بیٹھا تھا۔

میری تو جیسے بہت فکر ہے آپ کو۔۔ اور میری بھی وہی امی ہیں جو دعا کی ہیں۔۔ نہ میرا کوئی سائیڈ بزنس ہے کہ چادر لے جاکر شام کو سڑکوں پر گھومتا پھروں۔۔ ڈاکٹر ہوں الحمد للہ وہی رہنے دیں۔۔ اور چادر امی کیلئے منگوائی تھی آپ بھی پہنے گیں تو اچھا لگے گا۔۔ اب جائیں اور پھر کہیں اکیلی بیٹھ کہ روئیں کیونکہ ہم تو۔۔۔

بلال تو شروع ہی ہوگیا۔

میں چلتی ہوں دعا۔۔ اپنا خیال رکھئے گا

بلال کو نظرانداز کرکے وہ گاڑی سے نکلی۔

یااللہ مجھے ہمت عطا کریں۔۔ آمین

بلال کے یہ کہتے ہی دعا خوب زور سے ہنسی۔

صوفے پر پریشان بیٹھی فجر ضحیٰ کا ہی انتظار کررہی تھی۔۔ التمش اسے سب

بتاچکا تھا۔۔ اپنے ساتھ ہونے والے حادثے کو بھلائے وہ ضحیٰ کیلئے پریشان تھی۔

آگئی تم ضحی

ضحیٰ کے دروازہ کھول کر گھر میں داخل ہوتے فجر اس کی طرف لپکی۔

ضحیٰ نے جواباً کچھ نہ کہا۔ چادر اتار کر صوفے پر رکھ کر اس نے سانس خارج کیا۔

ضحیٰ تم نے یہ سب کیوں نہیں بتایا مجھے؟ کیوں سب اکیلی سہتی رہی یار؟

فجر نے گلاس میں پانی ڈال کر اسے تھمایا۔

ڈر تھا تمہیں میں کھو دوں گی

وہ بمشکل الفاظ ادا کرپائی۔

ایک دفعہ کہا تو ہوتا۔۔ ایک دفعہ کہنا آسان نہیں تھا کیا؟

فجر نے اس کا بازو پکڑ کر زخم دیکھنا چاہا۔۔ مگر بلال پہلے ہی اس پر دوا لگا چکا تھا۔

میں ٹھیک ہوں

ضحیٰ نے ہاتھ چھڑواتے ہوئے ہلکی سی مسکان سے کہا

مگر ضحیٰ

فجر شرمندہ تھی۔۔ کب اس نے ضحیٰ کو خود سے اتنا دور کردیا اسے پتا ہی نہیں چلا۔

فجر میں ٹھیک ہوں۔۔ اور تم اپنا تعلق نہیں خراب کرنا التمش سے۔۔ میں اپنے مسائل اپنے طریقے سے سلجھا لوں گی

ضحیٰ نے فجر پر نگاہ ڈالتے ہوئے کہا۔

کچھ دیر سونا چاہتی ہوں مجھے اٹھانا مت۔۔ اور فکر نہیں کرو۔۔ میں واقعی میں ٹھیک ہوں

صوفے سے اٹھ کر مسکراتے ہوئے فجر کو تھپکی دیکر وہ کمرے کی جانب بڑھی۔

ضحیٰ ٹھیک نہیں تھی۔۔ مگر اس درد کی وجہ سے نہیں جو اس کے بازو پر تھا۔۔ بلکہ اس روگ سے جو اس کے دل میں تھا۔۔ اس عذاب سے جس کی وہ وعیدیں سن کر آئی تھی۔ مگر یہ سب فجر نہیں جانتی تھی۔۔ فجر کیلئے شاید اس فانی دنیا کے مسائل زیادہ اہم تھے۔۔ جنہیں وہ سلجھانا چاہتی تھی۔

پر ہائے یہ عذاب۔۔۔

فجر کو تسلی دینے کے بعد ضحیٰ اپنے کمرے میں پہنچ چکی تھی۔۔ کمرے میں ہر

طرف اندھیرا تھا۔۔ وہ اندھیرا جس سے ضحیٰ کبھی خوفزدہ ہوا کرتی تھی۔۔ مگر آج وہ اس اندھیرے کو دیکھ کر خوفزدہ نہیں ہوئی۔۔ انسان کے حال میں اسے ڈرانے کیلئے جب بہت سے حادثات ہوں تو پھر ماضی کے خوف کوئی بڑی بات نہیں ہوتی۔

دروازہ بند کرکے اب وہ کھڑکی کی طرف متوجہ ہوئی۔۔ پردے پیچھے کرتے ہی ڈھلتے سورج کی روشنی کمرے میں داخل ہونے لگی جو اسے مزید پریشان کرنے لگی۔۔ کچھ دیر اس روشنی کو برداشت کرنے کے بعد ضحیٰ نے پردے واپس سے بند کئے۔۔ رونے سے آج اسکی آنکھیں جلنے لگیں۔۔ واشروم کی لائٹس آن کرکے اس نے فوراً سے واش بیسن کے سامنے ہاتھ پھیلائے ہاتھوں میں پانی بھر کر آنکھوں میں پھینکنا شروع کیا۔

ٹاول سے منہ صاف کرتی کچھ دیر بعد وہ واشروم سے باہر نکلی۔۔ ڈریسنگ کے سامنے آتے ہی اس نے ٹاول بیڈ پر پھینکا۔

انسان اللہ کے پاس جاتا ہی تب ہے جب وہ تباہ ہورہا ہوتا ہے۔۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اب اس کا آخری سہارا وہی ہے۔۔ آخری امید جو اسے تباہ ہونے سے بچا سکتی ہے

شیشے میں خود کو دیکھتے وہ دعا کی باتیں یاد کرنے لگی۔

اللہ میاں ہر انسان کو اپنے سامنے ضرور جھکاتے ہیں ضحیٰ۔۔ پھر چاہے محبت

سے ہو یا مصیبتوں اور پریشانیوں کے بوجھ سے

ضحیٰ سر سے پیر تک ساقط کھڑی خود کو دیکھتی گئی۔

جو محبت سے آگیا اسکی تو دنیا اور آخرت سنور گئی۔۔ مگر مصیبت و پریشانی والے ہمیشہ اپنے مفاد کیلیئے رابطہ رکھتے ہیں اللہ سے ضحیٰ اور ایسے لوگوں کا رابطہ بہت جلد ختم ہوتا ہے

اب کی بار ضحیٰ سہمی۔

مصیبت و پریشانی والے ہمیشہ اپنے مفاد کیلیئے رابطہ رکھتے ہیں اللہ سے ضحیٰ اور ایسے لوگوں کا رابطہ بہت جلد ختم ہوتا ہے

ضحیٰ ان الفاظ میں خود کو دیکھ رہی تھی۔

میں نے کبھی نہیں چاہا کہ میں آپ سے مصیبت کے وقت کا تعلق بناؤں۔۔ میں اپنی ساری زندگی میں مصروف ہی اتنی رہی تھی کہ مجھے آپ سے تعلق بنانے کا موقع ہی نہیں ملا اللہ جی۔۔ میں ایسی نہیں ہوں جیسی ہوگئی ہوں۔۔

میں نے مطلب کیلیئے تو کبھی لوگوں سے تعلق نہیں رکھا آپ سے کیسے رکھتی اللہ جی۔۔ اللہ جی آپ جانتے ہیں نہ میں نے مطلب کیلیئے تعلق نہیں رکھا آپ سے۔۔ آپ تو جانتے ہیں نہ سب اللہ جی۔۔ اللہ جی آپ کو تو سب باتوں کا علم ہے اللہ جی

گھٹنوں کے بل بیٹھتے ہوئے وہ اب رونے لگی۔

میں مطلب کیلئے تعلق نہیں رکھتی اللہ جی۔۔ اللہ جی میں مفاد کیلئے تعلق نہیں رکھتی آپ جانتے ہیں۔۔ اللہ جی۔۔۔

مزید کچھ کہنے سے پہلے ہی آنسوؤں میں روانی آئی۔

مگر یہ بھی سچ ہے کہ میں نے آپ سے کبھی تعلق نہیں بنایا۔۔ تعلق تب بنایا جب کوئی اور راستہ نہیں بچا۔۔ کوئی سہارا نہیں بچا۔۔ ہر طرف سے ٹھکرادیا مجھے۔۔ سب نے چھوڑ دیا تب میں آپ کے پاس آئی۔۔ ہر رشتے۔۔ ہر دوستی سے دھوکہ کھاکر آئی میں آپ کے پاس اللہ جی۔۔ سہی کہتی ہے دعا۔۔ سہی کہتی ہے کہ جب میرے پاس کوئی سہارا نہیں بچا تو میں تب آپ سے سہارا لینے آئی۔۔ تو ہوئی نہ میں بھی مطلب پرست۔۔ مطلب کا تعلق رکھنے والی۔۔ مفاد پرست

گھٹن بڑھتی جارہی تھی۔۔ چہرے سے ہاتھ ہٹا کر ضحیٰ نے شرٹ کا اوپر والا بٹن کھول دیا۔

آپ سے تعلق اس طرح کا نہیں رکھنا تھا۔۔ کتنے خوش نصیب لوگ ہوتے ہونگے جو محبت سے آپ کے پاس آتے ہونگے۔۔ مصیبتوں اور پریشانیوں کے بوجھ سے آنے والے لوگ پتا نہیں کب تک رہتے ہونگے۔۔ اتنا مقدس رشتہ۔۔ اتنی پاک ذات سے۔۔ کوئی مطلب تک کیسے رکھ سکتا ہے۔۔ کیسے

میرے جیسے لوگ ٹھوکروں کا ہی انتظار کرتے ہیں ہمیشہ آپ تک آنے کیلئے

گھٹنوں میں منہ دئے وہ روتی جارہی تھی۔۔ سسکیوں میں اضافہ ہوا۔

کمرے میں ہر طرف اندھیرا تھا۔۔ واشروم سے ہلکی سی روشنی آرہی تھی مگر وہ ضحیٰ کی زندگی اور کمرے میں موجود اندھیرا کم کرنے کی طاقت نہیں رکھتی تھی۔

مجھے اللہ جی اب شرم آرہی ہے آپ سے بات کرتے ہوئے۔۔ میں کس طرح آپ کا سامنا کروں۔۔ میں ٹوٹ گئی۔۔ برباد ہوگئی اللہ جی۔۔ میں پھر آئی آپ کے پاس۔۔ یہ کیا بات ہوئی اللہ جی۔۔ میں محبت سے کیوں نہیں آئی اللہ جی۔۔ میں آپ کی محبت میں کیوں نہیں آئی یہاں تک۔۔ میں ٹوٹ کر۔۔ برباد ہوکر کیوں آئی۔۔ سب رشتے کھودئے میں نے آہستہ آہستہ۔۔

لیکن انکا تو ملال نہیں ہے۔۔ وہ میں نے جان بوجھ کر نہیں کھوئے۔۔ میرا اس میں کوئی قصور نہیں تھا۔۔ مگر اللہ جی آپ کا اور میرا یہ تعلق۔۔ یہ تعلق ایسے نہیں ہونا تھا۔۔ یہ تعلق میں نے خراب کیا۔۔

میری طرف سے کمی آئی اس تعلق میں۔۔ اس تعلق میں اللہ جی میں نے کوتاہی کی۔۔ میں خود دور رہی آپ سے اللہ جی۔۔ میں اب آپ سے تعلق رکھوں گی بھی تو یہی لگے گا کہ میں مفاد پرست ہوں۔۔ صرف اپنے مفاد کیلئے آپ سے تعلق رکھ رہی ہوں اللہ جی

وہ اب آواز کے ساتھ رونے لگی۔

میں کتنی بری ہوں اللہ جی۔۔ ساری زندگی اللہ جی۔۔ ساری زندگی میں خود کو مظلوم سمجھتی رہی۔۔ معصوم سمجھتی رہی۔۔ مگر میں نہیں تھی۔۔ میں نہیں تھی معصوم۔۔ جس ذات نے مجھے تب سے تھاما ہوا تھا میں تو اسی کا حق ادا نہیں کررہی تھی۔۔ سب رشتوں سے دوستوں سے بڑھ کر جس ذات نے مجھ سے محبت کی۔۔ اسی سے محبت نہیں کی میں نے۔۔ امی کو پتا چلتا ہوگا کہ میں ایسی ہوں تو وہ بھی کیا سوچتی ہونگی۔۔ انکی ضحیٰ۔۔

انکی بیٹی اس ذات کے ساتھ ہی مخلص نہیں جس نے اسے بنایا ہے۔۔ یا اللہ یہ کیا ہوتا رہا ہے مجھے۔۔ ہمیشہ آپ سے شکوے کرتی رہی۔۔ کبھی شکر نہیں کیا میں نے۔۔ آپ سے شکایتیں کیں کہ یہ ہوا اور وہ ہوا مگر کبھی کوئی اچھا کام نہیں کیا جس سے میری زندگی میں سکون آتا۔

روتے ہوئے وہ اب زمین پر ہی لیٹ گئی۔

ایک بار پھر سے ضحیٰ خود کو کمرے میں بند کرکے روئی۔۔ مگر اب کی بار تکلیف زیادہ تھی۔۔ کیونکہ اس دفعہ مقابل کوئی انسان نہیں خالقِ کائنات تھا۔۔ اور اس دفعہ آنسو گمراہی کے نہیں تھے۔۔ اس دفعہ آگہی کے تھے۔۔ اور یہ آگہی کی روشنیاں گمراہی سے زیادہ تکالیف دیا کرتی ہیں کیونکہ گمراہی میں انسان بے خبر ہوتا ہے مگر آگہی۔۔ آگہی چلا چلا کر سب بتاتی ہیں جو جان لیوا ہوتا

ہے۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

صبح کے نو بج رہے تھے۔۔ عام دنوں میں اس وقت تک ضحیٰ اٹھ جایا کرتی تھی۔۔ مگر آج وہ اب تک نہیں اٹھی تھی اور یہ بات فجر کو پریشان کررہی تھی۔

کچھ دیر مزید انتظار کرنے کے بعد فجر اوپر جاکر ضحیٰ کا دروازہ بجانے لگی۔۔ ضحیٰ کے کوئی بھی جواب نہ دینے پر فجر نے کمرے میں جانا مناسب سمجھا۔

ضحیٰ؟

کمرے میں داخل ہوتے ہوئے اس نے ضحیٰ کو پکارا۔

ضحیٰ زمین پر ہی سوگئی تھی اور اسے دیکھ کر معلوم بھی ہوتا تھا کہ وہ رات بھر ہلی بھی نہیں ہوگی۔

ضحیٰ

فجر نے فوراً سے ضحیٰ کا سر زمین سے اٹھاکر اپنی گود میں رکھا۔

فجر کے آتے ہی ضحیٰ فوراً سے اٹھ کر بیٹھی۔

لیٹی رہو لیٹی رہو

فجر نے اسے اٹھتے دیکھ کر ہڑبڑاہٹ میں کہا۔

نہیں میں نے کافی سو لیا ہے۔۔ شام سے تو سورہی ہوں۔

ضحیٰ نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

تم ٹھیک ہو اب ضحیٰ؟

فجر نے فوراً سے ضحیٰ کا بازو دیکھا۔

میں ٹھیک ہوں فجر تم پریشان مت ہو۔۔ کچھ بھی نہیں ہوا ہے مجھے

ضحیٰ نے فجر کو تسلی دی۔

مگر زخم تو ہے ہی نہ

فجر نے پریشانی ظاہر کی۔

معمولی سا ہی تو زخم ہے۔۔ وقت لیگا مگر ہوجائے گا ٹھیک

ضحیٰ نے اسے اطمینان دلانا چاہا۔

روح کے زخم معمولی نہیں ہوتے ضحیٰ۔۔ مگر وہ بھی وقت لیکر ٹھیک ہوجاتے ہیں

فجر اب اسکی پریشانی جاننا چاہتی تھی۔

مگر روح کے زخم زیادہ تکلیف دیتے ہیں فجر۔۔ اور وقت کا اس سے کوئی لینا دینا نہیں۔۔ زخمی روح کبھی بھی پوری طرح صحتمند نہیں ہو پاتی۔۔ اس پر نشان

چھوٹ جاتے ہیں۔ جو دیکھنے والوں کو نظر آ جاتے ہیں اور جن کو وہ دکھ جاتے ہیں۔۔ وہی ظالم ان پر حملہ کر کے انہیں پھر سے ہرا کر دیتے ہیں۔

ضحیٰ نے فجر کی گود میں سر رکھتے ہوئے اسے سرگوشی کی۔

تمہیں دراصل بات کیا پریشان کررہی ہے؟ التمش؟

فجر کو ضحیٰ کو بے دھیانی میں دی گئی تمام اذیتیں یاد آئیں۔

نہیں۔۔ انسان نہیں۔۔ اس دفعہ خلق الانسان

ضحیٰ نے بتانا شروع کیا۔

مطلب؟

فجر کو حیرت ہوئی۔

مجھے لگتا ہے کہ میرا شاید اللہ سے تعلق صرف مطلب کا ہے۔۔ مفاد کا

ضحیٰ نے آغاز کیا۔

تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے؟

فجر کو اسکی باتوں پر حیرت ہورہی تھی۔

کیونکہ میرا اللہ سے تعلق تب بنا جب میں مصیبتوں میں تھی۔۔ پریشانیوں کے بوجھ میں۔۔ جب میرے پاس دوسرا کوئی سہارا نہیں تھا

ضحیٰ نے اب بات مکمل کی۔

ایسا نہیں ہے ضحیٰ۔۔ جب انسان اللہ کے پاس آنے لگتا ہے نہ تو شیطان اسے اسی طرح بہکاتا ہے۔۔ طرح طرح کے فضول خیالات اس کے ذہن میں ڈالتا ہے کہ کسی طرح وہ پیچھے ہٹے۔۔ واپس اسی راہ پر جائے جہاں وہ اللہ سے دور تھا۔۔ اور رہی بات مطلب یا مفاد کا تعلق ہونے کی۔۔ تو ضحیٰ۔۔ اگر واقعی تم جو کہہ رہی ہو تم ویسی ہوتی تو مجھے بتاؤ کہ تمہارے ذہن میں یہ خیال ہی کیوں آتا۔

کیوں تم یہ سوچ کر پریشان ہوتی۔۔ اس طرف توجہ ہی کیوں آتی؟ اور اب اگر توجہ آئی ہی ہے تو ضحیٰ۔۔ یہ اچھی خبر ہے میری جان

فجر نے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے کہا۔

تم سچ کہہ رہی ہو نہ؟

ضحیٰ نے تصدیق کرنا چاہی۔

تم اگر اس راہ پر آگئی ہو تو ثابت قدم رہو۔۔ مت سوچو کیوں اور کیسے۔۔ بس اپنا حال سنوارو۔۔ ماضی کے تعلقات بھول جاؤ

فجر نے مسکراتے ہوئے اسے حوصلہ دیا۔

تو اب میں کیا کروں کہ یہ تعلق مضبوط رہے؟

ضحیٰ نے فوراً سے پوچھا۔۔ حالانکہ وہ جانتی تھی کہ فجر بھی ضحیٰ جیسی ہے مگر کچھ تو ایسا ہوگا جو فجر جانتی ہوگی جو ضحیٰ نہیں جانتی۔

بابا کہا کرتے تھے کہ اگر تعلق مضبوط رکھنا ہے اپنا اور اللہ کا تو نماز نہیں چھوڑنا کبھی۔۔ کیونکہ یہی ایک واحد عبادت ہے جو مسلمان اور کافر کی پہچان کرتی ہے۔۔ نماز پڑھنے والا مسلمان اور نماز نہ پڑھنے والا کافر ہوتا ہے۔۔ بات ختم

فجر کے پاس جو تھا وہ اس نے بتادیا۔

ضحیٰ خاموش ہوگئی۔۔ اس نے فجر کو کبھی نماز چھوڑتے نہیں دیکھا۔۔ چھ سال میں اسے یاد نہیں پڑتا کہ اس نے کبھی نماز چھوڑی ہو۔۔ مگر اتنی بڑی بات اس نے کبھی ضحیٰ یا جنت کو کیوں نہیں بتائی۔۔ کیوں نہیں بتایا کہ نماز مسلمان اور کافر کے درمیان کی بارڈر لائن ہے۔۔ اگر پڑھنا چھوڑدی تو انسان کافر ہوجاتا ہے۔

نماز

ضحیٰ نے تصدیق چاہی۔

ہاں نماز

فجر اس سے نہیں پوچھ سکتی تھی کہ اسے نماز پڑھنی آتی ہے یا نہیں۔۔ وہ

دوست کو شرمندہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔

تم سکھادوگی مجھے؟ تم پڑھتی ہو لیکن میں نے کبھی غور نہیں کیا

ضحیٰ نے بلا جھجک پوچھا۔۔ بھلا دین کی باتوں میں کیسی شرمندگی۔

میں ضرور سکھادوں گی تمہیں۔۔ لیکن ابھی تیار ہوکر نیچے آؤ

فجر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تیار ہوکر؟

ضحیٰ نے اٹھتے ہوئے حیرت سے پوچھا۔

ہاں تیار ہوکر

فجر نے تصدیق کی۔

کوئی آرہا ہے؟ یا ہم کہیں جارہے ہیں؟

ضحیٰ کسی سے ملنے کیلئے تیار نہیں تھی۔۔ التمش سے تو بالکل نہیں۔

جنت جنت میڈم آرہی ہیں ملنے۔۔ کہہ رہی تھیں تم لوگوں نے کافی سکون کرلیا میرے بغیر۔۔ تو بس رنگ میں بھنگ ڈالنے آرہی ہیں

فجر نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

خیریت؟

ضحیٰ نے اس کے ذکر سے منہ بسورا۔

پتا نہیں۔۔ کوئی فلم ملی ہوگی میڈم کو۔۔ کہہ رہی ہونگی شو آف کر آؤں۔۔ ایسے مزا تھوڑی ہے

قہقہہ لگاتے ہوئے وہ جنت کو بیان کرگئی۔

ضحیٰ بھی اس کے جاتے ہی خوب زور سے ہنسی۔۔ پل بھر کو وہ تمام پریشانیاں بھول گئی۔

آؤچ ہائے میری پیاری گردن میں درد ہونے لگ گیا

گردن پر ہاتھ رکھتے ہوئے بیڈ سے رات کا گیلا ٹاول اٹھا کر وہ واشروم کی طرف بڑھی۔

بلیک جینز کے ساتھ وائٹ شرٹ پر ڈینم لانگ جیکٹ پہنے وہ سیڑھیوں سے نیچے اتری ہی تھی کی سامنے لانگ ریڈ سکرٹ پر گرے بلاؤز پہنے جنت صوفے پر بیٹھنے لگی۔

پاس کھڑی فجر ایک دفعہ ضحیٰ پر نظر ڈالتی اور ایک دفعہ جنت پر اور پھر ایک نظر اپنے ٹراؤزرز پر ڈالتی خود کو کوستی۔۔ یہ وہ کیا پہن بیٹھی۔۔ بلاشبہ دوست گھر آئی تھی مگر دوست حریف بھی تو تھی۔

بیڑا غرک تمہارا فجر

ضحیٰ نے خود کلامی کرتے ہوئے فجر کو دیکھتے ہوئے کوسا۔

اس ضحیٰ کے چکر میں کپڑے تک نہیں بدلے میں نے

فجر نے خود کو نیچے سے اوپر تک دیکھتے ہوئے کوسا۔

اب پکا اپنی لاپرواہی میرے سر ڈال رہی ہو گی یہ

ضحیٰ نے اسے گھورنا شروع کیا۔

پتا نہیں کس منحوس گھڑی میں اسے اٹھانے چلی گئی تھی۔۔ خود تو اتنی لش پش ہو کے آئی ہے اور میں ادھر کوئی صدیوں کی سوئی قوم لگ رہی ہوں

فجر نے ضحیٰ کو مزید غصے سے گھورا۔

آنکھوں کی گستاخیاں معاف کیں

گنگناتے ہوئے جنت ان دونوں کے قریب آئی۔

فجر اور ضحیٰ نے اسے فوراً دیکھا۔

مہمان کو گھر بلا کر آپس میں آنکھوں کے اشاروں سے باتیں نہیں کیا کرتے

جنت نے مسکراتے ہوئے طنز کیا۔

اوہ کم آن جنت آداب اب ہمیں تم تو مت ہی سکھاؤ۔۔ بھئی شرم و حیا سے

انسان کسی کے گھر آتے ہوئے ایک عدد کیک ہی پکڑ لاتا ہے۔۔ خالی ہاتھ ہی آگئی یار

منہ بسورتے ہوئے جنت کو پیچھے کرکے وہ صوفے پر جا بیٹھی۔

میں کسی کے گھر نہیں اپنی دوست کے گھر آئی ہوں

جنت بھی اس کے پاس آبیٹھی۔

تو ہم بھی اپنی دوست کے سامنے ہی یہ سب کررہے تھے میری آداب کی دکان

فجر بھی اب انکے پاس آبیٹھی۔

ارے اچھا نہ۔۔ ویسے بتاؤ کیا مصروفیات ہیں آج کل؟ کیا چل رہا ہے زندگی میں؟

جنت نے ان دونوں پر نگاہ ڈالی۔

کچھ بھی نہیں بہن۔۔ دنیا اور یہاں کے ظالم لوگوں سے لڑ رہے ہیں۔۔ مختصر یہ کہ تمہاری کھودی ہوئی کھائی سے نکلنے کی جدوجہد میں ہیں

ضحیٰ نے میز پر پڑا سیب اٹھایا۔

تم بتاؤ۔۔ نئی فلم مل گئی ہے؟ خیریت سے آئی ہو؟

جنت کچھ کہتی اس سے پہلے ہی فجر نے بھی بھڑکتی آگ میں تیل ڈالا۔

تم لوگ کس طرح کی باتیں کررہی ہو؟ یہ سب تو

جنت نے وضاحت دینا چاہی۔

کس طرح کی باتیں کیا مطلب۔۔ تمہیں حقیقت بتارہے ہیں۔۔ ہمیں تو دودھ سے مکھی کی طرح نکال پھینکا سب نے۔۔ مگر جواباً تم ہمارے گھر میں ہو۔۔ بغیر کسی اذیت کے پریشانی کے اپنے حواس میں۔۔ اب بھئی اگر برا لگے تو پہلے ہی معافی مانگ رہے ہیں کیونکہ جنت میڈم کو کیا برا لگ جائے کوئی پتا بھی نہیں ہے نہ

فجر نے اسے تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

اور رہی بات اُس سب کی تو میری بات سنو جنت۔۔ تمہیں ہم نے معاف کیا تھا اس سب کیلئے جو تم نے کیا۔۔ اور معافی کا مطلب کبھی بھی یقین کرنا نہیں ہوتا میری جان۔۔ نہ ہی سب بھلادینا ہوتا ہے۔۔ بس یہ تو ایک وعدہ ہوتا ہے خود سے کہ جیسی اذیت ہمیں دی گئی ہے ہم ویسی اذیت تمہیں نہیں دیں گے۔۔ مگر اس سے زیادہ کی امید مت رکھنا تم

ضحیٰ نے مسکراکر سیب کھاتے ہوئے کہا۔

کوئی پریشانی ہے تو بتاؤ میں حل کرواتی ہوں۔۔ جاب وغیرہ چاہیئے پیسوں کا

مسئلہ ہے تو مجھے بتاؤ دوست ہوں تمہاری۔۔ مگر یہ باتیں کیوں کررہی ہو؟

جنت ہڑبڑائی۔

اپنے ایمان سے بتاؤ جنت۔۔ یہ دوستی کب نبھائی ہے تم نے؟ جس دوستی کا تم بار بار دعویٰ کرتی ہو کب نبھائی ہے یہ؟ کسی مسئلے کسی پریشانی میں کب ساتھ کھڑی ہوئی ہو ہمارے؟ رہنے دو جنت

مسکراتے ہوئے فجر نے طنز کیا۔

غلطیاں ایک ہی بار سب تباہ کردیتی ہیں۔۔ دوسری دفعہ موقع نہیں دیا جاتا۔۔ اعتماد نہیں کیا جاتا۔۔ بار بار کسی کو اپنے ساتھ نہیں کھڑا کیا جاتا۔۔ مسائل نہیں بتائے جاتے۔۔ ہمدرد نہیں بنایا جاتا۔۔ مدد نہیں کی جاتی۔۔ کوئی اگر یہ سب کرتا ہے تو میں نہیں جانتی دل پہ کون سا پتھر رکھا جاتا ہے پھر لیکن غلطیاں واقعی ایک دفعہ میں سب تباہ کردیتی ہیں۔۔ اور یہ بات میں تم یا کوئی بھی جھٹلا نہیں سکتا

ہم انسان ہیں۔۔ ہمارے دلوں میں میل رہتا ہے۔۔ ملال رہتا ہے۔۔ ہم کمزور ایمان والے کمزور لوگ ہیں۔۔ بار بار مواقع دیکر پتھر کی طرح کھڑے نہیں رہ سکتے۔۔ یہ خاک بار بار خاک میں نہیں مل سکتی۔۔ ضبط اور صبر بھی ایک حد تک ہوتا ہے۔۔ جسے لوگ بار بار۔۔ بار بار توڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔۔ کوشش کرنا کہ دوبارہ ہمارے صبر اور ضبط کو توڑنے کی کوشش نہ کرنا۔۔

کیونکہ ہم فریاد وہاں کرتے ہیں جہاں فرعون جیسے بھی ہلاک ہوجاتے ہیں

ضحیٰ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

ضحی؟

جنت مبہوت ہو کر رہ گئی۔

میں نہیں چاہتی بار بار تمہاری دل آزاری کرنا۔۔ مگر مجھے تکلیف ہوتی ہے جب جب تمہیں دیکھتی ہوں۔۔ میں نہیں چاہتی کسی غلط طریقے سے یہ غبار نکلے۔۔ خدا کیلیئے ہم پر رحم کرو اور مت آیا کرو یہاں

مزید کچھ کہنے کی ضحیٰ میں ہمت نہیں تھی۔

باس کے اسسٹنٹ نے بتایا کہ تم نے کہا تھا کہ تمہاری البم میں لکھوں۔۔ تمہاری نیت نہیں جانتی لیکن اگر صرف اس لئے کہ مجھے نیچا دکھاؤ۔۔ کمزور ثابت کرو۔۔ اس سب کیلیئے مجھے لکھنے کا کہا تو جاؤ۔۔ کرو اپنی طاقت کا استعمال۔۔ جاؤ جو کرسکتی ہو کرلو جنت۔۔ میں تم سے کبھی نہیں ڈری۔۔ اور مستقبل میں بھی نہیں ان شاء اللہ مگر تم نے اپنے مخلص کھودئے۔۔ خیر یار جاؤ

بس اتنا ہی کہہ کر وہ فوراً سے اپنے کمرے کی طرف بھاگی۔۔ فجر میں بار بار اسے کھونے کی ہمت نہیں تھی۔۔ وہ یہ زہر ایک ہی دفعہ پی جانا چاہتی تھی۔

کچھ رہ گیا ہو تو مجھ سے کہہ سکتی ہو۔۔ تاکہ دوبارہ کچھ کہنے کو یہاں نہ آنا

پڑے۔۔ بلکہ آؤ تمہیں دروازے تک چھوڑ دوں۔۔ آخر آداب ہماری رگوں میں خون کی طرح دوڑتے ہیں

مسکراتے مسکراتے سامنے والے کے تن بدن میں آگ لگادینے کا ہنر تھا ضحیٰ کے پاس۔۔ جسے وہ کبھی کبھار ہی استعمال کرتی تھی۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

فجر کے کمرے میں جانے کے بعد ضحیٰ کی جلی جلی باتیں سن کر جنت بھی اپنی راہ پر نکل چکی تھی۔۔ فجر جان چکی تھی کے جنت کی البم لکھنے کیلیئے خود جنت نے کہا ہے مگر یہ بات جنت کو معلوم نہیں تھی اور یہی بات جنت پر بامب کی طرح گری۔

جنت اور فجر کے اپنی اپنی راہ پر جانے کے بعد ضحیٰ بھی سکون کا سانس خارج کرنے کے بعد گھر سے نکلی۔۔ اور بلاشبہ اتنا تیار ہوکر بھی اگر وہ گھر سے کہیں نہ جاتی تو اس کیلیئے بہت خسارہ تھا کیونکہ وہ ضحیٰ تھی۔۔ اور ضحیٰ کوئی بھی موقع بیکار نہیں جانے دیتی۔

کچھ دیر بعد ہی ضحیٰ ہسپتال کے باہر کھڑی تھی۔۔ ضحیٰ بیمار تو نہیں تھی۔۔ مگر دل اب سکون چاہتا تھا۔۔ ساری زندگی کی اذیتوں کے بعد دل اب واقعی سکون چاہتا تھا۔۔ اور وہ سکون اب اسی ہسپتال میں تھا۔

ضحیٰ کچھ دور چلی ہی کہ سامنے اسکے سکون سے دور کرنے والا دشمن موجود

تھا۔۔ جیسے گلاب کے ساتھ کانٹے ہوتے ہیں۔۔ جیسے خوبصورت دکھنے والے قمقموں میں تپش ہوتی ہے۔۔ جیسے حسین مور کے پیر بدصورت ہوتے ہیں۔۔ جیسے خوبصورت جسم میں دل سیاہ ہوتا ہے۔۔ بالکل ویسے ہی سکون کی جنگ میں بھی حریف ہوتے ہیں۔۔ اور ان سے لڑنا آسان نہیں ہوتا۔۔ شکست بلاشبہ آپ کی ہی ہوتی ہے مگر سکون جو خود چل کر آئے تو قارون کے خزانے بھی کس کام کے

مس ضحیٰ آپ یہاں؟

ڈاکٹر فاطمہ بالکل اس کے سامنے آکھڑی ہوئیں۔

ضحیٰ انہے دیکھ کر رکی۔۔ یہ وہی تھیں جو پہلی ہی ملاقات میں ضحیٰ کے دل و دماغ سے گر چکی تھیں۔۔ بغیر جانے اتنی باتیں کون سناتا ہے کسی کو۔

خیریت؟

فاطمہ نے جواب نہ ملنے پر پھر سے سوال کیا۔

جی۔۔ سب خیریت

ضحیٰ اسے دیکھ کر خوفزدہ ہو چکی تھی مگر پھر بھی خود کو نارمل کرکے مسکراتے ہوئے اس نے جواب دینے کی کوشش کی۔

یہاں کیوں؟

مختصر مگر سخت لہجے میں اس نے اسے گھورنا شروع کیا۔

میں بس ایسے ہی

ضحیٰ کا اتنا ملنا ملانا نہیں تھا لوگوں سے۔۔ یہی وجہ تھی کہ سخت لہجے اسے خوفزدہ کرتے تھے۔

ہسپتال ہے مس ضحیٰ کیفے یا شاپنگ مال نہیں

فاطمہ نے آنکھیں پھیرتے ہوئے کہا۔

بلال۔۔ سے ملنے آئی تھی میں

اب کی بار ضحیٰ گھبرائی۔

ڈاکٹر بلال ہیں وہ۔۔ بلال نہیں۔۔ اور مصروف ہیں وہ آج سارا دن آپریشن تھیٹر میں۔۔ کوئی خاص مسئلہ ہے تو کسی اور ڈاکٹر سے ڈسکس کرلیں۔۔ اپنے چھوٹے چھوٹے مسئلوں کیلیئے اتنے قابل اور پروفیشنل ڈاکٹر کا وقت ضائع کرنا مناسب نہیں

سختی سے کہتے ہوئے وہ جاچکی تھیں۔

تو گود میں بٹھا کر رکھیں نہ اتنے قابل اور پروفیشنل ڈاکٹر کو۔۔ ہسپتال میں کیوں لاتی ہیں وقت ضائع کرنے کو۔۔ ہمیں پتا ہو ہم کوئی اچھا ڈاکٹر دیکھ لیں جسکا وقت ضائع نہ ہو

منہ بسورتے ہوئے ضحیٰ نے فاطمہ کے جاتے ہی کہا۔۔ وہ فاطمہ پر بری طرح تپ چکی تھی۔۔ لیکن گیدر کے بھی گھر میں گھس کر اس سے پنگا نہیں لیا کرتے۔

جو باتیں منہ پر نہیں کہی جاسکتیں انہیں پیٹھ پیچھے کہنا گناہ ہوتا ہے

ہاتھوں میں فائلز پکڑے مسکراتے ہوئے کسی نے ضحیٰ کو مخاطب کیا۔

ضحیٰ نے مڑ کر دیکھا تو وہ وہی شخص تھا جسکا ذکر وہ التمش سے کرچکی تھی۔۔

وہ ڈاکٹر ہارون تھے۔

ڈاکٹر ہارون

ضحیٰ کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

اور آپ؟

انہیں حیرت ہوئی۔

میں ضحیٰ۔۔ وہ ایک دفعہ بیہوش ہوکر آئی تھی یہاں

تعارف اچھی یاد میں نہیں کروایا جارہا تھا مگر فرق کسے پڑتا تھا۔

یاد نہیں۔۔ خیر بتائیں کوئی مسئلہ ہے تو میں حل کردوں؟

ہارون نے اسے پیشکش کروائی۔

نہیں نہیں میں ٹھیک ہوں بالکل۔۔ بس ویسے ہی ڈاکٹر بلال سے ملنے آئی تھی

ضحیٰ کا خوف کچھ کم ہوا۔ دو بچوں کے باپ میں ایک جوان عورت سے زیادہ برداشت ہوتی ہے۔

اور تب ہی فاطمہ نے آپکی ملاقات کا کباڑا کردیا

وہ مسکرایا تھا۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔ لیکن آپ نے جو سنا وہ کسی کو بتائیں گے تو نہیں؟ پلیز؟

ضحیٰ نے تصدیق چاہی۔

اگر آپ کوشش کریں کہ آئندہ منہ پر کہنے والی بات منہ پر ہی کہیں تو پھر کچھ سوچتے ہیں

ہارون چلنے لگا تھا۔

میں آئندہ بات ہی نہیں کرنے والی

ضحیٰ نے بھی ساتھ ساتھ چلنا شروع کیا۔

اتنا ڈرتی ہیں فاطمہ سے؟

ہارون قہقہہ لگاتا ہوا اپنے کیبن میں داخل ہوا۔

ڈرتا کون ہے۔۔ میں بس مشہور نہیں ہونا چاہتی

ضحیٰ نے شانے اچکائے۔

مگر مشہور تو آپ پہلے سے ہی ہیں ضحیٰ کمال

ہارون کے اتنا کہتے ہی ضحیٰ کی سانسیں الجھیں۔۔ ضحیٰ کمال کو ہارون کیسے جانتا تھا۔

مطلب؟ اور آپ کو کیسے پتا کہ میں ضحیٰ کمال ہوں؟

ضحیٰ نے فوراً سے پوچھا۔

ریلیکس یہاں بیٹھیں۔۔ اور سب جانتے ہیں آپ کو تو

ہارون نے ضحیٰ کو بٹھا کر اپنے لیپ ٹاپ پر انگلیاں چلانا شروع کیں۔

کے ٹی کیلئے کام کیا کرتی تھیں آپ تینوں۔۔ آپ تینوں کو کافی سنا ہے ایک وقت تک۔۔ بس اسی لئے یاد ہیں

ہارون نے لیپ ٹاپ کی سکرین ضحیٰ کی طرف کی۔۔

ضحیٰ کی سانس میں سانس آئی۔۔ یہ وہی کمپنی تھی جس نے ان تینوں کو چھ سال باندھے رکھا تھا۔

اوہ اچھا۔۔ یہ بھی مت بتائے گا کسی کو

ضحیٰ نے سکرین پر ان تینوں کی سٹیج پر موجود تصویر دیکھ کر کہا۔

ٹرینگ کے دوران چھوٹے چھوٹے شوز میں انہیں موقع دیا جاتا تھا۔۔ بس وہی کچھ پرانی یادیں کسی کو بتانے والی نہیں رہیں تھیں۔

اگر ایک آٹوگراف مل جائے تو اس بارے میں بھی سوچا جاسکتا ہے

ہارون نے تو جیسے ہر بات میں اپنا مفاد لازمی رکھنا تھا۔

کوئی کام بغیر کچھ لئے دئے بھی کرلیا کریں ڈاکٹر ہارون۔۔ اچھا ہوتا ہے صحت کیلئے

ضحیٰ نے یاددھیانی کروائی۔

کیوں نہیں۔۔ اب آٹوگراف پلیز؟

ہارون نے اپنی منی ڈائیری نکال کر ضحیٰ کی طرف بڑھائی۔

ویسے اور کس کس کو سنتے ہیں آپ؟

اب ضحیٰ نے ڈائیری واپس کرتے ہوئے پوچھا۔

نصرت۔۔۔

ہارون کے کہتے ہی ضحیٰ نے بات پکڑی۔

نصرت کو بھی سنتے ہیں آپ؟ ارے واہ آپ تو بڑے کام کے بندے ہیں مجھے

پہلے کیوں نہیں ملے۔۔ میرے تو فیورٹ ہیں بھئی وہ۔۔ مطلب کوئی اتنا اچھا درد کیسے بیان کرسکتا ہے۔۔ اور مجھے نہیں پتا تھا ڈاکٹرز کے سینوں میں بھی دل ہوتا ہے۔۔ ماننا پڑے گا آپ کے ٹیسٹ کو بھی

سانس لئے بغیر وہ بولتی جارہی تھی۔

ڈاکٹرز کے دل کے علاوہ کان بھی ہوتے ہیں

ضحیٰ کے پیچھے سے آواز آئی۔

ضحیٰ نے مڑ کر دیکھا تو وائٹ جینز پر نیوی بلیو شرٹ کے ساتھ لیب کوٹ پہنے جیبوں میں ہاتھ ڈالے بلال کسی مجسمے کی طرح کھڑا تھا۔

ضحیٰ کی تو پھر سے سانس الجھی۔

ضحیٰ کے پیچھے سے ہوکر اسے سنجیدہ نگاہ سے دیکھتے ہوئے بلال ہارون کی طرف بڑھا۔

بچے کیسے ہیں آپ کے ڈاکٹر ہارون

بلال نے خیریت دریافت کی۔۔ مگر ضحیٰ جانتی تھی کہ اسے یاددھیانی کروائی جارہی ہے۔

بچے بھی ٹھیک ہیں اور میں بھی۔۔ تم یہاں کیسے؟

ہارون مسکرایا۔

گزر رہا تھا تو مس ضحیٰ کی آوازیں سنیں۔۔ ایکچولی میری پیشنٹ ہیں تو مجھے پہچان ہے۔۔ سوچا کوئی پریشانی کی بات تو نہیں۔۔ اور آپ مس ضحیٰ۔۔ ہسپتال ہے۔۔ کوئی کیفے نہیں جو اتنا اونچا بول رہی ہیں۔۔ کچھ خیال کیا کریں

بلال اب ضحیٰ کی طرف متوجہ ہوا۔

جیسے تم سے پوچھا ہے میں نے۔۔ بتا تو ایسے رہے ہو ہسپتال تمہارے باپ کا ہو۔۔ ساری تمیز ومیز تو ڈاکٹر بلال اور انکی ڈاکٹر فاطمہ کو ہی ہے۔۔ ہم تو جنگل سے جنگا لالا ہوہو کرتے سیدھا یہیں اٹھ آئے ہیں۔۔ اپنی زندگی میں کوئی خوشی نہیں ہے تو دوسروں کی بھی ہنسی نہیں سنی جاتی ان سے۔۔ سڑی مرچ

جھکے سر کے ساتھ ضحیٰ نے خودکلامی کی۔

جب دولوگ موجود ہوں تو اکیلے بات نہیں کرتے آداب کے خلاف ہے

بلال نے بارعب آواز میں کہا۔

ہارون پھر سے مسکرایا۔

ایکچولی مجھے نہیں پتا تھا یہاں آداب بھی سیکھائے جاتے ہیں۔۔ میں تو بس ڈاکٹر ہارون سے ملنے آئی تھی۔۔ ادب و آداب میرے کام کے نہیں ہیں

ضحیٰ نے بھنویں اچکائیں۔

اگر ہسپتال میں آٹوگراف دیے جاسکتے ہیں تو آداب کیوں نہیں سیکھائے جاسکتے

بلال کی نظر سامنے پڑی ڈائیری پہ تھی۔

سڑی مرچ

ضحیٰ نے منہ بسورا۔

آپ کو سخت ضرورت ہے آداب سیکھنے کی۔۔ پاگل ہوجائیں گی خود سے باتیں کر کر کے۔۔ چلیں میرے ساتھ

بلال نے ضحیٰ کو چلنے کا اشارہ کیا۔

آپ چلیں پہلے

ضحیٰ نے بلال کو جانے کا کہا۔

بلال تیوری چڑھا کر کچھ دور چلا ہی تھا کہ ضحیٰ فوراً سے ہارون کے پاس آئی۔

چھپائیں اسے اور فاطمہ والی بات کسی کو نہیں بتایئے گا

ڈائیری ہارون کی طرف کرتے وہ اسے سرگوشی کرگئی۔۔ جسے بلال دیکھ چکا تھا۔

ان دونوں کے جاتے ہی ہارون خوب زور سے ہنسا تھا۔

آپ کو شاید اسی دن بتایا تھا کہ ڈاکٹر ہارون کے دو بچے ہیں

کیبن میں داخل ہوتے ہی بلال نے ضحیٰ کی عزت کرنا شروع کی۔

تو؟

ضحیٰ نا سمجھی۔

تو یہ کہ دور رہیں ان سے

بلال نے لیب کوٹ اتارا۔

لیکن کیوں؟

ضحیٰ بلال کو سمجھ نہیں پارہی تھی۔

دیکھیں ضحیٰ۔۔ آپ کیلئے یہ سب چیزیں مزاق ہونگی لیکن اگلے کا آپ میں ذرا بھی انٹریسٹ پیدا ہوگیا تو انکی بیوی اور بچوں کی زندگی بری طرح خراب ہوجائے گی۔۔ ایسے رشتے کبھی منزل تک نہیں پہنچتے جو کسی کی آہوں پر بنائے جائیں۔۔ سمجھ رہی ہیں میں کیا کہہ رہا ہوں؟

بلال کے لہجے میں سختی برقرار تھی۔

آپ کہنا چاہ رہے ہیں کہ میں ڈاکٹر ہارون کے ساتھ فلرٹ کررہی ہوں؟ میرے لئے یہ سب مزاق ہے؟ مطلب میرا ان سے شادی کا پلان ہے؟ اور انکی بیوی بچوں کو ان سے علیحدہ کرنے کا بھی؟ میں ہسپتال خاص ان سے ملنے آتی ہوں؟ میرے ساتھ ساتھ ڈاکٹر ہارون بھی فلرٹ کررہے ہیں؟ اور ہمارا مستقبل ساتھ بنانے کا پلان ہے؟ کیونکہ مجھے کوئی بہت جنونی عشق ہوگیا ہے

ان سے؟

ضحیٰ کو اب غصہ آیا تھا۔۔ یہ باتیں اتنی بری تب نہیں لگیں تھیں جب بلال نے کیں۔۔ مگر اب لگ رہی تھیں۔۔ حالانکہ ضحیٰ نے تو بس بلال کی کہی گئی باتوں کی وضاحت کی تھی۔

کس طرح کی فضول باتیں۔۔۔

بلال سنجیدہ ہوا۔

فضول باتوں کو چھوڑیں۔۔ مجھے اپنی باتوں کا مطلب سمجھائیں

ضحیٰ کی آواز میں تیزی آئی تھی۔

بلال کچھ کہتا اس سے پہلے ہی بادل زوروشور سے گرجنے لگے۔۔ بلال جان گیا تھا یہ سہی وقت نہیں ہے۔

ضحیٰ میری بات سنیں آپ

بلال کے لہجے میں نرمی آئی۔

بادل برسنے لگے تھے۔۔ روشن دن سیاہ ہوچکا تھا۔۔ سب بدل رہا تھا مگر یہ تبدیلیاں ضحیٰ کیلئے بہتر نہیں تھیں۔

ڈاکٹر بلال مجھے ساری عمر محبتوں کیلئے ترسایا گیا ہے۔۔ میں رشتوں کیلئے ترسی ہوں۔۔ میں اپنوں کی اپنائیت کیلئے ترسی ہوں۔۔ آپ یقین نہیں کریں گے

لیکن میں بچپن میں کئی دفعہ جھوٹی بیمار ہوا کرتی تھی کہ مجھ سے محبت جتائی جائے۔۔ میرا خیال رکھا جائے۔۔ مجھے چوما جائے۔۔ میرے لئے فکر مند ہوا جائے۔۔ مجھے محبت سے پکارا جائے۔۔ لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا۔۔ جنہیں ہر شے کیلیئے ترسایا گیا ہو وہ دوسروں کے ساتھ زیادتیاں نہیں کیا کرتے۔۔

جنہیں ساری عمر محبتیں نہ ملی ہوں وہ دوسروں سے محبتیں نہیں چھینا کرتے۔۔ جن کے خود کے پاس رشتے نہ ہوں وہ دوسروں کے گھر تباہ کرنے کا نہیں سوچا کرتے۔۔ مجھ جیسے لوگوں کے پاس جب کوئی شے آتی ہے تو وہ جھولیاں بھر بھر کے دیتے ہیں دوسروں کو۔۔ ضحیٰ کو اگر اپنی سب سے قیمتی شے یا انسان بھی دینا پڑے کسی کو اس کی خوشی کیلیئے تو ضحیٰ پیچھے نہیں ہٹتی۔۔ کیونکہ ضحیٰ نے دینا سیکھا ہے۔۔ چھیننا نہیں

ضحیٰ کا لہجہ نرم پڑا تھا۔۔ وجہ زوروشور سے برسنے والے بادل تھے۔

ضحیٰ

بلال بس یہی کہہ پایا۔

مجھے لگا کہ شاید نئے دوست ملے ہیں۔۔ خوشیاں ملی ہیں۔۔ مگر میں تو بھول ہی گئی تھی۔۔ میں تو ضحیٰ ہوں۔۔ اور ضحیٰ کی زندگی میں نہ تو خوشیاں ہیں اور نہ ہی لوگ

ضحیٰ نم آنکھوں سے مسکرائی۔

ضحیٰ ایسی بات نہیں ہے۔۔ آپ اور ہارون۔۔۔

بلال کی بات کاٹ دی گئی۔

تو آپ ایسا سوچتے ہیں؟

ڈھیروں شکوے آنکھوں میں لئے اب اس نے بلال کی آنکھوں میں دیکھنا شروع کیا۔

یہ پہلی دفعہ تھا جب بلال خاموش ہوا تھا۔۔ گہری اور لمبی خاموشی پھر سے بارش نے توڑی۔

ضحیٰ مسلسل اسے دیکھتی جارہی تھی۔

بلال تمہارے پاس اتنا وقت ہے جو تم یہاں ضائع کر رہے ہو؟

کیبن میں داخل ہوتے ہوئے فاطمہ جو حالات سے بے خبر تھی ضحیٰ کی طرف دیکھتے ہی بولی۔

فاطمہ کے اندر داخل ہوتے ہی ضحیٰ بغیر کچھ کہے سنے کیبن سے نکلی۔۔ بلال اسے پکار رہا تھا مگر پھر وہ بھی ضحیٰ تھی۔۔ ایک دفعہ جو گیا۔۔ اس پر واپسی کے دروازے محض بند ہی نہیں کئے جاتے۔۔ غائب کردئے جاتے ہیں۔۔ اور اس میں قسمت ضحیٰ کا بھرپور ساتھ دیتی ہے۔

آستین سے آنسو صاف کرتے وہ پھر سے ہارون سے جاکر ٹکرائی۔

ضحیٰ

ہارون پریشان ہوا تھا۔۔ ابھی ہی تو اس نے اسے مسکراتے ہوئے بھیجا تھا۔۔ پھر اتنی جلدی وہ کیسے رونے لگ گئی۔۔ اور وہ بھی اتنی بری طرح۔

ہارون کو نظرانداز کرکے وہ فوراً سے فرار ہوئی۔

بلال

ہارون چلاتے ہوئے بلال کے کیبن کی طرف بڑھا۔

ہسپتال سے نکلے وہ اب برستی بارش اور اندھیرے میں سڑک کے کنارے چلنے لگی۔۔ بلال نے ضحیٰ کی زخمی روح کے زخموں کو پھر سے کریدا تھا جو ضحیٰ کیلئے بہت اذیت دہ تھا۔۔ بار بار اسی زخم پر کیوں چوٹ دی جاتی تھی۔۔ بار بار ضحیٰ کو ہی کیوں چوٹ دی جاتی تھی۔۔ ہر دفعہ چکی میں پِسنے کیلئے ضحیٰ کی ذات کا ہی انتخاب کیوں کیا جاتا تھا۔

بارش میں ضحیٰ مکمل بھیگ چکی تھی۔۔ سر اٹھاکر اب اس نے آسمان کو دیکھنا شروع کیا۔۔ بارش کی بوندیں اس کے چہرے سے ہوتی ہوئی گردن کو آرہی تھیں۔۔ کچھ دیر ضحیٰ ساقط رہی۔۔ بارش تباہی لاتی ہے۔۔ اور اس بات پر ضحیٰ کا یقین کامل ہوچکا تھا۔۔ غصہ۔۔ دکھ۔۔ درد۔۔ اذیت۔۔ افسوس۔۔ پچھتاوے۔۔ اور یہ بارش کی آمد۔۔ سب مل کر ضحیٰ کو ختم کررہے تھے۔

چہرے سے پانی ہٹا کر ضحیٰ نے تھکے تھکے قدم اٹھائے۔۔ زمین و آسمان ہر طرف پانی۔۔ اندھیرا اور ٹھنڈی ہوائیں ضحیٰ کے وجود میں چبھنے لگیں۔۔ کافی دیر کا ضبط اب ٹوٹا۔۔ آنسوؤں میں روانی سانس روکنے لگی۔۔ ضحیٰ کہیں بیٹھ کر چِلا چِلا کر رونا چاہتی تھی۔۔ مگر یہ رسمِ دنیا۔۔ رونے کو بھی چھپنا پڑتا ہے۔۔ سرِ بازار رونے لگو تو تہمتوں کی بوچھاڑ ہوتی ہے۔

جیبوں میں ہاتھ ڈالے اس نے اب تیز تیز چلنا شروع کیا۔۔ آج ضحیٰ بارش میں تھی۔۔ ضحیٰ کے دوستوں کا خواب پورا ہوا تھا۔۔ وہ اسے ایک دفعہ تو بارش میں دیکھنا چاہتے تھے۔۔ دوستوں کا خواب تو پورا ہوا مگر ضحیٰ۔۔ ضحیٰ اب ٹوٹ چکی تھی۔ بعض اوقات کسی کا خواب پورا کرنے کیلئے آپ کو تو ٹوٹنا پڑتا ہے۔۔ یہی تو شرطِ اول ہوتی ہے

زندگی جتنا بڑا اسکا امتحان لے رہی تھی اتنی تو اسکی زندگی تھی بھی نہیں

ماں نہیں ملی۔۔ باپ نہیں ملا۔۔ بہن بھائی نہیں۔۔ دوست نہیں۔۔ کوئی رشتہ نہیں ملا مجھے میں نے اپنوں کو محسوس نہیں کیا۔۔ میں نے محبتیں نہیں دیکھیں۔۔ مجھے یاد ہی نہیں پڑتا کہ آخری دفعہ کب کسی نے مجھ سے محبت کی تھی۔۔ یہ سب میں نے اپنی زندگی میں خود نہیں چاہا تھا۔۔ اتنی خراب زندگی بھی کسی کو چاہئے ہوتی ہے

ضحیٰ تیز تیز قدموں سے بارش میں چلتے ہوئے اپنی سوچوں میں گرفتار ہونے

لگی۔۔ آس پاس کی دنیا سے اسکا کوئی لینا دینا نہیں تھا۔

اور یہ جو کہتے ہیں کہ یہ سب میرے گناہوں کی وجہ سے ہے تو میں اکیلی گنہگار ہوں؟ اس ساری دنیا میں ایک اکیلی میں ہی گنہگار ہوں

سوچتے ہوئے ضحیٰ بھول چکی تھی کہ ہر انسان اپنے ساتھ ایک جنگ لڑرہا ہوتا ہے جو دوسروں کو نہیں پتا ہوتی۔۔ ہر انسان مصیبتوں میں ہوتا ہے۔۔ دکھنے کو تو ضحیٰ بھی مضبوط اور خوش تھی۔۔ لیکن دکھنے سے کیا ہوتا ہے؟ سب کے مسائل ہوتے ہیں سب کی پریشانیاں ہوتی ہیں۔۔ مگر کامیاب اور سکون میں وہ ہوتے ہیں جن کے پاس اللہ سے تعلق کی ڈوری ہوتی ہے۔۔ جو ہر آزمائش پر ثابت قدم رہتے ہیں۔۔ جو صبرِ جمیل کو سیکھ جاتے ہیں۔۔ جنہیں اللہ کے ہرکام میں بہتری نظر آتی ہے۔۔ جنہیں معلوم ہوتا ہے کہ جب ہر کام اللہ کی اجازت سے ہوگا تو انکے ساتھ زیادتی نہیں ہوگی۔۔ وہ رحمان ورحیم ہے۔۔ اللہ زیادتی نہیں کرتے بندے کے ساتھ۔۔ یہ انسانی فطرت ہے۔۔ وہ جلد باز ہے۔۔ مصلحتیں اسکی سمجھ میں نہیں آتیں۔

دنیا میں یہ جو دوطرح کے لوگ ہوتے ہیں۔۔ ایک وہ جو اپنی پریشانیوں کا ڈھنڈھورا پیٹ کر ہمدردیاں جمع کرکے خود کو مظلوم مانتے ہیں۔۔ اور دوسرے ضحیٰ جیسے لوگ جو اپنی ذات میں تکالیف بھر بھر کے خود سے ہی شکوے کرکے یہ ثابت کرکے مظلوم بنتے ہیں کہ وہ بیچارے ہیں۔۔ اتنے کہ کسی سے

بیان بھی نہیں کرسکتے۔۔ مگر مظلوم دونوں نہیں ہوتے۔۔ اور بقول انکے یہ ظلم کر کون رہا ہے ان کے ساتھ؟ انسان؟ جو اللہ کی مرضی کے بغیر سانس تک نہیں خارج کرتے۔۔ یا اللہ؟ جو اپنے بندے سے بے حد محبت کرتے ہیں۔۔ بار بار شیطان کی چلاکیاں بتاتے ہیں۔۔ کچھ کلمات پر تمام گناہ معاف کرکے اپنی محبت میں اپنی رحمت میں لیلیتے ہیں۔۔ انسان پر کوئی ظلم نہیں کرتا۔۔ مگر وہ خود۔۔ اپنے ساتھ ہم خود ظلم کرتے ہیں۔۔ اور کوئی نہیں

کوئی نہیں ہے میرے پاس اللہ جی۔۔ کوئی بھی نہیں ہے۔۔ اکیلی ہوں میں۔۔ پر اکیلی بھی میں کیا کروں۔۔ موت دیدیں مجھے اللہ جی۔۔ یہ جان لیلیں اللہ جی۔۔ اماں پاس بلالیں۔۔ اماں پاس آنا ہے۔۔ ایک وہی تو تھیں میری۔۔ ماں ہوتی ہے تو سب ہوتا ہے۔۔ باپ۔۔ رشتے دار۔۔ دوست۔۔ دنیا۔۔ یہ سب ماؤں سے ہی تو ہوتا ہے۔۔ میری ماں ہی لیلی آپ نے مجھ سے اللہ جی۔۔ کیا کروں اس ظالم دنیا میں۔۔ کیا کروں میں یہاں۔۔ میں نہیں رہنا چاہتی۔۔ میرے پاس نہ الفاظ ہیں نہ کوئی وسیلہ۔۔ اللہ جی آپ میرے پیارے اللہ ہیں۔۔ پیارے والے اللہ ہیں آپ میرے۔۔ آپ پاک ہیں آپ بہت پاک ہیں اللہ جی۔۔ آپ سب سے اچھے ہیں۔۔ دیکھ لیں اللہ جی۔۔ مجھے ماں پاس بلالیں۔۔ بس یہ مان لیں اور کچھ

بھی نہیں۔۔ کچھ بھی نہیں چاہئے میرے اللہ جی

آنسوؤں کی روانی بارش میں نہیں دکھ رہی تھی۔

مگر ضحیٰ کی اذیت بڑھتی جارہی تھی۔۔ جس شدت سے آج اس نے دعا مانگی تھی کبھی نہیں مانگی۔

ضحیٰ

ضحیٰ اب سڑک کے بیچ و بیچ چلنے لگی تھی جب کسی نے اسے آواز دی۔۔ مڑ کر دیکھنے پر معلوم ہوا وہ بلال تھا۔

مگر اس سے پہلے کے وہ اس پر بھرپور نظر ڈالتا۔۔ ایک تیز رفتار گاڑی ضحیٰ کو روندتے ہوئے چلی گئی۔ ایک زوردار چیخ ہوا میں بلند ہوئی تھی۔ گاڑی رکی نہیں۔۔ مگر اسے روکنے کا ہوش بلال کو آیا بھی نہیں تھا۔

ضحیٰ

بلال حلق کے بل چلایا اور برق رفتاری سے اس تک پہنچا۔۔ مگر دیر ہو چکی تھی۔ ضحیٰ کا خون سے لت پت وجود لوگوں کے ہجوم میں بے سدھ پڑا تھا۔ جسے شاید کفن کی ہی کمی ہو۔ کافور کی خوشبو فضا میں پہلے ہی محسوس ہونے لگی تھی۔

بعض کہانیاں شروع ہونے سے پہلے ہی ختم ہوجاتی ہیں۔۔ بلال کی بھی ہورہی تھی۔۔ اسی لئے تو ہر اختتام اچھا کرنا چاہیئے۔۔ ورنہ پھر بلال کی طرح صرف

پچھتاوا ہی ہوتا ہے جو آپ کے پاس رہ جاتا ہے۔

اور پھر موت مانگنے والوں کو جب موت آتی ہے نہ تو بہت بری طرح آتی ہے۔۔ تب ہی تو ہمیں موت کی سختیوں سے پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا ہے۔۔ نہ کہ شدت سے موت مانگنا۔۔ لوگ بہت عجیب ہوتے ہیں۔۔ یہ تکلیف کا حل مانگنے کے بجائے صبر مانگتے ہیں۔۔ پریشانیاں حل کرنے کے بجائے ایک لوزر کی طرح موت مانگنے سے سب ٹھیک نہیں ہوجاتا۔۔ یہ تو زندگی بھی فانی ہے۔۔ مگر آخرت میں۔۔ وہاں تو موت کو بھی موت آنی ہے۔۔ تو کیوں لیں اتنا بڑا خسارہ۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

دو ہفتوں بعد ضحیٰ کو آئی سی یو سے وارڈ میں شفٹ کردیا گیا تھا۔۔ مگر ان دو ہفتوں میں ضحیٰ کی طبیعت میں بہت مشکل سے بہتری آئی تھی اور مشکل ہوتی بھی کیوں نا۔۔ ایک اچھی خاصی گاڑی روند کر گئی تھی کوئی پھول توڑتے ہوئے کانٹا تو نہیں چبھا تھا۔

ضحیٰ کے چہرے اور جسم پر زخموں کے نشانات عیاں تھے۔۔ ضحیٰ موت سے مل کر آئی تھی۔۔ مگر اچھی خبر یہ تھی کہ اسکی سانسیں چل رہی تھیں۔۔ مگر شاید ضحیٰ اور کسی اور کیلیئے یہ خبر اچھی نہیں تھی۔

ان دوہفتوں میں ہر وہ شخص جس نے ضحیٰ کے ساتھ نا انصافی کی تھی اس

کیلئے پریشان ہوا۔۔ ہر وہ شخص جس نے ضحیٰ کے ساتھ زیادتی کی تھی اسے محبت دینے آیا۔۔ ہر وہ شخص جس نے ضحیٰ سے تعلق ختم کیا تھا اپنی انائیں توڑ کر ضحیٰ سے ملاقات کیلئے آیا۔۔ ان دو ہفتوں میں ضحیٰ کے پاس سب تھے۔۔ مگر اب ضحیٰ کسی کے پاس نہیں تھی۔۔ کھودینے کا خوف ہو تو سب ہی پانا چاہتے ہیں۔۔ مگر حاصل کو لات مار کر دور کرنا۔۔ دھتکارنا۔۔ ناقدری سے پھینکنا تو عادتِ ناطق ہے

قدرت مواقع نہیں فراہم کرتی۔۔ لیکن اگر آپ کو پھر سے موقع ملتا ہے تو ہر نعمت کی ناشکری اور ناقدری لازمی تو نہیں۔

دعائیں۔۔ دوائیں کون سا ایسا عمل تھا جو ضحیٰ کی زندگی کیلئے نہیں کیا گیا۔۔ مگر ضحیٰ کو تو ہر دفعہ سب نے اپنے ہاتھوں سے دفنایا تھا تو پھر کیسے ممکن تھا کہ دفنائے ہوئے کو واپس گود میں رکھا جاتا۔۔ کھوئے ہوئے جب واپس ملتے ہیں تو ویسے ہی نہیں ہوتے جیسے آپ کی نظر سے نکلے ہوتے ہیں۔۔ ہزاروں تبدیلیاں روح چھلنی کرتی ہیں۔۔ حادثات بھی انسان میں ویسی ہی تبدیلیاں برپا کرتے ہیں۔۔ کبھی نہ ختم ہونے والی۔۔ مضر تبدیلیاں

دو ہفتے کی طویل بیہوشی کے بعد اب ضحیٰ کچھ بہتر تھی۔۔ اس کے حواس باختہ ہونے لگے تھے۔۔ آنکھیں آہستہ آہستہ کھولتے ہوئے ضحیٰ نے گردن موڑ کر کسی کو بلانا چاہا۔۔ گاڑی سے ٹکر لگتے اسے بھی پتا چلا تھا۔۔ مگر اس کے بعد

کیا ہوا۔۔ اور کون اسے یہاں تک لایا۔۔ یہ جاننے کیلئے اسے کسی کی ضرورت تھی۔

کوئی ہے؟

آواز بمشکل حلق سے نکلی۔۔ اس وقت اس کے پاس کون تھا اور کسے آواز دینی تھی اس سب کی ہوش تو ضحیٰ کو تھی ہی نہیں۔

ضحیٰ کے پکارنے پر وہ فوراً سے اسکے پاس چل کر آیا۔

میں یہی ہوں۔۔ آپ ٹھیک ہیں؟ کہیں پین تو نہیں ہے آپ کو؟

بلیو جینز کے ساتھ وائٹ شرٹ پر لیب کوٹ پہنے وہ اسکے سامنے آ کھڑا ہوا۔

ضحیٰ نے بمشکل نظر اٹھائی۔۔ سامنے وہی تھا جسے اس نے بیہوش ہونے سے پہلے دیکھنا تھا۔۔ سامنے بلال تھا۔

ضحیٰ بیمار تھی۔۔ زخمی تھی۔۔ اذیت میں تھی۔۔ مگر بھولی نہیں تھی۔

جواب دیئے بغیر ضحیٰ نے اٹھنا چاہا۔

آپ آرام کریں ضحیٰ۔۔ نہیں اٹھیں ابھی

ضحیٰ کی اٹھنے کی کوشش ناکام بناتے ہوئے بلال اب اسے دیکھنے لگا۔۔ ضحیٰ اب بھی چپ تھی۔

فجر؟

آواز کو بلند کرنے کی کوشش میں وہ خود کو مزید تکلیف دے بیٹھی تھی۔۔ دردِ سر سے تو وہ ویسے ہی مرجاتی۔

سب یہی ہیں ضحیٰ آپ ہلیں نہیں زیادہ۔۔ آپ اب بھی مکمل طور پر ٹھیک نہیں ہوئیں

بلال کو فکر تھی۔

التمش

شدتِ درد میں اسے یہ بھی نہیں یاد تھا کہ وہ جسے پکار رہی ہے اس سے معاملات بگاڑ چکی ہے۔

مگر چھ سال کا تعلق تھا۔۔ محبت نہیں تو ہمدردی تو انسان کو یاد رہتی ہی ہے۔

ضحیٰ یہاں فی الحال میرے سوا کوئی بھی نہیں ہے اور میں آپ کو ملنے جلنے سے منع کررہا ہوں اگر آپ سمجھ لیں بات میری تو

بلال سنجیدہ ہوا۔

ضحیٰ اسے مکمل نظر انداز کرتے ہوئے اٹھنے کی کوشش کرنے لگی۔

ضحیٰ بات مان لیں ورنہ یقین کریں یہیں رکھ کے لگاؤں گا میں۔۔ لحاظ نہیں کروں گا کہ آپ پٹیوں میں ہیں

بلال نے ضحیٰ کو واپس سمجھایا۔

بلال

وارڈ میں داخل ہوتے ہوئے ڈاکٹر ہارون نے بارعب لہجے میں کہا۔

ضحیٰ نے فوراً سے ڈاکٹر ہارون کی طرف نگاہ ڈالی۔

میرے خیال میں مریض سے کیسے بات کرنی ہے بھول چکے ہیں آپ

ہارون اب ان دونوں کی طرف بڑھا۔

مجھے سب پتا ہے کہ کس سے کیسے بات کرنی ہے۔۔ وہ نہیں مان رہیں تھیں بات۔۔ اسی لئے یہ طریقہ

تو یہ طریقہ اپنائیں گے آپ؟ مریض سے کیسا رویہ رکھنا ہے مجھے یاد کروانا پڑے گا آپ کو؟

ہارون نے بلال کو ٹوکا۔

جواباً بلال خاموش ہوا۔۔ وہ ہارون سے بحث نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔ خاص کر جب ضحیٰ بیمار تھی۔

آپ ٹھیک ہیں ضحیٰ؟

ہارون نے ضحیٰ کو سہارا دیکر بٹھایا تھا۔

میں ٹھیک ہوں۔۔ فجر ہے یہاں؟

ضحیٰ سنبھل کر بیٹھی۔

بلال کے جسم میں غصے کی لہر دوڑی۔۔ یہ سوال اس سے بھی تو پوچھا جاسکتا تھا۔

شاید ہیں۔۔ آپ بہتر محسوس کررہی ہیں تو میں انہیں بھیجتا ہوں

ہارون نے تصدیق چاہی۔

فجر کو بلادیں

ضحیٰ نے نرم لہجے میں کہا۔ وہ ٹھیک نہیں تھی۔۔ مگر وہ یہ انہیں بتانے کے حق میں بھی نہیں تھی۔

میں بھیجتا ہوں۔۔ آپ آرام کریں۔۔ بلال چلیں ساتھ میرے

ہارون نے جاتے ہوئے بلال کو بھی اشارہ کیا جس کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوا۔

میں جانتا ہوں کہ کی ہے میں نے غلطی۔۔ لیکن ضحیٰ آپ نے معاف کرنا بھی تو سیکھا ہے۔۔ میں معافی مانگتا ہوں اپنی تمام ان باتوں پر جس نے آپ کو تکلیف دی ہے۔۔ میرا ہرگز وہ مطلب نہیں تھا میں تو بس

ہارون کے جاتے ہی بلال نے بات شروع کی۔۔ مگر ضحیٰ نے فوراً سے رخ بدلا۔

ضحیٰ یار خدا کیلئے۔۔ سزا دیں۔۔ غصہ کریں۔۔ بھڑاس نکالیں پر اللہ کا واسطہ ہے یوں نظرانداز نہیں کریں

نم آنکھوں کے ساتھ وہ اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

ضحیٰ نے آنکھیں موندیں۔

ایک موقع تو دیں غلطی سدھار نے کا ضحیٰ؟

بلال کافی پریشان تھا اور ہوتا بھی کیسے نہ آخر دوہفتے ضحیٰ کو تڑپتے دیکھا ہے۔

ڈاکٹر بلال آپ کو ڈاکٹر ہارون باہر بلارہے ہیں

بلال مزید کچھ کہتا اس سے پہلے ہی نرس نے آکر اسے پیغام دیا۔

آپ جائیں میں آتا ہوں۔

بلال نے ابھی معافی نہیں مانگی تھی۔

ڈاکٹر ہارون نے کہا ہے آپ کو ساتھ لانا ہے

وہ پھر سے بولی۔

آرہا ہوں یار کیا موت پڑ گئی ہے

لہجے میں اب کافی تلخی آئی۔

آپریشن کرنا ہے یہ موت پڑ رہی ہے۔۔ فاطمہ وہاں آگ بگولا ہورہی ہے یہ

موت پڑ رہی ہے۔۔ پہلی موت کا نتیجہ دیکھ چکے ہو۔۔ بار بار وہی حالات کیوں پیدا کررہے ہو؟

نرس کے پیچھے سے نکلتے ہوئے ہارون سخت ہوا۔

بغیر کچھ کہے سنے بلال ضحیٰ پر نظر ڈال کر اب غصے میں نکلا۔۔ اس کا یہ غصہ اور وہاں سے جانا ضحیٰ کی صحت پر بالکل اثر نہیں کررہا تھا کیونکہ جب امیدیں ہی ختم ہوجائیں تو کچھ کہنے سننے یا کسی کہ ہونے نا ہونے سے کیا فرق پڑتا ہے۔۔ پھر کوئی کیا کررہا ہے کیا نہیں آپ کا کیا لینا دینا اس سب سے۔۔

ہارون اور بلال کے جاتے ہی کمرے میں فجر اور التمش آئے۔۔ فجر ضحیٰ کے قریب بیٹھی تھی مگر التمش کافی دور کھڑا تھا۔۔ ضحیٰ ٹھیک نہیں تھی اور التمش اسی بات کا خیال کررہا تھا۔۔ وہ اسکے قریب جاکر اسے مزید اذیت نہیں دینا چاہتا تھا۔

تم ٹھیک ہو نہ؟

ضحیٰ کے ہاتھ سہلاتے ہوئے فجر نے بات کا آغاز کیا۔

میں ٹھیک ہوں بالکل۔۔ تم فکر نہیں کرو

آہستہ سے کہتے ہوئے اس نے فجر کو تسلی دی۔

ٹھیک ہوتی تو یہاں نہیں ہوتی۔۔ اور بھلا نکلی ہی کیوں تم اس دن گھر سے۔۔
نہ جنت آتی نہ یہ سب ہوتا تمہارے ساتھ

فجر نے بھڑاس نکالنا شروع کی۔

تم لوگوں کی جنت سے کوئی بات ہوئی پھر سے؟

بلیک جینز پر وائٹ شرٹ پہنے ہاتھ باندھے التمش جو ٹیک لگائے کھڑا تھا فوراً بولا۔

فجر نے نفی میں سرہلایا۔۔ وہ فی الحال اس بارے میں بات نہیں بڑھانا چاہتی تھی۔

مگر یہ سب ہوا کیسے ضحیٰ؟

وہ فکرمند تھی۔

تم لوگ قبر میں اتارتے ہوئے بھی پوچھوگے کہ مری کیسے ہوں؟ ہیں؟

بمشکل ہی مگر وہ بولتی جارہی تھی۔

تم نے بکواس ہی کرنی ہوتی ہے تو منہ بند رکھ لیا کرو

فجر کو غصہ آیا۔

میں ٹھیک ہوں یار کیوں اتنا عجیب ہورہی ہو تم

نظریں گھما کر اب اس نے التمش پر ڈالیں جو کافی سنجیدہ تھا۔

ضحیٰ منہ بند رکھ لو اور آرام کرو

بعض دوستوں میں بھی ماؤں والی خصلتیں ہوتی ہیں۔۔ اور فجر اس وقت انہی خصلتوں سے دوچار تھی۔

تمہاری بات مانی ہوتی تو یہیں ہوتی نہ میں

اس نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔

تم بیوہ ہوگئے ہو التمش؟

فجر سے بیزار ہوکر وہ اب التمش کی طرف ہوئی۔

مطلب؟

التمش نے نا سمجھتے ہوئے کہا۔

اتنا برا منہ بنایا ہوا ہے مجھے لگا نئے نئے بیوہ ہوئے ہو۔

ضحیٰ کے لب ہلکی سی مسکان میں ڈھلے۔

جو حرکت تم نے کی ہے اس کے بعد سارے ہسپتال میں چھپاتے ہوئے مٹھائی بانٹنے سے تو میں رہا

غصہ بس ضحیٰ پر اترنے ہی والا تھا۔

چلو جی۔۔ اووہ بھئی میں خودکشی کیلیئے نہیں نکلی تھی گھر سے چہل قدمی کیلیئے نکلی تھی۔۔ وہ تو راستے میں کوئی گدھا کیکڑوں والے ستے نشے کرکے گاڑی چلارہا تھا۔۔ منحوس نے معصوم بچی پر گاڑی چڑھا دی۔۔ اس میں میرا کیا قصور

ہر دفعہ کی طرح آج بھی معصوم بننے کی ناکام کوشش کی گئی۔

ہاں اسے کوئی دشمنی تھی تم سے۔۔ جو آج نکالی

التمش نے طنز کیا۔

ہاں نہ۔۔ اللہ کرے اسے ٹھنڈا پانی ٹھنڈا نہ لگے۔۔ منحوس کی چائے میں کوئی چمچ بھر بھر کے نمک ڈالے۔۔ کیک کھاتے ہوئے گندے انڈوں کی بو آئے۔۔ اسکی بیوی اچانک سے کالی ہوجائے۔۔ اس کے بچے گنجے ہوں۔۔ ٹڈیوں کا۔۔۔

ضحیٰ کے شروع ہونے پر وہ اسے گھورنے لگے۔

غلطی ہمیشہ دوسروں کی ہی ہوتی ہے

التمش نے اسے ٹوکا۔

یار۔۔ دفعہ کرو۔۔ ادھر آؤ

ضحیٰ نے التمش کو پاس بلایا۔

کیوں؟

التمش نے اسے پھر سے گھورا۔

اللہ کی قسم میں چلنے پھرنے والی ہوتی تو سر پھاڑ دیتی تم دونوں کا ایسے منحوس ہو تم دونوں۔۔ چلے جاؤ میری نظروں کے سامنے سے۔۔ دور دور دفعہ

اب اگر واقعی ضحیٰ اٹھ سکتی تو وہ دونوں اٹھنے کے قابل نہ رہتے۔

بکواس نہیں کرو

وہ دونوں بیک آواز بولے۔

بتاؤ کیا ہے؟

التمش اس کے قریب آیا۔

تم میرے بھائی ہو نہ؟

ضحیٰ نے تصدیق چاہی۔

تو؟

التمش اس کی چالاکیوں سے ناواقف تھا۔

پیارے بھائی ہو نہ؟

وہ پھر سے تصدیق چاہتی تھی۔

کام بتاؤ

التمش اسے سمجھ چکا تھا۔

یار مجھے یہاں سے آج کے آج لے جاؤ۔۔ میرا دل باہر کو آتا ہے یہاں۔۔
مجھے گھٹن ہوتی ہے

التمش کی شرٹ کھینچتے ہوئے وہ پھر سے معصوم بنی۔

میں نے رکھ کے چپیڑ مارنی ہے تمہیں ٹھیک ہوگئ ہو تم؟

التمش نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

کس قسم کا شوہر پالا ہوا ہے تم نے فجر۔۔ چھوڑ دو کسی کام کا نہیں ہے

ضحیٰ اب فجر کی طرف متوجہ ہوئی۔۔ اسکی اس بات سے فجر گھبرائی تھی۔۔ یہ
کس قسم کی بات کی تھی ضحیٰ نے۔۔ وہ بھی التمش کے سامنے۔

آپ بہت زیادہ نہیں بولنے لگیں ضحیٰ باجی

التمش نے جھک کر اس کے گال کھینچے۔

دیکھ لو یار لے جاؤ یہاں سے۔۔ تمہاری یہ نیکی کبھی نہیں بھولوں گی۔۔ ٹھیک
ہونے کے بعد تمہیں اپنے ہاتھوں سے سینڈویچ اور کافی بنا کے دوں گی

ضحیٰ نے دل سے اپنے مفاد کیلئے پیشکش کروائی۔

نہیں پھر تو تم یہیں رہو بھئی

التمش نے بھنویں اچکاتے ہوئے کہا۔

میری بددعائیں لگ جاتی ہیں التمش۔۔ اور مریض کی تو ویسے قبول ہوتی ہے

اسے ڈراتے ہوئے وہ اپنی بات منوانا چاہتی تھی۔

ضحیٰ تم ٹھیک نہیں ہوئی ہو ابھی

فجر نے دخل دیتے ہوئے کہا۔

یااااار۔۔ تم تو چپ کرو

اس نے سختی سے کہا۔

اچھا میں کرتا ہوں بات لیکن وعدہ کرو کہ تم گھر سے نہیں نکلو گی ٹھیک ہونے تک اور اگر کچھ چاہئے ہوا بھی تو مجھے کہو گی۔۔ بتاؤ قبول ہے؟

التمش نے تصدیق چاہی۔

تین مرتبہ قبول ہے اب جاؤ

ضحیٰ نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

ہاتھ میں رپورٹس لئے بلال داخل ہوا ہی تھا کہ اتنا خوشگوار ماحول دیکھ کر سنجیدہ ہوا۔۔ بلال کو دیکھ کر ضحیٰ اور التمش بھی سنجیدہ ہوئے۔

میں ڈاکٹر سے بات کرکے آتا ہوں۔۔ گھر میں تمہاری زیادہ بہتر دیکھ بھال

ہوسکتی ہے

التمش نے بلال سے نگاہ ہٹا کر ضحیٰ کو مخاطب کیا۔۔ ضحیٰ نے اثبات میں سر ہلایا۔

آپ کسی بھی طریقے سے انہیں یہاں سے نہیں لے جاسکتے۔۔ اور کچھ بھی کرکے ڈاکٹرز سے سہی دیکھ بھال نہیں کرسکتے

بلال نے دخل دی۔

تم سے پوچھا کس نے ہے

التمش نے لہجہ تلخ کیا۔

میری پیشنٹ ہیں۔۔ انہیں کیسے رکھنا ہے مجھ سے زیادہ آپ نہیں جانتے

بلال پریشان تھا۔۔ اور یہ پریشانی چڑچڑاہٹ کا باعث بن رہی تھی۔

اب ایک ڈاکٹر تو مجھے نہیں بتائے گا کہ میں نے ضحیٰ کا خیال کیسے رکھنا ہے

التمش اب اسکے قریب آ کھڑا ہوا۔

لیکن میں بتارہا ہوں اور رہی بات یہاں سے لے جانے کی۔۔ تو غلطی کریں گے

بلال نے التمش کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

یار تم نہیں لگا کرو میرے منہ۔۔ دیکھ دیکھ کے غصہ آتا ہے تمہیں۔۔ ایسے ہی کہیں پھر سے نہ کھالینا دو کان کے پیچھے

اس نے بلال کو کچھ یاد کروانا چاہا۔

التمش

فجر فوراً سے بولی۔۔ وہ یہ سب مزید برداشت نہیں کرسکتی تھی۔۔ مگر ضحیٰ انہیں مکمل طور پر نظرانداز کررہی تھی۔

تم یہیں رکو۔۔ میں آتا ہوں بات کرکے۔۔ شام تک چلتے ہیں

ضحیٰ کا سر سہلاتا ہوا وہ وارڈ سے نکلا۔۔ فجر بھی اس کے پیچھے گئی۔۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ التمش غصے میں نکلا ہے اور جس انسان نے تباہ ہونا ہوتا ہے اس میں سب سے پہلے غصہ پیدا ہوتا ہے۔

غصہ بھی ہوں مجھ پر تو میرا دفاع تو کر ہی سکتی ہیں۔۔ شاید یہ کام آپ کا تھا جو فجر نے کیا ہے

بلال نے اسے یاد دہانی کروائی۔

دیکھیں ڈاکٹر بلال۔۔۔

محمد بلال

بلال نے اسے فوراً سے ٹوکا۔

جو بھی ہے۔۔ مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے کسی کا بھی دفاع کرنے کی۔۔ اور نہ ہی اتنے قابل ڈاکٹر کو ضرورت ہے مجھ پر یا میرے مسئلوں پر اپنا وقت ضائع کرنے کی۔۔ سمجھ چکے ہوں تو جاسکتے ہیں

ضحیٰ کی بھڑاس اب نکلنے لگی تھی۔

یہ کس طرح کی باتیں کررہی ہیں آپ ضحیٰ

بلال کو دکھ ہوا تھا۔

ڈاکٹر بلال یہ میں نہیں کہہ رہی۔۔ یہ مجھے آپ کی ڈاکٹر فاطمہ نے اسی طرح سے کہا ہے۔۔ میں تو بس عمل کررہی ہوں انکی باتوں پر۔۔ اور کسی سے بات تک کرنے کی تمیز تو ہے نہیں ہے ان سب کو۔۔ جب اسی لہجے میں اگلا بات کرے تو غصہ کیوں آتا ہے بھئی؟ نہیں مطلب اگر سہہ نہیں سکتے تو کہتے کیوں ہیں؟

ضحیٰ بغیر سوچے سمجھے کہتی جارہی تھی۔

فاطمہ نے؟

بلال نے حیرت سے پوچھا۔

دیکھیں ڈاکٹر بلال۔۔ میں جب جب یہاں آتی ہوں یا کبھی آپ سے ملتی ہوں تو مجھے کوئی نہ کوئی تکلیف پہنچ جاتی ہے۔۔ بہتر ہے کہ آپ دور رہا کریں۔۔

ٹھیک نہیں ہیں آپ میرے لئے۔۔ اور یہ جو تھوڑی بہت ہمدردی ہے نہ مجھ سے آپ کی۔۔ خدا کا واسطہ ہے ختم کردیں۔۔ ہزاروں اور مریض ہیں۔۔ کسی کو بھی پکڑ لیں۔۔ پر آپ کو اللہ کا واسطہ ہے میری جان چھوڑ دیں

پہلی دفعہ ضحیٰ نے غبار نکالا تھا۔۔ مگر آج وقت نہیں تھا۔

ضحیٰ میں نے کبھی ایسا نہیں سوچا۔۔ ہاں ہوئی ہے مجھ سے غلطی لیکن ضحیٰ معافی بھی تو مانگ رہا ہوں۔۔ آپ جانتی ہیں معاف کردینے والے کا کیا اجر ہے۔۔ آپ کو میں نے پہلے دن ہی بتایا تھا۔۔ ضحیٰ غلطی ہر انسان سے ہوتی ہے۔۔ ان میں سے افضل وہی ہے جو معاف کردے۔۔ ضحیٰ آپ مجھے اللہ کیلئے معاف کردیں۔۔ اللہ آپ کو بہت اجر دیں گے ضحیٰ

ضحیٰ کے سامنے کھڑے اس نے نم آنکھوں سے کہا۔

بلال کو دیکھ کر ضحیٰ کا دل پریشان ہوا۔

اچھا روئیں نہیں۔۔ میں نے معاف کردیا ہے آپ کو۔۔ اب جائیں آپ

وہ اسے روتا نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔ اور یہی ضحیٰ میں خاص بات تھی۔

پریشان کرنے والوں کو پریشان نہیں کرتے۔۔ رلانے والوں کو رلاتے نہیں۔۔ غم دینے والوں کو بدلے میں غم نہیں دیا کرتے اور نہ ہی نفرتوں کا جواب نفرتوں میں دیتے ہیں۔۔ یہ حساب کتاب رکھنے والی ذات تو اللہ کی ہے۔۔

مسکراہٹیں بکھیرنا۔۔ معاف کردینا۔۔ درگزر کرنا۔۔ مدد کرتے رہنا۔۔ دوسروں کا خیال کرنا۔۔ یہ کام انسانوں کے ہیں۔۔ رب کے کرنے والے کام تو ہم نہیں کرسکتے نہ۔۔ تو جو کام انسانوں کا ہے ہی نہیں وہ کرنے کی کوشش ہی کیوں کی جائے

آپ پر یہ ندامت نہیں جچ رہی۔۔ یہ سر اٹھائیں۔۔ جائیں اللہ کیلئے آپ کو معاف کیا

بلال کے جواب نہ دینے پر ضحیٰ نے پھر سے کہا۔

خفا تو نہیں ہیں پھر؟

بلال نے فوراً سے پوچھا۔

نہیں۔۔ کچھ وقت دیں مجھے۔۔ میں ٹھیک ہوجاؤں گی۔۔ پر تب تک مجھے اکیلا چھوڑ دیں۔۔ میں خود ٹھیک ہوجاؤں گی مجھے ان معافیوں کی ندامتوں کی ضرورت نہیں ہے۔۔ مجھے وقت دیں۔۔ بس

ضحیٰ نے گویا درخواست کی ہو۔

لیکن ضحیٰ

یقین کریں میں ٹھیک ہوں۔۔ مجھے بس وقت دیں ورنہ سب خراب کردوں گی۔۔ ابھی جائیں پلیز

ضحیٰ نے اسے ٹوک کر جانے کا کہا۔

سر کو خم دیکر وہ جاچکا تھا۔۔ جتنی تکلیف وہ دے چکا تھا کافی تھی اس کیلئے۔۔ اب بہتری ضحیٰ کی ماننے میں ہی تھی۔ اور اس نے وہی کیا تھا۔۔ اگلے کے سر پر سوار ہوکر اسے اذیت نہیں دیا کرتے

کبھی کبھار دوسروں کی مان لینے میں بھی بہتری ہوتی ہے۔۔ جسکی آپ کو اشد ضرورت ہوتی ہے۔

وقت گزرتا جارہا تھا۔۔ دن ہفتوں کی مسافت طے کرگئے۔۔ ضحیٰ کے زخموں میں بھی کافی بہتری آئی۔۔ وہ خود کو پہلے سے بہتر۔۔ خوش اور پرسکون محسوس کرنے لگی تھی۔۔ وجہ لوگ اور انکی پریشانیاں تھیں۔۔ جن سے وہ اب دور رہتی تھی۔۔ تنہائی کو جب آپ سمجھنے لگتے ہیں تو آپ سکون کو جانتے ہیں۔۔ آپ کو تب معلوم ہوتا ہے کہ تنہائی عذاب نہیں ہے۔۔ تنہائی جان لیوا نہیں ہے۔۔ تنہائی تو ذہنی و جسمانی سکون کا نام ہے۔۔ لیکن تب جب آپ کی تنہائی غلاظتوں میں نہ ہو۔۔ اور جب آپ جان جاتے ہیں کہ تنہائی کس قدر پرسکون ہے تو پھر آپ لوگوں سے دور رہنے کی ہر ممکنہ کوشش کرتے ہیں۔

اس تنہائی نے ضحیٰ میں کافی مثبت تبدیلیاں ڈالیں۔۔ جن میں نماز سب سے بہترین تھی۔۔ ان دنوں فجر سے نماز سیکھ کر اس نے نماز کی پابندی کی اور یہ

سکون نماز سے ہی تو ملتا ہے۔۔ ضحیٰ نے اپنی تنہائی کا حق ادا کیا تھا۔۔ وہ بیٹھ کر روتی نہیں رہی تھی۔۔ وہ جھکی تھی۔۔ مگر اب کی بار کسی بشر کے سامنے نہیں۔۔ بلکہ خلقِ بشر کے سامنے۔۔ اور یہی چیز اسے سکون دینے لگی تھی۔۔ یہی اسے خوش اور مطمئن رکھنے لگی تھی۔ اور اتنا ہی نہیں۔۔ نماز کی ہی وجہ سے اس نے اپنا لباس بھی بدلا تھا۔ بلاشبہ نماز انسان میں مثبت تبدیلیاں پیداکرتی ہے۔۔ تب ہی تو معلوم ہوتا ہے کہ نماز کو قبول کیا جارہا ہے۔۔ اور نماز تو بہت سے پڑھتے ہیں۔۔ لیکن بہترین تو انہی کی ہوتی ہے جو اللہ سے باتیں کرتے ہیں

مگر ہر کام میں کوئی نہ کوئی کمی ہوتی ہے۔۔ ایسے ہی ضحیٰ کی نماز میں بھی بس ایک کمی تھی۔۔ دعا کی۔۔ ضحیٰ کو دعا کرنا نہیں آتی تھی۔۔ ہمارے بہت سے لوگوں کی طرح وہ بھی بس ایک دو بات کرکے دعا میں اٹھ جایا کرتی تھی۔۔ اور یہ چیز اسے پریشان کررہی تھی۔

پردے پیچھے کئے وہ کھڑکی کے باہر کے منظر میں کھوئی اپنی نماز کے بارے میں سوچ رہی تھی جب دروازہ نوک کرکے فجر اند آئی۔

اس کمرے سے بھی باہر نکلا کرو۔۔ کہیں باہر گھومیں؟ تھوڑا فریش ہوجاؤ گی تازہ ہوا لیکر

وہ ضحیٰ کے پاس آکر بیٹھتے ہوئے بولی۔

کیوں میں فریش نہیں لگتی تمہیں؟

وہ فجر کی طرف متوجہ ہوئی۔

نہیں۔۔ میرا وہ مطلب نہیں تھا۔۔ مطلب تم گھومنے پھرنے والی بندی ہو۔۔ تین ہفتوں سے اسی چار دیواری میں رہ رہی ہو۔۔ سوچا باہر جانا چاہو گی

فجر نے چاروں جانب دیکھا۔

تو ان تین ہفتوں میں تمہیں میرے مزاج برے لگے؟ کہیں سوچا کہ میں پہلے سے بگڑ رہی ہوں؟ یا کچھ بھی؟

وہ مسکرائی۔

نہیں۔۔ پر تم بدل گئی ہو اس حادثے کے بعد۔۔ تم خوش رہ رہی ہو۔۔ پریشان نہیں ہورہی۔۔ لڑ نہیں رہی۔۔ سنجیدہ ہوگئی ہو۔۔ اور یہ اچھی تبدیلیاں ہیں۔

تحمل سے کہتی ہوئی وہ مسکرائی۔

باہر کی دنیا ظالم ہے فجر۔۔ اسی چاردیواری میں سکون ہے۔۔ کوئی کچھ بھی کہے پر یہی حقیقت ہے۔۔ اور جنہیں یہ چاردیواری بری لگتی ہے وہ احمق ہیں

ضحیٰ نے نگاہ باہر ڈالتے ہوئے کہا۔

ہمم۔۔ جنت کو بیسٹ سنگر کا ایوارڈ ملا ہے

فجر نے ٹیک لگا کر آسمان کو دیکھنا شروع کیا۔

کیا فرق پڑتا ہے

بیزاریت سے کہتے ہوئے اس نے فجر کو دیکھا۔

پڑتا ہے ضحیٰ۔۔ بہت پڑتا ہے۔۔ ہماری جگہ پر جب اسے دیکھوں تو تکلیف ہوتی ہے۔۔ ہر دوسرے دن جب دھکا لگتا ہے تو پڑتا ہے۔۔ کہیں سے دھتکار کر نکال دی جاؤں تو پڑتا ہے۔۔ سارا سارا دن کہیں ایک لمحہ بیٹھنے کو نہ ملے اور مسلسل کام کرنا پڑے تو پڑتا ہے۔۔ اکیلی کہیں کھانے بیٹھوں تو پڑتا ہے۔۔ کسی کو جاب سے نکال رہے ہوں تو اپنا ڈر لگنے لگ جاتا ہے تب بھی پڑتا ہے۔۔ میری ساری محنت کے بعد کسی اور کا نام آئے تو بھی تو پڑتا ہے۔۔ اور پھر جب آتے جاتے گندی نظروں سے گزرتی ہوں تو بھی پڑتا ہے۔۔ برے برے ناموں سے پکارنے پر۔۔ جاب سے نکال دینے پر۔۔ گھر والوں کی یاد آنے پر۔۔ ہر دفعہ پڑتا ہے ہر وقت پڑتا ہے ضحیٰ۔۔ اور پھر سارا دن کی محنت اور کام کے بعد جب کمر بیڈ پر لگاتے ہوئے چھ سال کی ساری فلم آنکھوں کے سامنے چلتی ہے اور نیند آنسوؤں کی شکل میں بہہ جاتی ہے۔۔ ضحیٰ جب آپ سارا کام کے بعد آرام کرنا چاہو اور نیند نہ آئے۔۔ تھکن اور پریشانیاں جب مل جائیں تو نہیں پڑتا فرق؟ ضحیٰ یوں محسوس ہوتا ہے کہ کوئی بار بار کمر میں خنجر چلاتا ہے اور بار بار اس پر نمک رگڑتا ہے۔۔ واقعی نہیں پڑتا فرق؟ بہت

پڑتا ہے ضحیٰ

نم آنکھیں اس نے فوراً سے ضحیٰ سے چھپائیں۔

ضحیٰ کے بھی مسائل تھے۔۔ لیکن فجر نے بھی تو سب ساتھ سہا تھا۔۔ اس سے بات کرنے کا تو ضحیٰ کو بھی خیال نہیں آیا تھا۔ ضحیٰ پھر سے پریشان ہونے لگی۔۔ لیکن ابھی فجر سے کچھ نہیں کہا وہ اسے مزید دکھ میں نہیں دھکیلنا چاہتی تھی۔

تمہیں دعا مانگنی آتی ہے؟

وہ اپنی الجھن سلجھانا چاہتی تھی۔

مطلب؟

فجر کیلئے بات کافی عجیب تھی۔

مجھے نماز پڑھنی آگئی ہے لیکن دعا نہیں۔۔ میں نے جب ہاتھ اٹھائے ہیں اللہ سے گلے شکوے کئے ہیں۔۔ مجھے نہیں پتا چلتا کیا کہوں۔۔ نا مجھے کچھ مانگنا آتا ہے تو کیا کہا کروں؟

وہ پھر سے بولی۔

فجر اسے کچھ دیر بے یقینی سے دیکھتی رہی۔۔ اس موقع پر اسے فجر سے فجر کی باتیں کرنی چاہیئے تھیں۔۔ پھر موضوع بدلنے کی کیا بات تھی۔

درود شریف پڑھ کر اللہ کی حمد بیان کیا کرو۔۔

حمد؟ جو اردو کی کتابوں میں ہوتی ہے؟

فجر کو ٹوکتے ہوئے وہ فوراً بولی۔

نہیں۔۔ اللہ کیلئے تعریفی کلمات کہنا۔۔ جیسے سورۃ فاتحہ۔۔ اللہ اکبر۔۔ سبحان اللہ۔۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔۔ اللہ اکبر کبیرا۔۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔۔ لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر۔۔ اور اس جیسے باقی کلمات۔

اس نے وضاحت کی۔

پھر؟

ضحیٰ نے سمجھتے ہوئے کہا۔

پھر توبہ کرو۔۔ معافی مانگو۔۔ اور اس کیلئے تم أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ الذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ، الْحَيُّ الْقَيُّومُ ، وَأَتُوبُ إِلَيْهِ۔۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّأَتُوبُ إِلَيْهِ۔۔ یہ بھی پڑھ لو تو ٹھیک ہے۔

پھر جب یہ کرلو تو تم اللہ کا شکر ادا کرو۔۔ ہر نعمت پر ہر احسان پر اور اس کیلئے۔۔۔ اس کیلئے تم رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ بھی پڑھ لو تو کافی ہے

فجر نے اپنی بات جاری رکھی۔

مگر میں یاد کیسے کروں گی یہ سب تو بہت مشکل ہے فجر

وہ پریشان ہوئی۔

لکھ لو۔۔ یا موبائیل پہ نوٹ کرلو۔۔ نماز پڑھنے کے بعد ایک نظر ڈال کر پڑھ لینا۔۔ کچھ وقت میں ہی تمہیں یاد ہوجائیں گی۔۔ مجھے بھی بابا نے یونہی کروائی تھیں۔

فجر نے سمجھایا۔

بس؟

وہ اور جاننا چاہتی تھی۔

اور آخر میں تم اپنے لئے بھلائی مانگنا۔۔ یا کوئی بھی ضرورت یا حاجت ہو۔۔ پھر اپنی دعا کا اختتام حمد اور درود سے کرنا۔

فجر اسے مکمل طریقہ سمجھا چکی تھی۔

شکریہ بتانے کا۔۔ میں یہ سب ابھی لکھتی ہوں۔۔ جائے نماز کے ساتھ لگالوں لکھ کر؟ کچھ ہوگا تو نہیں؟

ضحیٰ نے سوال کیا۔

نہیں۔۔ لیکن تم مکمل کوشش کرنا کہ انہیں یاد کرلو

فجر نے اس کا ڈر دور کیا۔

ضحیٰ نے اثبات میں سر ہلا کر اسے جواب دیا۔

چلو۔۔ مجھے جانا ہے ابھی۔۔ تم خیال رکھنا اپنا

کہتے ہوئے وہ ضحیٰ کے پاس سے اٹھی۔

کہاں جارہی ہو؟

ضحیٰ کو فکر تھی۔

کام سے جارہی ہوں۔۔ آتی ہوں

ضحیٰ کا سر سہلاتے ہوئے وہ کمرے سے چلی گئی۔۔ ضحیٰ کو عجیب لگا تھا۔۔ ایسا بھی کیا کام تھا جو اسے نہیں بتارہی تھی۔۔ لیکن اب ضحیٰ نے تجسس چھوڑ دیا تھا۔۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ پریشانی کی جڑ ہے یہ اور وہ مزید پریشان نہیں ہونا چاہتی تھی۔

بلیک جینز پر بلیک ہی شرٹ کے ساتھ بلیک اوورکوٹ پہنے ہاتھوں میں سلیپنگ پلز پکڑے وہ ہسپتال سے نکل کر پلز اوورکوٹ کی جیبوں میں ڈال کر شاپنگ بیگ پھینک ہی رہی تھی کہ اسے اپنا نام سنائی دینے لگا۔

فجر نے فوراً سے مڑ کر دیکھا۔۔ سامنے گندمی جینز پر نیوی بلیو شرٹ پہنے بلال موجود تھا۔

سوری مجھے لگا آپ نے مجھے بلایا ہے

فجر پلٹ کر بلال کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

میں نے واقعی بلایا ہے آپ کو۔۔ آپ یہاں خیریت سے ہیں؟

بلال بھی اس کے پاس چل کر آیا۔

ہسپتال میں دوائی لینے آتے ہیں سب۔

وہ بمشکل مسکرائی۔

نہیں مجھے لگا ضحیٰ آئی ہیں۔۔ وہ ٹھیک ہیں؟ کافی دیر سے نہیں ملیں

بلال نے جیبوں سے ہاتھ نکال کر ماتھے پر کھجاتے ہوئے کہا۔

ضحیٰ اللہ کا شکر ہے پہلے سے کافی بہتر ہے۔۔ ٹھیک ہورہی ہے۔۔ دعا کریں پوری طرح سے ہوجائے پھر مل جائے گی۔۔ میرا مطلب پھر مل لے گی

فجر نے فوراً سے وضاحت کی۔

پھر ضحیٰ نے دوا منگوائی ہے؟ سلیپنگ پلز لے رہی ہیں وہ؟

بلال نے تفتیش شروع کی۔

یا اللہ کیا انسان ہے یہ۔۔۔

فجر نے خود کلامی کی۔

مگر بلال جواب کا منتظر تھا۔

نہیں ضحیٰ نے نہیں منگوائیں۔۔ مجھے چاہئے تھیں

نا چاہتے ہوئے ہی سہی مگر اسے بتانا پڑا۔

ضحیٰ کی طبیعت کیسی ہے؟ ٹھیک رہتی ہیں وہ؟ کہیں یہ زخم تو نہیں ہے اب؟ یا درد وغیرہ؟

بلال نے پھر سے تفتیش شروع کی۔

ڈاکٹر بلال وہ بالکل ٹھیک ہے۔۔ میں ہوں اگر کچھ ہوا تو میں لے آؤں گی اسے۔۔ آپ فکر مند نہیں ہوں

فجر نے بلال کو مطمئن کروانا چاہا تھا۔

پھر بھی اگر کوئی ضحیٰ سے متعلق بات ہو یا کوئی مسئلہ۔۔ تو آپ سب سے پہلے مجھے بتایئے گا۔۔ دیر بگاڑ دیتی ہے سب

بلال ضحیٰ کے متعلق کافی پریشان تھا۔۔ وہ اس سے ملنا بھی چاہتا تھا۔۔ لیکن ضحیٰ نے خود وقت لیا تھا۔۔ وہ دل کے ہاتھوں مجبور ہوکر بھی یہ حماقت نہیں کرسکتا تھا۔

یار ضحیٰ کیا انسان ملا ہے

دل ودماغ میں ضحیٰ لاتے ہوئے وہ مسکرائی۔۔ بلال اسے مسکراتے دیکھ کر عجیب ہوا۔۔ یہ بھلا کیا بات تھی مسکرانے کی۔

ضرور۔۔ چلیں میں چلتی ہوں۔۔ رات کافی ہوچکی ہے۔

فجر کو گھر سے نکلے کافی دیر ہوچکی تھی۔

اللہ حافظ

بلال اپنی راہ کو نکلا تھا جب فجر نے اسے پھر سے پکارا۔

ڈاکٹر بلال سنیں

فجر فوراً سے بولی۔

جی؟

بلال اسکی طرف مڑا۔

التمش نے جو کچھ کیا اور جو کچھ کہا۔۔ اس سب کیلئے معذرت۔۔ وہ بس ذرا سا حساس ہے ضحیٰ کے معاملے میں۔۔ ایکچولی چھ سال اس نے ضحیٰ کو چھوٹی بہنوں کی طرح رکھا ہے۔۔ بھائیوں والے مسئلے سمجھتے ہیں نہ آپ۔

فجر نے نرم لہجے سے معذرت کرنا چاہی۔

میں کسی کے کہنے سے پہلے ہی معاف کردیتا ہوں۔۔ آپ فکر نہیں کریں۔۔ اور یہ سب باتیں آپ کے سوچنے والی نہیں ہیں۔۔ آپ دونوں بس اپنا خیال رکھیں۔۔ وہی بہت ہے میرے لئے

بلال نے بات ختم کی تھی۔۔ وہ بغض رکھنے والا انسان نہ تھا۔

اللہ کے بندے معاف کردیتے ہیں یہ سوچ کر ہی کہ اتنی ہی جلدی اللہ انہیں بھی معاف کریں۔۔ اِس فانی زندگی کے حساب اُس دائمی زندگی کیلیئے نہیں رکھا کرتے۔۔ معاف کرتے ہیں تاکہ معاف کئے جائیں

نہ ہی بلال وہ انسان تھا جو کسی کی غلطی کی سزا کسی اور کو دے اور معافی کسی اور سے منگوائے۔

شکریہ آپ کا

فجر نے بھی مسکراتے ہوئے بات ختم کی۔

ویسے اگر عشا پڑھ کر سوچنے والا کام کم کریں اور درود شریف کثرت سے پڑھیں تو ان شاء اللہ ان پلز کی ضرورت نہیں پڑے گی۔۔ رات کو زیادہ سوچنا صرف مایوسی بڑھاتا ہے۔۔ فکروں کو اللہ کے حوالے کردیجئے۔۔ وہ بہترین کارساز ہیں۔۔ کچھ برا نہیں کریں گے آپ کے ساتھ۔۔ ڈاکٹرز آپ کو دوا بتادیں گے لیکن فائدہ آپ کو ان پلز سے نہیں ہوگا۔۔ یہ عادت بن جائے گی اور چھوٹے گی نہیں۔۔ اور دنیاوی عادتوں کا انجام اچھا نہیں ہے۔۔ یہ تباہ کرتی

ہیں۔۔ بس

بلال نے مسکراتے ہوئے اسے مشورہ دیا تھا۔۔ وہ جانتا تھا کہ یہ پلز اسے تباہ کردیں گی۔۔ اور وہ اپنے سامنے کسی کو تباہ ہوتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔

اچھا۔۔ شکریہ۔۔ میں عمل کروں گی ان شاء اللہ

فجر مایوس تو پہلے ہی تھی۔۔ مگر یہ بات وہ بلال سے نہیں کہہ سکتی تھی۔۔ مگر اس نے پھر بھی ان شاء اللہ کہا تھا۔۔ کچھ تھوڑا بہت یقین تو فجر کو بھی تھا بلال کی ان باتوں پر۔ بلال کے جاتے ہی وہ بھی وہاں سے نکلی

ہسپتال سے نکل کر وہ اب سنسان سڑک پر اکیلی چلتی اپنی سوچوں میں گم تھی۔

جنت کو بیسٹ سنگر کا ایوارڈ ملا ہے۔۔ محترمہ ہمارے خواب اکیلی جی رہی ہیں۔۔ ہر جگہ جنت جنت ہورہا ہے۔۔ ضحیٰ میڈم کو فرق نہیں پڑتا۔۔ پڑے گا بھی تو کیا کرلے گی۔۔ میری طرح اندر ہی اندر مرنے کے سوا۔۔ ایک ادھر میں ہوں۔۔ دھکے دھتکاریں کھاکر بھی چلتی جارہی ہوں۔۔ گھر والوں کو ترس تک نہیں آرہا مجھ پر۔۔ صبح بغیر ناشتے کے گھر سے کام کیلئے نکلو۔۔ اور رات کو نیند تک نہیں ہوتی نصیب۔۔ اور اس سب کے بعد اگر میں سلیپنگ پلز لوں تو بھی میں ہی تباہ ہوؤں گی۔۔ کیونکہ آخر میں مایوس بھی میں ہی ہوں

فجر کے قدم اور آہستہ ہوئے۔

کیا کروں میں؟

جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ خود سے ہی باتوں میں مصروف تھی۔

پر اللہ جی۔۔ یہ دنیا بہت ظالم ہے۔۔ گندے لوگوں سے بھی بھری ہوئی ہے۔۔ یہ اچھی نہیں ہے۔۔ میں تو بس انکی نظروں کا سامنا کر کر کے ہی تھک چکی ہیں پتا نہیں آگے کیا ہے۔۔ اچھے برے لوگ ہوتے ہیں ہر جگہ لیکن مجھے سب برے ہی کیوں مل رہے ہیں کہیں تو اچھے بھی ملیں

مایوسی سے سر جھکائے وہ اللہ سے باتوں میں مصروف تھی جب کسے نے اسکے عقب سے اس کے شانے پر تھپتھپایا۔

فجر ایک لمحے کو رکی۔۔ اس سنسان سڑک پر کون اس کی سانسیں چھیننے آیا تھا۔۔ کچھ دیر وہ ساکت کھڑی رہی جب کسی نے پھر سے تھپتھپایا۔

ہمت کرکے فجر نے مڑکر دیکھنے کا فیصلہ کیا۔۔ مگر کیا ہوجاتا اگر وہ آج نہ ہی نکلتی۔۔ سامنے چھ فٹ کا ہیولہ مسکراتا ہوا اس کی جان نکالنے کو تیار تھا۔۔ چاند کی روشنی جو سکون کا باعث ہوتی ہے اس نے آج فجر کی جان نکال دی تھی۔

ایک زوردار چیخ ہوا میں بلند کرکے وہ کمر کے بل زمین پر گری۔

مقابل اس کی زوردار آواز سے اکتایا تھا۔

اور بلاشبہ وہ واحد شخص تھا جو چند ہی لمحات میں فجر کو خوفزدہ کردیا کرتا تھا۔

مصطفی مصطفی جلال

آپ آپ نہ ہوتیں تو یقین کریں اتنی اونچی آواز پر ہم مقابل کی زبان نکال پھینکتے ہیں گدی سے

پیسٹل بلیو شلوار قمیض کی نیچے براؤن پیشاوری چپل پہنے اس نے ہاتھ بڑھاکر اسے اٹھانا چاہا۔

آواز جانی پہچانی تھی۔۔ چاند کی روشنی میں اس نے غور کیا تو وہ اسے دیکھ کر مزید خوفزدہ ہوئی۔

ارے اب آپ اٹھ رہی ہیں یا ہم بھی یہیں بیٹھ جائیں؟

مصطفی نے اسے اپنے ہاتھ کی طرف متوجہ کروایا۔

فجر اسے نظر انداز کرکے اپنے سہارے پر اٹھی۔

اتنی باہمت لڑکی ہمیں دیکھ کر چلانے لگ گئی حیرت ہے

مصطفی نے فجر کا مزاق بنانا چاہا۔

مگر فجر کسی طرح سے نہیں ہنس رہی تھی۔۔ اس کے تو حواس ہی گم چکے

تھے۔۔ اور کیسے نہ گمتے۔۔ سامنے کوئی عام انسان نہیں قاتل اور ظالم تھا۔۔

طاقت کے بل بوتے پر کچھ بھی کردینے والا

زبان کام کرنا چھوڑ گئی ہے کہ کان؟

مصطفی اب سنجیدہ ہوا۔۔ اسے اپنے سامنے خاموش لوگ غصہ دلاتے تھے۔۔

خاص طور پر جب وہ خود بات کررہا ہو۔

فجر نے نفی میں سر ہلایا۔

تو بولتی کیوں نہیں ہیں آپ؟ آدھی رات کو کہاں نکلی ہوئی ہیں؟

مصطفی اب اس کے قریب چلتا آیا۔

ہسپتال

اس نے دور ہوتے ہوئے زبردستی آواز حلق سے نکالی۔

ساتھ کوئی کیوں نہیں ہے؟ اور یہ کون سا وقت ہے ہسپتال کا؟ اور لگ بھی سہی رہی ہیں تو ہسپتال کس سے ملنے گئیں تھیں؟

مصطفی تفتیشی انداز میں سوال کرتا ہوا پھر سے اس کے پاس آیا۔

پل بھر کو فجر کو اس پر سخت غصہ آیا۔

دفعہ ہوں آپ

کتنی ہی دیر لگی تھی اسے ہمت جمع کرنے میں۔۔ آخر کار کہہ کر وہ فرار ہوتی اس سے پہلے ہی مصطفیٰ نے پھر سے اپنی طاقت کا استعمال کیا۔

یہ غلطی آپ نے پہلے بھی کی تھی۔۔ اگر آپ کو لگتا ہے کہ ہم قتل نہیں کرسکتے تو ہمیں بتائیں کہ ہم آپ کو یاد کروائیں یا آپ کی غلط فہمی دور کریں

مصطفیٰ کے اتنا کہتے ہی فجر وہیں کی وہیں رک گئی۔

آپ کیوں پڑ گئے ہیں میرے پیچھے میری جان چھوڑ دیں دیکھیں میں کسی کو نہیں بتاؤں گی آپ کے بارے میں۔

فجر نے ڈرتے ہوئے اسے تسلی دینا چاہی۔

چھپ کر نہیں کرتے کچھ بھی ہم۔۔ رہی بات آپ کے پیچھے پڑنے کی تو ہم یہاں کام سے آئے تھے جب آپ کو خود کلامی کرتے گزرتے دیکھا۔۔ غلطی آپ ہی کی ہے۔۔ یہ وقت نہیں ہے نکلنے کا۔۔ ہم نہیں ہوتے یہاں تو کوئی اور ہوتا۔۔ اور پتا نہیں کیا سے کیا ہو جاتا

کمر پہ ہاتھ باندھے وہ بارعب لہجے میں بولا۔

اب پتا چل گیا آئندہ نہیں آؤں گی اب جانے دیں پلیز۔

فجر کا خوف اسکی بات چیت سے واضح تھا۔

آپ کو اب تک جان جانا چاہیئے تھا ہمیں۔۔ ہم غلطیوں کی سزا دیتے ہیں۔۔

ضرورت پڑے تو جان بھی لیلیتے ہیں

مصطفی کے ارادے اب فجر کو سہی نہیں لگ رہے تھے۔۔ اس اندھیری رات میں کوئی اسے مار کر کہیں بھی پھینک دیتا کسی کو کیا خبر ہونی تھی۔

دیکھیں۔۔۔

فجر کا اتنا کہنا تھا کہ مصطفی کے پیچھے سے چار بڑے بڑے جلاد پٹیوں میں بندھے ہتھ کٹے انسان کو لیکر آ کھڑے ہوئے۔

بہتا خون ثبوت تھا کہ اس کے ہاتھ رات کے اس پہر کاٹے گئے ہیں۔ فجر کی زبان وہیں رک گئی۔۔ وہ چِلانا چاہتی تھی۔۔ مگر آنسوؤں کا گولہ خون کی صورت اختیار کرکے حلق میں پھنس چکا تھا۔۔ سامنے تڑپتا ہوا شخص اب فجر کو بھی تڑپانے لگا۔۔ فجر کے چہرے کے بدلتے رنگ دیکھ کر اب مصطفی پریشان ہوا۔۔ مصطفی نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ کھل کھلا کر ہنسا۔۔ فجر نے اسے پہلی مرتبہ اتنا خوش دیکھا تھا لیکن ابھی وہ اسے زہر لگ رہا تھا۔

ظالم جابر جنگلی بھیڑئے

چِلاتے ہوئے کہہ کر وہ فوراً سے اپنی جان کو بھاگی۔

کبھی نہ رکنا تم لوگ جیپ لاؤ میری جلدی۔۔ گھر تک چھوڑنا پڑے گا اب

ایک نظر ان پر ڈال کر آخری بات اس نے دل میں کہی۔

بزدل خاتون

کتنے ہی قہقہوں کے بعد اس نے خود کلامی کی۔

گرتی پڑتی فجر رات میں گھر پہنچی۔۔ ہر دفعہ مصطفیٰ سے ملنے کے بعد اس کے دل کے ایک کونے میں اس کیلئے خوف اور زہر بڑھتا جاتا۔۔ کتنی ہی مشکل سے وہ رات کو آواز دبائے روتی ہوئی گھر تک آئی تھی۔۔ تنہا اور خوفزدہ

کوئی اتنا ظالم کیسے ہوسکتا ہے۔۔ اور پھر اس ظالم کو کوئی کچھ کہتا بھی کیوں نہیں ہے۔۔ ہزاروں سوال ذہن میں لئے سرخ آنکھیں موند کر وہ نیند کی آغوش میں گئی۔

رات دیر سے گھر پہنچنے کے سبب وہ صبح بھی دیر تک سوتی رہی۔۔ خوف کی نیند تھی۔۔ اسے بیدار بھی کیسے کرتی۔ چار بج چکے تھے اور ضحیٰ مسلسل اسے اٹھانے کی کوشش کررہی تھی۔

فجر؟ اٹھو فجر اب اٹھ بھی جاؤ یار

آخری کوشش پر وہ ہمت ہار چکی تھی۔۔ لیکن وہ کامیاب بھی ہوئی۔

ضحیٰ کی آواز پر فجر جو صوفے کے پاس زمین پر بے سدھ پڑی تھی خود کو ہوش دلاتے ہوئے اٹھ کر بیٹھی۔

ادھر کیوں سورہی ہو؟ اور گئی کہاں تھی کب واپس آئی ہو؟ اور جاب پہ کیوں نہیں گئی آج؟

ایک ساتھ تمام سوال کرکے وہ اس کے پاس بیٹھی۔

فجر ابھی خود کو سنبھال رہی تھی۔۔ اس کے ساتھ کیا ہوا اور اس نے کیا دیکھا وہ خود یاد نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔ لیکن ضحیٰ کو جواب دینے کیلیئے اسے یاد کرنا پڑا۔

تم یہاں کیا کررہی ہو؟

کچھ دیر ضحیٰ کو دیکھنے کے بعد فجر نے عجیب سوال کیا۔

میں کہاں چلی جاؤں پھر؟

ضحیٰ نے اسے عجیب نگاہوں سے دیکھا۔۔ فجر تو نیند سے اپنے مکمل ہوش وحواس میں اٹھا کرتی تھی۔

فجر نے آنکھیں مسلنی شروع کیں۔۔ وہ کیا کررہی تھی اس کا ابھی اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا۔

رات کہاں گئی تھی؟

اس نے پھر سے سوال کیا۔

میں کام کے سلسلے میں گئی تھی۔۔ کمپنی والوں نے بھیجا تھا۔

فجر اب ہوش میں آئی۔

تو یہاں کیوں پڑی ہوئی تھی اور آج گئی کیوں نہیں؟

ضحیٰ کو کچھ تو غلط لگ رہا تھا۔

تھک گئی تھی چل چل کر۔۔ ہمت نہیں تھی تو یہیں سوگئی۔۔ اور صبح ہوش نہیں آئی۔

بال سمیٹ کر اب فجر وہاں سے اٹھی۔

تم جھوٹ بول رہی ہو مجھ سے؟

ضحیٰ نے وہیں بیٹھے اسے پکارا۔

جھوٹ بولنے کی کوئی وجہ؟

ایک لمحے کو وہ رکی اور مڑ کر ضحیٰ کو دیکھنے لگی۔

فجر میری چھٹی حس۔۔۔

چھٹی حس کیا؟ حد نہیں ہوگئی ضحیٰ؟ مطلب تمہیں لگتا ہے میں تمہیں جھوٹ کہوں گی؟ کیوں؟ کیونکہ میں آدھی رات کو باہر کام سے گئی تھی اور اب تو تمہیں یہ بھی لگ رہا ہوگا کہ میں کسی سے ملنے گئی تھی۔۔ ہیں نہ؟ آدھی رات کو۔۔ کسی سے مل کر آرہی ہوں؟ یہی لگ رہا ہے تمہیں؟ تبھی تو ایک سوال بار بار پوچھ کے بھی یقین نہیں آرہا فجر تو ہے ہی جھوٹی

ضحیٰ کو سنے بغیر اس نے فوراً سے بات پکڑی۔

لہجہ دیکھو اپنا۔۔ اگر واقعی کوئی مسئلہ نہیں ہے تو اتنا غصہ کیوں کررہی ہو؟

ایک لمبا سانس لینے کے بعد وہ اٹھ کر فجر کے پاس آئی۔

غصہ نہیں کررہی میں۔۔ بس تمہیں بتارہی ہوں کہ تمہیں یقین نہیں ہے مجھ پر جو یہ عجیب سے عجیب سوال کررہی ہو۔۔ اور تمہارا کیا خیال ہے۔۔ اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں پر میں جھوٹ بولوں گی تم سے؟

لہجے میں سختی تھی۔

فجر میں بھی تو یہی کہہ رہی ہوں کہ ہوسکتا ہے واقعی کوئی بڑا مسئلہ ہو جو تم مجھے بتانا نہیں چاہ رہی۔۔ لیکن اگر ایسا کچھ ہے تو بتاؤ مجھے ہم مل کر حل کریں۔

ضحیٰ اس کیلئے پریشان تھی۔۔ اسے یقین تھا کہ فجر بغیر کسی بڑی وجہ کے اس سے بات نہیں چھپائے گی۔

ضحیٰ بس کردو یار۔۔ کچھ بھی نہیں ہے۔۔ غلطی ہوگئی جو آکر یہاں سوگئی میں۔۔ جینا حرام کردیا ہے تم نے پوچھ پوچھ کہ۔۔ بتاؤ ابھی بھی نہیں ہورہی برداشت تو چلی جاتی ہوں آفس؟

فجر واقعی نہیں چاہتی تھی کہ ضحیٰ مصطفی کے بارے میں کچھ بھی جانے۔

وہ جانتی تھی ضحیٰ کو۔۔ چھ سالوں میں اس کی رگ رگ سے واقف ہوچکی تھی۔۔ وہ جانتی تھی کہ ضحیٰ بغیر کچھ سوچے سمجھے جاکر مصطفیٰ کے سامنے کھڑی ہوجائے گی اور لڑے گی اس کیلیئے۔۔ اور مصطفیٰ کتنا ظالم ہے وہ یہ بھی جان گئی تھی۔۔ بس فجر اپنی طرف سے ضحیٰ کو تکلیف نہیں دینا چاہتی تھی۔۔ یہ مسئلہ ضحیٰ تک نہ پہنچے وہ پوری کوشش کررہی تھی اور یہی وجہ تھی کہ وہ اس کے سوالوں سے بیزاریت ظاہر کرکے اسے بھیجنا چاہتی تھی۔

تم ایسا کرو آرام کرو کچھ دیر۔۔ سوجاؤ کچھ کھا کے۔۔ کچھ بنادوں تمہارے لئے؟ موڈ فریش ہوجائے گا۔۔ بتاؤ؟

ضحیٰ اسے مزید تنگ نہیں کرنا چاہ رہی تھی۔

میرا موڈ ٹھیک ہے ضحیٰ۔۔ بس زیادہ سولیا ہے شاید اسی وجہ سے سر میں درد ہے۔۔ میں فریش ہوکر خود بنالوں گی کچھ۔

فی الحال ضحیٰ کے سوالوں سے دوری زیادہ ضروری تھی۔

اچھا چلو اپنا خیال رکھنا

کہتے ہوئے ضحیٰ نے بلال کی دی ہوئی چادر سے خود کو اچھے سے ڈھانپا۔

کہیں جارہی ہو تم؟

وہ پل بھر کو رک کر اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

ہاں۔۔ پارک تک جارہی ہوں۔۔ وہاں ایک دوست ہوتی ہے کافی دن سے نہیں ملی اور اسے بتایا بھی نہیں کچھ ایسے اچھا نہیں لگتا تو سوچا آج چلی جاؤں۔۔ بس جلدی ہی آجاؤں گی۔

ضحیٰ خود بھی گھر سے نہیں نکلنا چاہتی تھی۔۔ لیکن وہ یہ بھی جانتی تھی کہ دعا اس کیلئے فکر مند ہورہی ہوگی۔۔ اور بغیر اطلاع کے غائب ہونا ہر دفعہ اچھا نہیں ہوتا۔

یہ تمہیں کس نے کہا ہے نئ نئ دوستیں بنانے کا؟ میں کم پڑ گئ ہوں؟

فجر نے اچانک سے منہ بسورا۔

شکل گم کرو اپنی

ضحیٰ نے اس کی بات پر بالکل دھیان نہیں دیا تھا۔۔ پہلے ہی تین لوگوں کے دائرے میں رہ کر غلطی کر چکی تھی۔۔ پھر سے نہیں دہرانی تھی وہ غلطی۔

اچھا دھیان سے ادھر ادھر دیکھ کر جانا اور شام ہونے سے پہلے گھر آنا

کل رات کے حادثے کے بعد فجر خوفزدہ تھی۔۔ یہی وجہ تھی اس کی ضحیٰ کیلئے اتنا فکر مند ہونے کی۔

ہاں اور راستے میں کسی سے کوئی چیز لیکر بھی نہیں کھانی۔۔ کسی کے ساتھ بائیک پر بھی نہیں بیٹھنا۔۔ ہاتھ پکڑ کر جانا بھی نہیں کہیں۔۔ اور کچھ؟

زوردار قہقہہ لگا کر دروازہ بند کر کے وہ جواب سنے بغیر نکلی۔

کاش ان نصیحتوں پر عمل کیا ہوتا۔۔ آج شاید حالات یہ نہ ہوتے

مایوسی سے گھری وہ اب چینج کرنے روم میں گئی۔

لانگ مہرون سکرٹ پر وائٹ بلاؤز پہنے دونوں اطراف سے بال آگے کو پھینکے اب وہ کچن میں آکر کچھ ڈھونڈنے لگی۔۔ فجر کل رات سے سورہی تھی اور اب بھوک عروج پر تھی۔۔ مگر ضحیٰ میڈم نے اس کیلئے کچھ چھوڑا ہی نہ تھا جو وہ جلدی سے کھا کر بھوک بھگا سکتی۔۔ کیونکہ اتنی نیند لینے کے بعد دردِ سر سے اور بھوک سے اس کی سستی بڑھ گئی تھی۔

نکمی عورت۔۔ کچھ تو چھوڑ جاتی موٹی

بالوں کو کان کے پیچھے کرتی وہ اب ضحیٰ کو کوسنے لگی تھی۔

کچھ آرڈر کرلوں۔۔ بنانے کا دل نہیں کررہا یار

فون پکڑ کر اب اس نے ڈیلز دیکھنا شروع کیں۔

اتنا مہنگا۔۔ اتنے میں تین دن چل جائیں میرے۔۔۔

بیزار ہو کر اب فجر نے فون رکھا تھا۔

اتنی بھی بری کوکنگ نہیں ہے میری۔۔ اور پھر کھانا بھی میں نے ہی ہے۔۔

بنالیتی ہوں جیسا تیسا بنتا ہے

فرج کو ٹٹولتے ہوئے اس نے سینڈویچز کا سامان نکال کر اب اپنے ہاتھوں کی مہارت دکھانا شروع کی۔

ایسا کرتی ہوں ضحیٰ کیلیئے بھی بنا کے رکھ دیتی ہوں۔ بنا تو رہی ہی ہوں۔

یوں کرتے وہ خود کو نہایت نرم دل محسوس کرنے لگی۔

کچھ ہی دیر میں اپنا ناشتہ تیار کرکے ٹیبل پر رکھ کر ابھی وہ بیٹھی ہی تھی کہ ڈور بیل نے اس سے اس کا سکون چھینا۔

یار کھانے کے وقت کون آگیا ہے

منہ بسورتے ہوئے وہ دروازہ کھولنے کو بڑھی۔

دروازہ کھولتے ہی چھینا ہوا سکون واپس ملا۔۔ بلیو جینز پر وائٹ شرٹ کے ساتھ بلیک بوڈی فٹڈ بلیزر پہنے اس کے سامنے کوئی اور نہیں التمش تھا۔

التمش کو دیکھتے ہی لبوں پر ہلکی سی مسکان ابھری۔

تم یہاں کیا کررہے ہو التمش؟

فجر خوش تھی اسے وہاں دیکھ کے لیکن خوشی میں ہی عجیب سوال کر بیٹھی تھی۔

اللہ اللہ۔۔ کس قدر بے مروت لڑکیاں ہو تم۔۔ ایک تو کل شام سے فون نہیں اٹھا رہی ہو میرا۔۔ نہ میسج کا جواب دے رہی ہو۔۔ اوپر سے اگر کوئی فکر مند گھر آجائے تو اس سے یوں بات کررہی ہو رکھ کے لگاؤں تم دونوں کو میں

التمش نے فوراً سے بھڑاس نکالی۔

میں نے فون دیکھا نہیں۔۔ بلکہ میرا وہ مطلب نہیں تھا۔۔ آجاؤ۔

فجر شرمندہ ہوئی تھی۔

ایک فون تک نہیں۔۔ ایک میسج تک نہیں۔۔ اور یہ تم آج جاب پہ کیوں نہیں ہو؟

فجر کے پیچھے پیچھے آتے اس نے شکوے کرنا شروع کئے۔

میں سوئی ہوئی تھی التمش۔۔ ابھی اٹھی ہوں کچھ دیر پہلے

فجر نے اسے بٹھاتے ہوئے وضاحت دی۔

اتنا سوئی ہو طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟ اور کچھ کھایا پیا بھی نہیں ہوگا پھر؟

التمش فجر کیلئے فکر مند تھا۔

طبیعت ٹھیک ہے میری التمش۔۔ بس ابھی اٹھی ہوں بتایا تو ہے۔

فجر نے تحمل سے جواب دیا۔

آجاؤ پھر کچھ کھانے چلتے ہیں باہر۔۔ مجھے بھی کافی بھوک لگ رہی ہے

التمش فوراً سے اٹھا۔ جیسے وہ تو موقع ڈھونڈ رہا تھا۔

نہیں بیٹھو۔۔ مجھے تم سے بات کرنی ہے پہلے

فجر نے التمش کا ہاتھ پکڑ کر اسے بٹھایا۔

التمش گھبرایا تھا۔۔ فجر کو اس سے کیا بات کرنی تھی۔۔ پہلے تو کبھی فجر نے ایسی بات نہیں کی۔

سب خیریت ہے؟

التمش نے بات کا آغاز کیا۔

سب خیریت نہیں ہے التمش۔۔ ایک مسئلہ ہے۔۔ بلکہ بہت بڑا مسئلہ ہے

فجر التمش کو اس سب سے آگاہ کرنا چاہتی تھی جو آج کل اس کے ساتھ ہورہا تھا۔

میں سن رہا ہوں فجر

التمش اب مکمل متوجہ ہوا۔

ایک لڑکا ہے التمش

فجر کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیسے کہے۔

فجر؟

دل پہ جیسے کسی نے زہر آلود خنجر چلایا ہو۔۔ چھ سال کے بعد اب کون تھا جو التمش کی جگہ لینے لگا۔۔ التمش کی سانسیں الجھیں۔۔ جسم کی جان کسی نے جکڑ لی۔۔ وہ کچھ ایسا نہیں سننا چاہتا تھا جو اسکی اور فجر کی زندگی تباہ کردے۔

وہ ٹھیک نہیں ہے۔۔ وہ قاتل ہے۔۔ ظالم ہے۔۔ جابر ہے۔۔ بدترین انسان ہے

جن اچھے الفاظ میں فجر نے اسکی تعریف کی تھی۔۔ التمش کو تسلی ہوئی تھی کہ وہ اس سے محبت نہیں کرتی۔

تمہارا کیا لینا دینا اس ظالم۔۔ قاتل۔۔ جابر۔۔ بدترین انسان سے؟

ہوبہو فجر کے لہجے میں ہی التمش نے سوال کیا۔

میری اس سے تین سے چار دفعہ ملاقات ہوئی ہے اور ہر دفعہ اسے کسی کو مارتے دیکھا ہے۔۔ اور اب وہ میرے پیچھے پڑ گیا ہے

فجر اپنی جان کیلئے فکر مند تھی۔۔ حالانکہ مصطفیٰ نے تو اسے بس پیار سے ہی ڈرایا تھا۔

ڈیم فجر تین سے چار دفعہ ملاقات ہوئی ہے اور تم مجھے یہ اب بتارہی ہو؟ کب

تک سب چھپاتی رہو گی مجھ سے؟ قبول نہیں کررہی ہو مجھے تو دوست تو مان ہی سکتی ہو۔۔ بلکہ اب بھی کیوں بتایا۔۔ وہ کچھ کرجاتا تو چل تو جانا تھا مجھے یہاں وہاں سے پتا

التمش کی آواز میں سختی آئی تھی۔۔ ایک یہی مسئلہ تھا اس کے ساتھ۔۔ غصہ التمش میں حادثاتی طور پر۔۔۔

تم حادثاتی طور پر ملی ہو اس سے ہر بار۔۔ ہر بار حادثاتی طور پر وہ تمہارے ہی سامنے آتا ہے؟ فجر حادثہ ایک دفعہ ہوتا ہے۔۔ ایک دفعہ

یا میرے خدایا یہ لڑکی اتنی بیوقوف کیسے ہوسکتی ہے۔۔ چھ سال آستین میں سانپ پالا۔۔ جب اس نے دھوکہ دیا تب بھی اسے اپنے ساتھ رکھا۔۔ فجر۔۔ فجر دنیا داری کب سیکھو گی تم

فجر کو ٹوک کر سر پکڑے وہ یہاں وہاں چلنے لگا۔

میں اسی لئے نہیں بتارہی۔۔۔

شاباش ہے۔۔ اتنا نقصان کرکے بھی اپنا تم نہیں بتارہی تھی اور ابھی بھی پچھتارہی ہو۔۔ فجر۔۔ کیا کہوں میں تمہیں۔۔۔ یہ ضحیٰ کہاں ہے؟

التمش کا ضبط جواب دے گیا۔

باہر گئی ہے۔

التمش کے اس روئے سے اب فجر بھی پریشان ہونے لگی۔

یا اللہ یا اللہ۔۔ ان لڑکیوں کو عقل دے یا مجھے ہمت۔۔ اور تم نے اسے یہ سب نہیں بتایا؟ فجر۔۔۔ پاگل ہو تم؟ اسے کچھ ہوگیا تو؟ کیا کروگی تم؟ جو انسان تمہیں سٹالک کررہا ہے وہ تم سے متعلق کسی انسان کو نہیں کررہا ہوگا؟

التمش نے فوراً سے ضحیٰ کو کالز کرنی شروع کیں۔

فون نہیں اٹھارہی یار

التمش نے فون زور سے زمین پہ مارا۔۔ غصہ ہمیشہ دوسروں کا ہی نقصان نہیں کرواتا۔

التمش تم مجھے زیادہ پریشان کررہے ہو۔

فجر کے چہرے کے بدلتے تاثرات دیکھ کر التمش کو احساس ہوا تھا کہ وہ غلطی کررہا تھا۔۔ معاملات ایسے حل نہیں کئے جاتے۔

اچھا تم فکر نہیں کرو۔۔ میں کرتا ہوں کچھ۔۔ دیکھتا ہوں کیا ہوسکتا ہے۔

التمش اب فجر کے قریب آیا۔

جواباً فجر نے اثبات میں سر ہلایا۔

لیکن آئندہ کوئی بھی بات ہو تو پلیز فجر۔۔ ایک دفعہ انفارم کردینا مجھے۔۔ کیونکہ دیر ہوجائے تو انسان کے بس میں کچھ نہیں رہتا۔

فجر کا سر سہلاتے ہوئے اس نے اسے نارمل کیا تھا۔

جیسے کبھی پہلے نہیں کھا یہ میں نے۔

خودکلامی کرتے ہوئے اس نے خود کو یاد دلایا تھا کہ مشکل میں فجر کبھی اسے نہیں بلاتی۔

اب چلو۔۔ کہیں باہر چلتے ہیں ڈنر کیلیئے۔۔ اٹھو۔

فجر کو اٹھاتے ہوئے التمش نے اپنا زمین پر پڑا فون اٹھایا تھا۔

فجر فرمانبرداری کرتے ہوئے اٹھی۔۔ وہ التمش کا موڈ پھر سے خراب نہیں کرنا چاہتی تھی۔

گھر لاک کر آؤ۔۔ میں گاڑی میں انتظار کررہا ہوں۔

کہتا ہوا التمش پھر سے اس کا سر سہلاتا ہوا نکلا۔

آرہی ہوں

سر کو خم دیتے ہوئے وہ التمش کو جاتے دیکھنے لگی۔

تم بھی نہ ہوتے تو ناجانے کیا ہوتا۔۔ ایک دل ہے اور ایک روح۔۔ اور دونوں تمہارے قریب ہونے سے سکون پاتے ہیں۔۔ کبھی کبھی تو دل چاہتا ہے کہ تمہارے پاس بیٹھ کر خوب روؤں۔۔ ہر مسئلہ بتاؤں۔۔ ہر پریشانی بتاؤں۔۔ سب کی شکایتیں کروں۔۔ تاکہ تم سب سے لڑو میرے لئے۔۔ مگر اس سب کیلیئے

کسی رشتے کا ہونا بھی بہت ضروری ہے۔۔ تمہاری محبت سکون دیتی ہے۔۔ تمہارا ساتھ سکون دیتا ہے۔۔ تمہارے پاس میں خود کو محفوظ محسوس کرتی ہوں۔۔ اللہ نہ کرے مجھ سے یہ حفاظت چھنے۔۔ اللہ نہ کرے یہ سکون چھنے۔۔ مجھ سے التمش چھنے۔۔ اللہ نہ کرے کبھی مجھ سے میری محبت چھنے

فجر ابھی اپنی ہی سوچوں میں گم تھی کہ التمش نے گاڑی کا ہارن بھی بجادیا۔۔گھر لاک کرکے وہ فوراً سے گاڑی کی طرف گئی۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

ضحیٰ پارک کے باہر پہنچ چکی تھی۔۔ وہ دعا سے ملنے کیلئے خود کو تیار کررہی تھی۔۔ بلال نے پتا نہیں دعا کو کیا کیا بتا رکھا ہوگا۔۔ اتنے سارے سوال ہونگے اب دعا کے پاس۔۔ ضحیٰ کے بڑھتے قدم رکے۔

واپس چلی جاتی ہوں۔۔ کچھ نہیں ہوگا

پارک کے باہر کھڑے اس نے خودکلامی شروع کی۔

لیکن یہاں تک آتے ہوئے جو وقت بیکار ہوا اس کا کیا۔۔ نہیں نہیں ضحیٰ بھاگنے والوں میں سے نہیں ہے۔۔ ضحیٰ بزدل نہیں ہے

زمین پر نگاہ ڈال کر اس نے قدم بڑھانے چاہے۔

مگر قدم غلط جگہ پر رکے تھے۔۔ سامنے نیوی بلیو جینز پر بلیک شرٹ پہنے وہ

شخص پارک سے نکل رہا تھا جس سے ضحیٰ نے دور رہنے کا فیصلہ کیا تھا۔

یا اللہ۔۔ اس چھلاوے کو ہر جگہ بھیج دیتے ہیں آپ۔۔ یہ دل آپ کا ہو رہا ہے نہ۔۔ اسے اب غیروں سے محفوظ رکھیں۔ ضحیٰ تجھے تیری عزتِ نفس کی قسم ہے دیکھنا بھی نہیں

ضحیٰ نے دل پہ ہاتھ رکھ کر آسمان پر نگاہ ڈالی۔

اس نے سر جھکا کر قدم بڑھانے شروع کئے۔۔ بلال اسے دیکھ چکا تھا۔۔ اور کتنی ہی تکلیف اسے ہوئی تھی یہ جان کر کہ ضحیٰ اسے نظرانداز کرکے جا رہی ہے۔۔ وہ جو اسے نظر بھر کر دیکھنا چاہتا تھا ایک نظر بھی نہیں دیکھ پا رہا تھا۔۔ غلطیاں ہوجاتی ہیں لیکن اتنی بڑی سزا؟ وہ تو لوگوں کو لمحے سے پہلے معاف کردیا کرتا تھا۔۔ نارمل ہوجایا کرتا تھا تو پھر اس کے ساتھ یہ کیوں ہو رہا تھا۔۔ ضحیٰ پارک میں جا چکی تھی۔۔ مگر وہ وہیں کھڑا تھا۔۔ بلال کا دل درد میں تھا۔ کتنی شدت سے اسکا دل چاہا تھا کہ جاکر اس سے ملے۔۔ بات کرے۔۔ لیکن یہ ضحیٰ کا حکم تھا کہ اب رابطہ وہ نہیں کرے گا۔

اَللّٰھُمَّ رَحْمَتَکَ اَرْجُوْ فَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَۃَ عَیْنٍ وَاَصْلِحْ لِیْ شَاْنِیْ کُلَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ۔

اے اللہ میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں، تو مجھے آنکھ جھپکنے تک کے لیے بھی میرے نفس کے حوالے نہ کرنا اور میرے لیے میرے سارے معاملات

درست فرما دے تیرے سوا کوئی معبود نہیں

بلال داہنا ہاتھ سینے پر رکھ کر اللہ سے فریاد کرتا وہاں سے چلا گیا۔

ضحیٰ دعا کے پاس جا بیٹھی تھی۔۔سلام دعا کے کچھ دیر بعد تک وہ دونوں خاموش تھیں۔

بلال نے بتایا تمہارا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔۔ میں آنا چاہتی تھی تم سے ملنے لیکن بلال نے نہیں آنے دیا۔۔ تمہیں برا تو نہیں لگا؟

دعا نے سکوت توڑا۔

نہیں۔۔ بلکہ مجھے خود بھی وقت چاہئے تھا سنبھلنے کو۔۔ میں بتا نہیں سکی آپ کو اس لئے ملال تھا۔۔ آج اطلاع دینے نکلی تھی کہ ٹھیک ہوں۔۔ لیکن شکر ہے آپ کو پہلے سے پتا تھا۔۔ آپ ناراض نہیں ہوئیں۔

وہ مسکرائی تھی۔

مجھے نہ بھی پتا ہوتا تو میں ناراض نہیں ہوتی۔۔ بس پریشان ہوتی۔۔ ویسے یہ سب ہوا کیسے؟

دعا اسکی طرف متوجہ ہوئی۔

سب اتنا اچانک ہوا کچھ پتا ہی نہیں چلا۔۔ بس حادثات ہوجاتے ہیں

ضحیٰ نے بھی دعا کی طرف رخ کیا۔

حادثات اچھے نہیں ہوتے۔۔ اللہ ہم سب کو محفوظ فرمائیں۔۔ آمین

وہ افسردہ ہوئی۔۔ شاید اسے کوئی پرانی بات یاد آئی تھی۔

ہر دفعہ نہیں بعض اوقات حادثات اچھے اور ضروری ہوتے ہیں۔۔ بہت کچھ سمجھاتے اور سکھاتے ہیں

ضحیٰ اسے سمجھ چکی تھی۔

مگر جواباً دعا نے کچھ نہ کہا۔۔ وہ نہیں سمجھ پائی تھی کہ حادثات کس طرح اچھے ہوتے ہیں۔

میں نے نماز پڑھنا شروع کردی ہے۔۔ اس حادثے کے بعد

ایک طویل خاموشی کے بعد دعا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تمہاری نماز نے تمہارا لباس بھی بدلا ہے۔۔ میں سمجھ نہیں پارہی تھی کہ یہ تبدیلی کیسے ہوئی۔۔ لیکن اب پتا چلا کہ وجہ نماز ہے

دعا ضحیٰ کی یہ بات سن کر اب کافی خوش ہوئی۔

اور میں نے دعا کرنا بھی سیکھ لی ہے

وہ مسکراتے ہوئے اسے سب بتاتی جارہی تھی۔۔ اسکے اچھے کاموں میں اسے سراہا جارہا تھا۔

تو یعنی تم نے اچھی بات قبول کرلی ہے

دعا پرجوش تھی۔

مطلب؟

ضحیٰ نے ناسمجھتے ہوئے پوچھا۔

تو مطلب تم خوش رہنے والوں میں سے ہونے جارہی ہو؟

جواب دئے بغیر دعا نے ایک اور سوال کیا۔

میں نہیں سمجھ پارہی دعا

ضحیٰ اب الجھ گئی۔

قرآنِ پاک کے تیسویں پارے میں ایک سورۃ ہے سورۃ الیل۔۔ اس سورۃ میں اللہ نے دن اور رات کی قسم لی ہے

دعا نے بات جاری رکھی۔

لیکن دن اور رات کی کیوں؟

ضحیٰ کو اسکی باتیں بالکل سمجھ نہیں آرہی تھیں۔

سورۃ الیل میں اللہ نے دن و رات اور اس ذات جس نے نر و مادہ کو تخلیق کیا ہے اس کی قسم لینے کے بعد فرمایا ہے کہ انسان کی کوششیں الگ الگ

طرح کی ہوتی ہیں۔۔ یعنی انکے اعمال الگ الگ قسم کے ہوتے ہیں۔۔ رات کی قسم شاید اس لئے لی کہ تم اب سمجھو کہ جو رات ہے نہ۔۔ وہ بدی ہے۔۔ ہے نہیں لیکن تمہیں مثال دے رہی ہوں۔۔ بدی سے مراد برے اعمال۔۔ اب تم اگر رات کو دیکھو تو رات کے اعمال دن سے مختلف ہیں۔۔ رات میں اندھیرا ہوتا ہے۔۔ سناٹا ہوتا ہے۔۔ تنہائی ہوتی ہے۔۔ سکون ہوتا ہے۔۔ سونے کیلئے بنایا گیا ہے رات کو

اب دوسری طرف دن ہے جس میں اجالا ہے۔۔ شور ہے۔۔ ہجوم ہے۔۔ چہل قدمی ہے۔۔ لوگ محنت کرتے ہیں دن میں۔ اب جیسے ہم نے رات کو برائی اور دن کو نیکی کہا تو تم دیکھو دونوں کے نتائج مختلف ہیں۔۔ جیسے دن اور رات میں کئے گئے کاموں کے نتائج ایک سے نہیں ہوتے ویسے نیکی اور بدی کے نتائج ایک سے نہیں ہوتے۔۔ اور پھر جو اللہ نے نر مادہ کی قسم لی تو دیکھو جیسے مرد و عورت مختلف ہوتے ہیں۔۔ انکے ہاتھوں سے نکلنے والے کام مختلف ہیں۔۔ وہ ایک جیسے نہیں ہیں اسی طرح ہماری ذات سے ہوئے اعمال۔۔ نیکی اور بدی سے ہونے والے اعمال مختلف نتائج لاتے ہیں۔۔ یعنی ایک انسان کسی کو کھانا کھلارہا ہے کسے سے حسنِ سلوک سے پیش آرہا ہے تو یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالٰی اسے دوزخ میں ڈال دیں۔۔ ایسا نہیں ہوتا۔۔ جیسے اعمال ہونگے نتائج بھی ویسے ملیں گے

دعا نے اسے بہترین انداز میں سمجھایا۔۔ ضحیٰ اسے غور سے سن رہی تھی۔

اب وہ انسان جو اچھی بات کو قبول کرتا ہے۔۔ یعنی دینِ اسلام کو قبول کرتا ہے۔۔ تقویٰ اختیار کر کے اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتا ہے۔۔ ایسے انسان کیلئے اللہ تعالیٰ آسانیاں بناتے ہیں اور اسے جنت تک پہنچانے کی تیاری کرتے ہیں۔۔ اور پھر وہ جو اللہ کیلئے یہ سب کرے۔۔ لوگوں کیلئے نہیں۔۔ تو ایسے شخص کو اللہ نے خوشخبری دی ہے کہ وہ ہمیشہ خوش رہے گا۔۔ کتنا ہی خوش قسمت ہے جو یہ بشارت لئے بیٹھا ہے۔۔ اور پتا ہے ضحیٰ۔۔ اللہ نے جنت کو آرام کی جگہ کیوں کہا ہے؟ کیونکہ جنت میں کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔۔ دنیا میں آرام ملے تو تکالیف بھی رہتی ہیں۔۔ لیکن جنت۔۔ جنت ایسی آرام گاہ ہے جہاں تکالیف نہیں ہیں۔۔ بس سکون ہے

دعا نے بات مکمل کی۔

لیکن جو اچھی بات نہ قبول کرے؟

ضحیٰ کا دل گھبرایا۔

اچھا سوال کیا

وہ جو اچھی بات یعنی دینِ اسلام قبول نہ کرے۔۔ اور منکر ہوجائے۔۔ اسے اللہ تکلیف تک پہنچائیں گے۔۔ یعنی دوزخ دائمی تکلیف

جہنم تکلیف ہے۔۔ اس فانی دنیا کی تکالیف تکالیف نہیں ہیں۔۔ وہ ختم ہوجاتی ہیں۔۔ جہنم کی تکلیف ختم نہیں ہوتی۔۔ اور ایسے شخص کو اس کا مال بھی نہیں

بچاسکے گا۔۔ کہ اگر وہ قبول کرنے والا ہوتا اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتا تو وہ قیامت کے دن اسے پالیتا اور عذاب سے بچتا۔۔ لیکن وہ تو منکر ہے۔۔ اور اتنا ہی نہیں۔۔ اس کیلئے پھر بھڑکتی ہوئی آگ بھی تیار کی جائے گی۔۔ اور پھر اس بھڑکتی آگ کی تکلیف میں ہی ہمیشہ رہے گا۔۔ لیکن پہلے شخص کو جو قبول کرچکا تھا اچھی بات کو اسے اس آگ سے دور ہی رکھا جائے گا۔۔

دعا نے ٹھنڈی آہ بھری۔

ہدایت اور گمراہ کرنا بلاشبہ اللہ کے قبضے میں ہے۔۔ لیکن عقل تو اللہ نے سب میں ڈالی ہے۔۔ اور پھر ہدایت سب کو زندگی میں ایک مرتبہ ضرور ملتی ہے۔۔

جو لیتے ہیں۔۔ فلاح پاتے ہیں

جو نہیں لیتے ہلاک ہوتے ہیں

دعا نے بات ختم کرکے ٹھنڈی آہ بھری۔

ایسا قرآن کیسے سمجھ آئے گا جیسا آپ بتاتی ہیں؟

ضحیٰ کو بھی شوق پیدا ہوا تھا۔

آج جاکر ایک دفعہ قرآنِ پاک کھولنا۔۔ جو پہلی آیت سامنے آئے اسے اپنی زندگی کے ارد گرد گھمانا۔۔ سب سمجھ جاؤ گی

دعا اسکی بات سن کر خوش ہوئی۔

سمجھ نہ آیا تو؟

ضحیٰ کو حیرت ہوئی تھی۔۔ ایسے کون سمجھ سکتا ہے۔

ضرور آئے گا۔۔ اور اگر نہ آیا۔۔ تو میں یہی ہوں۔۔ مجھ سے پوچھ لینا۔۔ جنہیں قرآن سمجھ آتا ہے۔۔ ان سے رابطہ رکھنا۔۔ آگے آسانیاں ہیں

قصہ مختصر کرکے وہ اب جانے کو اٹھی۔ لیکن ضحیٰ کو بیٹھنا تھا۔۔ جو سب وہ سن چکی تھی اسے ذہن میں رکھنا تھا

آٹھ بج چکے تھے۔۔ کافی دیر گھومنے گھمانے کے بعد التمش اب فجر کو ریستوران لایا۔۔ فجر کل رات سے بھوکی تھی اور اس بات کا التمش کو ذرا اندازہ نہ تھا۔۔ کچھ اور لمحات جو فجر کچھ نہ کھاتی تو اگلی آنکھ کسی ہسپتال میں کھلتی۔۔ کافی دیر خود کو قابو میں رکھنے کے بعد اسے اس کے صبر کا پھل ملنے لگا۔۔ التمش نے اب کھانے کا آرڈر دینے کیلئے ویٹر کو بلایا تھا۔

کیا لوگی؟

فجر جو یہاں وہاں نظریں گھما رہی تھی فوراً سے التمش کے بلانے پر متوجہ ہوئی۔

کچھ بھی۔۔۔

اب تو بس کوئی سیدھا سیدھا بکرا بھی اس کے سامنے رکھتا تو کچا چبا جاتی۔

مسکراتے ہوئے فجر سے نگاہ ہٹا کر اس نے اب آرڈر دیا۔۔ چھ سال سے ساتھ تھے دونوں۔۔ پسند نہ پسند تو سب جانتے تھے۔۔ نا پوچھنا تو بس آداب کے خلاف تھا۔

کچھ ہی دیر میں ویٹر سوپ رکھ کر گیا۔

جاب کیسی جارہی ہے تمہاری؟ کوئی مسئلہ تو نہیں ہے نہ؟

التمش نے اب بات کا آغاز کیا۔

سب سہی ہے۔۔ کوئی مسئلہ نہیں ہے

فجر جس کا اب بھوک سے بی پی شوٹ کررہا تھا بمشکل بول پائی۔

کوئی مسئلہ یا پریشانی ہو تو بتانا مجھے۔۔ میں دیکھ لو گا اوکے؟

اس نے تصدیق چاہی تھی۔۔ لیکن فجر کا پیلا پڑتا رنگ ابھی کسی تصدیق کیلئے تیار نہ تھا۔

فجر؟

جواب نہ ملنے پر التمش نے پھر سے فجر کو پکارا۔

مجھے کوئی بھی مسئلہ نہیں ہے التمش۔۔ اگر ہوا تو میں دیکھ لوں گی اور اگر نہیں ہوا حل مجھ سے تو یقین کرو ضرور بتاؤں گی تمہیں۔۔ تمہارے علاوہ ہے ہی کون جس سے کہہ سکوں؟

بات مکمل کر کے اس نے سوپ پینا شروع کیا۔

التمش کو سن کر اچھا لگا تھا۔۔ وہ اس پر یقین کرسکتی تھی۔

درمیان میں اب گہرا سکوت طاری ہوا۔۔ التمش چاہتا تھا کہ یہ سکوت فجر توڑے۔۔ لیکن فجر تو ابھی ملنے جلنے سے بھی گئی تھی۔

فجر؟

التمش کے پکارنے پر وہ پھر سے اسے دیکھنے لگی۔

کیا ہوا؟

وہ اس پریشانی کی وجہ جاننا چاہتا تھا۔

کچھ بھی تو نہیں

فجر نے نفی میں سر ہلایا۔

دیکھو اگر پریشان ہو تو مجھ پر یقین کرو۔۔ میں کچھ بھی برا نہیں ہونے دوں گا۔۔ میں ہوں نہ۔۔ سب ٹھیک کردوں گا

فجر کا ہاتھ تھامتے ہوئے وہ اسے تسلی دے ہی رہا تھا کہ کچھ لڑکیاں فوراً سے انکی طرف التمش کو پکارتی ہوئی بڑھیں۔

آپ التمش ہیں نہ؟ التمش خان والے التمش؟ ہم آپ کی بہت بڑی فینز ہیں۔۔

ایک پکچر لے سکتے ہیں پلیز؟

شور سے وہ سب کو اپنی طرف متوجہ کرچکی تھیں۔

ابھی؟ میں یہاں۔۔۔

پلیز۔۔ پلیز منع نہیں کیجئے گا

التمش کے منع کرنے سے پہلے ہی وہ اسے مزید تنگ کرنے لگیں۔

التمش نے بیزاریت سے فجر کی طرف دیکھا۔۔ فجر نے اسے آنکھوں سے جانے کا اشارہ کیا۔۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ کسی قسم کا کوئی ہنگامہ ہو۔

التمش کچھ دور ہوکر ان کے ساتھ تصاویر بنوانے لگا۔۔ ایک نظر ان سب پر ڈال کر فجر نے موبائل استعمال کرنا شروع کیا۔

محبوب کا نام بھی کوئی دوسرا لے رہا ہو تو جی چاہتا ہے کہ اسکی زبان کھینچ لی جائے۔۔ یہاں تو پھر محبوب کے ساتھ کوئی دوسرا چپک چپک کے تصاویر بنوارہا تھا۔۔ دل کے حالات تو کوئی نہیں جانتا۔

افففف یار۔۔ لوگ نہیں دیکھتے کہ بندے کی کوئی پرسنل لائف بھی ہوتی ہے

اپنی جگہ پر واپس آکر بیٹھتے ہوئے وہ اب فجر سے مخاطب ہوا جو ابھی بھی فون میں مصروف تھی۔

کھانا لاکر رکھ دیا گیا تھا۔۔ انتظار بس التمش کا تھا۔

میڈم آپ کو باہر موبائل استعمال کروانے نہیں لایا۔۔ چھوڑ دیں اسے۔۔ جب اکیلی ہوں تب کیا کریں استعمال

کھانا شروع کرتے ہوئے اس نے فجر کو ڈانٹا۔

اکیلی ہی تھی تو استعمال کررہی تھی۔۔ اور کوئی بھی شوق نہیں ہے مجھے موبائیل استعمال کرنے کا۔۔ کھانا سامنے پڑا تھا اور التمش خان کی تصاویر ہی نہیں تھیں ہورہیں ختم۔۔ اور شرم تو رہی نہیں ہے۔۔ میں انتظار کررہی تھی التمش کا۔۔ اور التمش صاحب کتنے سکون سے آتے ہی کھانے لگ گئے ہیں کھا تک نہیں مجھے

غصہ تھا یا بھڑاس۔۔ وہ خود کو قابو میں نہیں رکھ پائی۔

جب تک میں زندہ ہوں فجر اکیلی نہیں ہوسکتی۔۔ آئندہ مت کہنا کہ فجر اکیلی ہے۔۔ فجر کے ساتھ التمش ہے۔۔ اور التمش کے ساتھ اتنی ساری لڑکیاں۔۔ تو فجر اکیلی کیسے ہوگئی؟

وہ جان گیا تھا کس چیز نے اسے غصہ دلایا ہے۔۔ اور التمش اب آگ میں تیل ڈالنے میں مصروف تھا۔

میں ایک دفعہ گئی تو واپس نہیں آؤں گی التمش۔۔ تم بہت اچھے سے جانتے ہو مجھے۔۔ چھوڑتی ہوں تو بھول جاتی ہوں

کھانے پر جو گھوڑوں گدھوں کی طرح ٹوٹی تھی پل بھر کو رکی۔

جی ملکۂ عالیہ آپ کے حکم کی تعمیر کی جائے گی

سر کو خم دیتے ہوئے وہ مسکرایا۔

تعمیل

غلطی نکال کر وہ خوب زور سے ہنسی۔

لیکن مسکراہٹ زیادہ دیر نہیں تھی۔۔ مسکراہٹ ابھی جاری تھی جب فجر کے پاؤں کے قریب کسی کا فون گرا۔۔ فجر نے فوراً سے فون اٹھا کر پکڑانا چاہا لیکن سانس وہیں کا وہیں اٹک گیا۔

سکن شلوار قمیض کے نیچے براؤن پشاوری چپل پہنے اس کے سامنے پھر سے مصطفی تھا۔۔ فجر کا دل چاہا کہ یہیں اپنی قبر بناکر لیٹ جائے۔۔ وہ خوفزدہ تھی۔۔ یہ یہاں کیا کررہا تھا۔۔ کیا وہ فجر کا پیچھا کرتا یہاں تک آیا ہے۔۔ یا کہیں وہ اسے مروانے تو نہیں والا۔

ہزاروں سوچیں ذہن میں گردش کرنے لگیں۔۔ وہ بھول گئی تھی کہ اس نے مصطفی کا فون پکڑ رکھا ہے۔

فجر؟ فون دو انہیں

فجر کے چہرے کا اڑتا رنگ دیکھ کر التمش نے اسے پکارا۔۔ اور پھر مصطفی کی

وہاں موجودگی بھی وہ برداشت نہیں کر پا رہا تھا۔

فون مصطفیٰ کو پکڑا کر فجر پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھتی رہ گئی۔

آپ کا بہت شکریہ۔۔ اس احسان کا بدلا ضرور دیں گے ہم

مسکراتے ہوئے اس نے اپنا فون پکڑا۔

اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے

التمش نے جان چھڑوانے والی بات کی۔

حساب کے بہت پکے ہیں ہم نہ احسان رکھتے ہیں نہ رکھنے دیتے ہیں

آج کل کے وقت میں جہاں لوگ سب بھول جاتے ہیں مصطفیٰ جلال پل پل کی خبر رکھتا ہے

وہ شاید فجر کو کچھ یاد کروانا چاہتا تھا۔

مصطفیٰ مصطفیٰ جلال مل کر اچھا لگا

رخ بدل کر التمش کی طرف ہاتھ بڑھاتے اس نے اپنا تعارف کروایا۔

التمش۔۔ التمش خان

التمش نے بھی ہاتھ بڑھا کر تعارف کروادیا۔۔ جو نہیں کروانا تھا۔ فجر بس کھلی آنکھوں سے اسے دیکھتی جارہی تھی۔

اتنا گہرا رنگ پہن کر نہیں نکلا کریں۔۔ یوں لگتا ہے جیسے کسی کا قتل کر کے آئی ہیں

فجر کی مہرون سکرٹ کی طرف اشارہ کرکے وہ فون کال ملاتے ہوئے بارعب انداز سے وہاں سے نکلا۔

عجیب انسان ہے۔۔ اتنی زور سے ہاتھ دبایا ہے یقین کرو درد ہونے لگ گئی ہے

التمش فجر سے مخاطب ہوا۔

اور یہ تم کیا اسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ دیکھ رہی تھی۔۔ کہیں دل ول تو نہیں آگیا اس پر۔۔ اللہ نہ کرے

آخری بات اس نے دل میں کہی۔

جواب دئے بغیر اس نے مڑ کر دیکھا۔۔ وہ بس تسلی کرنا چاہ رہی تھی کہ کیا اس کی جان بخش دی گئی ہے۔

فجر نے دیکھا تو اسے مصطفیٰ نہیں دکھا۔۔ لیکن مصطفیٰ قریب ہی فون پہ مصروف کسی کو ہدایات دے رہا تھا۔۔ یا شاید اگلے قتل کی تیاریاں تھیں۔

کافی دیر پارک میں بیٹھنے کے بعد اس نے دعا کی باتیں ایک آخری دفعہ

دہرائیں۔۔ جب وہ ان باتوں اور ان سے کیا مراد لی گئی ہے سمجھنے لگی تو وہ مسکرائی۔۔ کتنی خوبصورتی سے اللہ نے اس کلام کو بیان کیا تھا۔۔ کسی قسم کی کوئی غلطی۔۔ کوئی شک باقی نہ تھا۔

ہر طرف اندھیرا پھیل ہوچکا تھا۔۔ شام سے رات ہوچکی تھی لیکن ضحیٰ اپنا سکون نہیں چھوڑ رہی تھی۔۔ کچھ ہی دیر میں پارک کی لائٹس آف کر کے دروازہ بند کرنا تھا۔۔ وہ ہمیشہ کیلیئے تو وہاں نہیں رہ سکتی تھی۔

بیٹی آپ کو اب چلے جانا چاہیئے۔۔ رات کافی ہوگئی ہے۔۔ پارک کا دروازہ بند کرنا ہے اور آپ کے گھر والے بھی پریشان ہونگے

سیاہ یونیفارم میں ملبوس ایک بزرگ نے اسے آکر پیغام دیا۔۔ وہ شاید وہاں کا سیکیورٹی گارڈ تھا۔

ضحیٰ جو آنکھیں موندیں دعا کی باتیں دہرارہی تھی ان کی آواز سے چونکی۔

جی شکریہ میں جارہی ہوں

خود کو سمیٹ کر وہ فوراً سے اٹھی اور وہاں سے نکلی۔

اگر میں کوشش کروں تو قرآن سمجھ سکتی ہوں۔۔ سمجھ نہ آیا تو دیکھی جائے گی لیکن کوشش۔۔۔ کوشش کرنے میں کیا ہے۔

بڑے بڑے قدم اٹھاتے وہ تقریباً بھاگ کر گھر پہنچنا چاہتی تھی۔۔ پھر کچھ

سوچ کر قدم آہستہ کئے اور یہاں وہاں نگاہ دوڑائی۔

آرام سے چل ضحیٰ۔۔ کسی نے دیکھ لیا تو مزاق بن جائے گا۔۔ اتنی بڑی ہوگئی ہے چلنے کا طریقہ بھی نہیں آتا۔۔۔

خودکلامی کرتے اب وہ قدموں میں نرمی لائی۔

چند منٹ کا فیصلہ طے کرکے اب گھر پہنچی تھی۔

فجر؟

اندر داخل ہوتے ہوئے اس نے جوتا اتارا تھا۔

کچھ کھایا پیا ہے تم نے یا نہیں؟

چادر اتار کر صوفے پر رکھتے ہوئے اب وہ کچن میں پانی پینے گئی۔

سینڈوچز۔۔ چائے۔۔ خود کہاں ہے

احمق عورت چائے اور سینڈوچز فرج میں ہی رکھ گئی تھی۔۔ جسے دیکھ کر اب ضحیٰ کافی خوش ہوئی تھی۔۔ ظاہر ہے بھئی پکی پکائی کھیر کھانے کو مل رہی تھی۔

فجر

سینڈوچز نکال کر اس نے سائیڈ پر کافی بنانی شروع کی۔۔ کچھ ہی دیر میں

ٹھنڈے سینڈوچز کے ساتھ گرم کافی لا کر ٹیبل پر رکھتے ہوئے اس نے فون پکڑا۔۔ سامنے التمش کی کالز تھیں۔۔ لیکن فجر کا کوئی اتا پتا نہیں تھا۔

دونوں مجھے کِک کروا کر گھوم رہے ہیں۔۔ مزے ہیں۔۔ چلو اچھا ہے بھئی فجر کا بھی موڈ فریش ہوگا

ضحیٰ اب سینڈوچ ختم کرچکی تھی۔۔ کافی کپ پکڑے وہ اب روم میں جا بیٹھی۔

بیڈ پر لیٹے وہ مسلسل چھت پر لگے پنکھے کو دیکھ رہی تھی۔

آج جاکر ایک دفعہ قرآنِ پاک کھولنا۔۔ جو پہلی آیت سامنے آئے اسے اپنی زندگی کے ارد گرد گھمانا۔۔ سب سمجھ جاؤ گی

دعا کی باتیں اس کے ذہن میں اچانک آئیں۔

بیڈ سے فوراً اٹھ کر اس نے واشروم میں جاکر وضو شروع کیا۔

وضوکرنے کے بعد اس نے وارڈروب سے سی گرین دوپٹہ نکال کر خود کو ڈھانپتے ہوئے اب قرآنِ پاک ہاتھ میں لیا۔

کیا پڑھوں

ذہن الجھا تھا۔۔ ضحیٰ الجھی تھی۔۔ ہاتھ میں کوئی عام کتاب نہیں تھی۔۔ کلامِ پاک تھا۔

دعا کی باتوں پر عمل کرتے ہوئے اس نے قرآنِ پاک کھولا۔۔ آنکھوں کے سامنے تیسویں پارے کی سورۃ البلد کھلی۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَبَدٍ

بیشک ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا

ضحیٰ کو ترجمہ صاف صاف سمجھ آرہا تھا۔۔ لیکن وہ مراد نہیں سمجھ پارہی تھی۔

اللہ نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا؟ مشقت؟ لیکن اللہ کیلیئے تو کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔۔ تو پھر مشقت کیسی؟

ضحیٰ نے آیت کو مزید غور سے پڑھا۔

ایک کُن سے سب ہوجاتا ہے۔۔ پھر مشقت کہاں آئی ہوگی۔۔ مشقت کسی۔۔۔ کیا مطلب ہوا اس آیت کا

پوری سورۃ پڑھ کر وہ پھر سے الجھ گئی۔۔ آیت کسی طرح سے سمجھ نہیں آرہی تھی۔

انسان کو مشقت میں پیدا کیا۔۔ مشقت یعنی محنت۔۔ اللہ نے انسان کو بنانے کیلیئے محنت کی؟ استغفر اللہ۔۔ یہ کیا بات ہوئی۔۔ پھر؟ کیا مطلب ہوا؟

ضحیٰ نے ذہن پر مزید زور ڈالا۔۔ وہ نہیں سمجھ پارہی تھی۔

یار اب صبح تک کا انتظار کرنا پڑے گا سمجھنے کیلیئے۔۔ لیکن کیسے۔۔ مجھے بھی تو

سمجھ آئے اس کا مطلب

اس نے ایک بار پھر سے سورۃ پڑھی۔۔ لیکن ضحیٰ سمجھنے سے قاصر تھی۔

انسان کو مشقت میں پیدا کیا۔۔ ایسا ممکن نہیں کہ اللہ کو کسی کام کیلئے مشکل ہو تو پھر یہ

آیت کو غور سے دیکھتے وہ اسے سمجھنا چاہ رہی تھی۔

یا اللہ

سر میں پھر سے درد اٹھی تھی۔۔ جو ضحیٰ برداشت نہیں کرپائی۔۔ فوراً قرآنِ پاک بند کرکے اس نے واپس رکھا۔

شاید اب ہسپتال چلے جانا چاہیئے۔۔ دردِ سر تو ختم ہی نہیں ہورہا

دوپٹہ اتار کر ضحیٰ نے سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔ کافی ٹھنڈی ہوچکی تھی۔۔ لیکن ٹھنڈے سینڈوچز کھانے والے سست لوگ کافی کہاں گرم پینے کی زحمت کریں گے۔

گرے جینز پر پیسٹل بلیو شرٹ کے ساتھ وائٹ لیب کوٹ پہنے منہ سے ماسک ہٹاتے ہوئے وہ آپریشن تھیٹر سے آیا ہی تھا کہ ضحیٰ کو سامنے پاکر لب ہلکی سی مسکان میں ابھرے۔۔ وہ جو گھیرے دار زنک فراک پر چادر لئے بیگ میں

دوائیاں ڈال کر کاؤنٹر پر بل دینے کیلئے کھڑی تھی ماتھے پر کھجاتے ہوئے ان سے سوالات کرنے لگی۔

بلال اسے وہاں دیکھ کر حیران تو تھا ہی لیکن خوش بھی تھا۔۔ آخر کتنے ہی دن بعد وہ وہاں آئی تھی۔

بلال فوراً سے اسکی جانب بڑھا۔۔ ضحیٰ کو بلال کی موجودگی کا احساس ہوچکا تھا۔۔ فوراً سے بل پے کرکے وہ جانے ہی لگی تھی کہ بلال نے اسے پکارا۔

یا اللہ۔۔ آپ دیکھ لیں اب۔۔ یہ پھر سے آگیا ہے۔۔ پھر تکلیف بھی خود ہی دیتا ہے مجھے۔۔ میری جان چھڑوادیں اس چھلاوے سے

بلال کی طرف مڑے بغیر اس نے رک کر دعا کی۔

آپ یہاں؟

بلال اب اس کے سامنے آچکا تھا۔

ضحیٰ تم یہاں؟ اب طبیعت کیسی ہے۔۔ کافی دیر بعد آئی ہو اور ملے بغیر جارہی ہو۔

ضحیٰ بلال کو کچھ کہتی اس سے پہلے ہی کہیں سے ڈاکٹر ہارون اور ڈاکٹر فاطمہ بھی نمودار ہوئے۔

کافی دیر بعد چکر لگایا تم نے ضحیٰ۔۔ لگتا ہے کہیں کافی مصروف رہی ہو۔۔ آیا

ہی نہیں کرتی تھی سب ٹھیک تو تھا نہ؟

فاطمہ بھی لقمہ دئے بغیر نہ رہ پائی۔

اللہ جی۔۔ ایک کو بھیجا نہیں دو اور مسلط کردئے مجھ پر۔۔ اب ان سے لڑنے کی ہمت دیجئے گا

لمبا سانس خارج کرکے اب وہ ان دونوں کی طرف مڑی۔

ڈاکٹر ہارون میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔ اللہ کا شکر ہے۔۔ اور میں یہاں ملنے نہیں آئی تھی ورنہ ضرور مل کر جاتی

مسکراتے ہوئے جواب دیکر وہ اب فاطمہ کی طرف مڑی۔

جی ڈاکٹر فاطمہ میں گھر میں کافی مصروف رہی ہوں۔۔ آپ کو تو پتا ہوگا کہ گھر سنبھالنے والی خواتین کے سوکام ہوتے ہیں۔۔ یہاں وہاں دیکھنے۔۔ دکھانے کی فرصت ہی نہیں ہوتی انہیں۔۔ رہی بات آنے کی تو اب یہ کوئی پکنک پلیس۔۔ شاپنگ مال یا کیفے تو ہے نہیں۔۔ ہسپتال ہے اور لوگ علاج کیلئے آتے ہیں۔۔ یہ دیکھیں۔۔ دوا لینے آئی تھی۔۔ اب آپ اگر سمجھ رہی ہیں کہ آپ کے ڈاکٹر بلال سے ملنے آئی تھی تو معذرت۔۔ جس مٹھائی پر مکھیاں منڈلارہی ہوں اسے دیکھتا تک نہیں ہے کوئی۔۔ بے فکر رہیں

تحمل سے فاطمہ کی میٹھی میٹھی کر کے اب وہ بلال کی طرف ہوئی۔

ہارون ہنسی دبانے میں ماہر تھا۔

جی ڈاکٹر بلال۔۔ بہت فالتو سوال ہے آپ کا۔۔ ظاہر ہے سامنے کھڑی ہوں تو یہیں ہوں۔۔ جائیں اب کام کریں۔۔ ہسپتال ہے یہاں مریضوں کو ضرورت ہوتی ہے باتیں کرنے نہیں آتے لوگ۔۔ اف کتنا وقت ضائع کردیا میرا

بغیر جواب لئے وہ بلال کے ایک طرف سے ہوکر وہاں سے نکلی۔

بلال

بلال اسکے پیچھے جانے ہی لگا تھا کہ فاطمہ نے اسے ٹوکا۔ غصے سے وہ آگ بگولا ہوچکی تھیں۔

فاطمہ کو جواب دئے بغیر وہ اب دوڑ کر ضحیٰ کے پاس آیا۔

آپ بات نہیں کریں گی تو کیسے چلے گا یار۔۔ ایسے تو نہیں کریں میرے ساتھ۔۔ اتنا بھی تو بڑا گناہ نہیں تھا۔۔ غصہ کریں بھڑاس نکالیں۔۔ جو کرنا ہے کریں لیکن اللہ کیلئے ختم کریں یہ غصہ

وہ پھر سے ضحیٰ کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

میں کہاں غصہ ہوں۔۔ میں تو غصہ تھی ہی نہیں

ضحیٰ کی برداشت ختم ہوگئی تھی۔

تو؟ تو پھر؟

وہ حیران تھا

میں مایوس تھی آپ سے۔۔ آپ کی سوچ سے۔۔ آپ کے الفاظ سے۔۔ آپ نے بات غلط کی تھی۔۔ اور اس دن۔۔ اس سوچ کے آگے اسی وقت اس دنیا سے ہارگئی تھی میں۔۔ اتنے اچھے الفاظ استعمال کرنے والا انسان۔۔ اتنی اچھی سوچ کا مالک۔۔ جب میری باری آئی تو ہر حد پار کردی۔۔ افسوس تھا جو ختم ہوگیا۔۔ معاف کردیا آپ کو۔۔ اس سے زیادہ کیا کروں؟

آخر کار وہ کہہ گئی جو نہیں کہنا چاہ رہی تھی۔

اب نہیں کروں گا ضحیٰ۔۔ اب کبھی نہیں کروں گا یقین کریں۔۔ بالکل نہیں کروں گا۔۔ ایک دفعہ بس پلیز؟

قریب تھا کہ وہ ایک بار پھر سے رودیتا۔

ایک دفعہ کیا؟

وہ تھک کر بولی۔

ایک دفعہ موقع دیں۔۔ پہلے جیسے ٹریٹ کریں۔۔ میں اب مایوس نہیں کروں گا ضحیٰ

بلال نہ ہوتا تو اب تک ضحیٰ پھٹ پڑی ہوتی۔۔

یار بندے خدا کے۔۔ کیا موقع دوں؟ کیا پہلے جیسے ٹریٹ کروں؟ چلیں جائیں

ٹھیک ہے

مسکراتے ہوئے اس نے بلال کو جیسے کوئی بہت بڑی خبر سنائی تھی۔

میں مایوس نہیں کروں گا آپ کو اب

بلال کی محنت رنگ لائی۔

بدلے میں ایک بات سمجھائیں۔۔ یہ جو اللہ نے سورۃ البلد میں فرمایا ہے کہ انسان کو مشقتوں میں پیدا کیا گیا ہے۔۔ اس کا کیا مطلب ہے؟

بلال کے ساتھ چلتے ہوئے وہ قریب موجود بینچ تک آئی تھی۔

آپ نے سورۃ البلد پوری پڑھی ہے؟

بینچ پر بیٹھتے ہی اس نے خود کو تیار کیا۔

بالکل۔۔ اور مجھے یہ آیت سمجھ ہی نہیں آ رہی تھی۔۔ ویسے تو میں دعا سے پوچھ سکتی تھی لیکن دیکھوں تو آپ کو بھی کچھ آتا ہے کہ نہیں

بلال کی ہنسی اڑاتے ہوئے وہ بھی وہاں بیٹھی۔

جواباً ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر زمین کی طرف سر کیئے وہ مسکرایا۔

سورۃ البلد میں اللہ نے تین قسمیں لی ہیں۔۔ پہلی مکہ شہر کی۔۔ مکہ جسے افضل ترین شہر کہا گیا ہے۔۔ ایک تو مکہ شہر ویسے ہی بہت مقدس ہے اور پھر اللہ

نے فرمایا کہ اے نبی جی جب آپ بھی وہاں موجود ہوں تب میں مکہ کی قسم لے رہا ہوں۔ اب دیکھو کہ ایک تو وہ شہر مقدس اور پھر نبی صل اللہ علیہ وسلم کی موجودگی نے اسے مزید مقدس بنادیا تو اسکی قسم زیادہ اہمیت حاصل کرگئی۔ پھر قسم لی باپ کی اور اسکی تمام اولاد کی۔۔ باپ سے مراد یہاں یا تو آدم علیہ السلام ہیں یا ابراہیم علیہ السلام اور انکی اولاد سے مراد تمام انسان۔۔ یعنی اللہ نے تمام انسانوں کی قسم لی۔

انسانوں کی تخلیق کوئی عام بات نہیں ہے۔۔ کفار سے اللہ نے کہا تھا کہ ایک مکھی بنالاؤ۔۔ مگر وہ اس پر بھی قادر نہ تھے۔۔ اللہ نے تو پھر انسا کو تخلیق کیا۔۔ یعنی یہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے ہمارے لئے جسکی اللہ نے قسم لی۔۔ اب اتنی بڑی قسمیں لینے کے بعد اللہ نے جو بات بیان کی ہے وہ یہ کہ انسان کو اللہ نے مشقتوں میں پیدا کیا ہے

مشقتوں سے مراد دنیا۔۔ دنیا کی جدوجہد۔۔ محنت کیونکہ آرام اور سکون تو صرف جنت میں ہے۔۔ وہاں کسی قسم کی کوئی مشقت نہیں ہے۔۔ لیکن دنیا کا ہر کام مشقتوں والا ہے۔۔ یہاں تک کہ سکون کی نیند سونے کیلیۓ بھی ہمیں مشقتوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔۔ کوئی امیر ہو یا غریب۔۔ بادشاہ ہو یا مسکین۔۔ ہر انسان جدوجہد اور مشقت سے دوچار ہوتا ہے۔ یہاں تک کے نیک اعمال کرنے۔۔ نیک بننے۔۔ مسلمان بننے۔۔ مومن بننے میں بھی مشقت اٹھانی پڑتی ہے

بلال نے بات مکمل کرکے ضحیٰ کی طرف دیکھا۔

اتنی سی بات کیلیئے اللہ نے قسمیں کیوں لیں انکی؟

ضحیٰ کا سوال بنتا بھی تھا۔

یہاں قسموں سے اشارہ کروایا گیا ہے۔۔ اب اگر مکہ شہر کو دیکھا جائے تو آپ جانیں گی کہ مکہ کوئی آسانی سے نہیں بن گیا۔۔ کتنی ہی مشقت کرنی پڑی تھی اسے بنانے کیلیئے۔۔ اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی کی طرف اشارہ کیا ہے تو دیکھیں۔۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی باآسانی نہیں تھی۔۔ کتنی ہی تکالیف برداشت کرکے انہیں وہاں رہنے کو ملا تھا۔۔ اللہ کے محبوب کو وہاں سے نکال دیا گیا۔۔ اور پھر کتنی جدوجہد سے مشقت سے نوبت یہاں تک آئی کہ وہ مکہ فتح کرکے وہاں رہنے آئے۔۔ حالانکہ اللہ کے محبوب تھے۔۔ بس ایک دعا کرنی تھی۔۔ لیکن نہیں۔۔

مشقت کا سبق دیا گیا۔۔ زندگی میں کوئی بھی کام آسان نہیں ہوتا پھر چاہے آپ کتنے ہی لاڈلے ہوں۔۔ یہی تعلیم دینے کو انہیں بھی مشقت سکھائی۔۔ رہی بات باپ اور اولاد یعنی تمام انسانوں کی تو یہ اشارہ تھا اس طرف کہ اس دنیا میں جو بھی آتا ہے محنت کرکے جاتا ہے۔۔ حضرت آدم سے لیکر آج تک آنے والا انسان مشقت کرتا ہے اور زندگی گزارتا ہے اور تاریخ اس بات پر گواہ ہے۔۔ قسم لینے کی وجہ اور مشقت سے مراد یہ تھی۔

اب سوچیں۔۔ مشقتیں بھی کرنی پڑ رہی ہیں لیکن اللہ کے دین کے مطابق زندگی نہیں گزار رہے۔۔ یعنی تکلیف بھی برداشت کریں اور پھل بھی نہ ملے۔۔ ایسے انسان کیلئے تو پھر ہے نہ خسارہ

ضحیٰ کی طرف دیکھ کر اب اس نے تصدیق چاہی۔

تو اب ان گناہوں کو کیسے دور کیا جائے جو اللہ کے دین کے مطابق زندگی گزارنے میں رکاوٹ بن رہے ہیں؟

کچھ دیر کی خاموشی کے بعد اس نے اب سوال کیا۔

دیکھیں ضحیٰ۔۔ گناہ دو طرح کے ہوتے ہیں۔۔ صغیرہ اور کبیرہ۔۔ اب یہ جو صغیرہ گناہ ہوتے ہیں نہ۔۔ یہ تو معاف ہوجاتے ہیں آسانی سے ہی۔۔ یعنی آپ نماز پڑھتی ہوں تو نماز سے پہلے معاف ہوجاتے ہیں۔۔ جیسے کہ حدیثِ نبوی کا مفہوم ہے کہ

عثمان بن عفان(رض)نے وضو کا پانی طلب فرمایا اور وضو کیا پھر اپنی دونوں ہتھیلیوں کو تین بار دھویا پھر کلی کی اور ناک صاف کیا پھر اپنے چہرہ کو تین بار دھویا پھر اپنے دائیں ہاتھ کو تین بار کہنی تک دھویا پھر بائیں ہاتھ کو کہنی تک تین بار دھویا پھر اپنے سر کا مسح کیا پھر اپنے دائیں پاؤں کو ٹخنوں تک تین بار دھویا پھر اسی طرح بائیں پاؤں کو دھویا پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ

کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے وضو فرمایا میرے اس وضو کی طرح، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا پھر کھڑا ہوا اور دو رکعتیں پڑھیں اس طرح کہ ان میں اپنے دل کی باتیں نہ کرے تو اس کے گزشتہ گناہ(صغیرہ) معاف کر دیئے جائیں گے۔

صحیح البخاری 164

کتاب 4۔۔ حدیث 30

والیم۔ 1۔۔ کتاب 4۔۔ حدیث 165

بلال نے حدیث کا حوالہ دیکر دلیل مضبوط کی۔

یعنی ایسی نماز جس میں دنیا کے خیالات نہ ہوں۔۔ دنیاوی سوچیں نہ ہوں۔۔ اچھی طرح وضو کرکے اگر اچھی طرح نماز ادا کی جائے تو وہ صغیرہ گناہ معاف کروادیتی ہے

وہ اب رکا۔

لیکن خیالات تو آتے ہی ہیں۔۔ ان سے کیسے بچا جائے؟

ضحیٰ کا سوال بالکل درست تھا۔۔ دنیاوی خیالات تو آتے ہی ہیں۔

نماز میں پڑھے جانے والے کلمات پر غور کرنے سے۔۔ انکا ترجمہ جب یاد کرلیا جائے اور دورانِ نماز اس پر غور کیا جائے تو دھیان ادھر ادھر نہیں

جاتا۔۔ پھر بھی اگر خیالات ذہن پر طاری ہونے لگیں تو تین مرتبہ تعوذ پڑھ کر بائیں طرف تھوک دیں۔۔ ہاں لیکن کوشش کیا کریں نماز تنہائی میں پڑھیں۔۔ کیونکہ آپ کی تنہا نماز افضل ہوتی ہے۔۔ جو نماز تنہائی میں پڑھی جائے وہ آپ مکمل توجہ کے ساتھ پڑھتے ہیں

بلال نے جیب سے فون نکال کر وقت دیکھا۔

اور جو کبیرہ گناہ ہوتے ہیں۔۔ جیسے شرک کرنا۔۔ جھوٹی قسم کھانا۔۔ قتل کرنا۔۔ والدین کی نافرمانی کرنا۔۔وغیرہ۔

ان سب کیئے توبہ شرط ہے۔۔ توبہ کے بغیر کسی صورت معاف نہیں ہوتے

بلال اب وہاں سے اٹھا۔۔ بلال کے اٹھتے ہی ضحیٰ بھی جانے کو اٹھی۔

شکریہ آپ کا۔

ضحیٰ اب وہاں سے جانے لگی۔۔ بلال اسے کافی کچھ سمجھا گیا۔

ضحیٰ؟

وہ جانے کو مڑی ہی تھی کہ بلال نے اسے فوراً سے پکارا۔

جی؟

وہ پھر سے مڑی۔

کل کو اگر آپ کے بابا آپ کے سامنے آ کھڑے ہوں۔۔ اور اپنی تمام نااہلیوں کی معافی مانگیں۔۔ تو کیا کردیں گی معاف؟

وہ عجیب سوال کرگیا تھا۔۔ اور ساتھ ہی ضحیٰ کو حیرت اور تکلیف میں ڈال گیا۔

بلال کی اس بات پر ضحیٰ اسے دیکھتی ہی رہ گئی۔۔ شاید محرومیوں بھری زندگی یاد کی جارہی تھی۔۔ پھر مسکراکر وہ بلال کو جواب دیئے بغیر پلٹی۔۔ سر جھکائے وہ مسلسل مسکراتی جارہی تھی۔۔ اور اب بلال کو اس سوال پر پچھتاوا ہوا۔

سرجھکائے وہ اب تھکے تھکے قدموں سے چلتی رہی۔۔ سڑک کے دونوں اطراف اشجار تھے جن سے تیز ہوا کی وجہ سے پتے گرتے جارہے تھے۔۔ ایک شجر کا سہارا لیکر اب ضحیٰ بھی وہاں کھڑی ٹوٹے پتوں کو دیکھنے لگی۔

ان ٹوٹے پتوں میں ضحیٰ کو اپنی ذات دکھنے لگی جو نو سال کی عمر میں انہی پتوں کی طرح ٹوٹی تھی جب اس پر بدکردار ہونے کی تہمت لگائی گئی۔

یہ وہی واقعہ تھا جب ضحیٰ کی چچی کی دونوں بیٹیاں سکول کے بعد کسی سے چھپ کر ملنے جایا کرتی تھیں اور ضحیٰ کو بھی ساتھ لے جانا انکی مجبوری تھی۔۔ کیونکہ سکول تو وہ تینوں اکھٹی آیا جایا کرتی تھیں۔ اور جب انہی کی ایک دوست نے ٹیچر کو سارا معاملہ بتایا اور ٹیچرز نے تفتیش کرنا شروع کی تو انہوں نے سارا کا سارا معاملہ ضحیٰ پر ڈال دیا۔۔ اور یہ کہا کہ ضحیٰ کی وجہ سے انہیں بھی

اس خباثت میں جانا پڑتا ہے۔۔ چھوٹی بہن کو اکیلا تو نہیں چھوڑا جاسکتا۔۔
حالانکہ نوسال بہت کم ہوتے ہیں ایسے جذبات کیلیئے۔۔ لیکن وہ دونوں ضحیٰ کو پھنسا چکیں تھیں۔۔ اور یہ بات کوئی عام نہیں تھی۔۔ اس تہمت میں ضحیٰ سے بہت کچھ چھنا تھا۔۔ بات جب چچی تک پہنچی تو اپنے حصے کی سزا دینے کے بعد وہ پرنسپل کو بھی اس کے خلاف بھڑکا کے آئیں تھیں۔

اس کی ماں تو تھی ہی بدذات۔۔ تبھی تو اسکے باپ نے بھی چھوڑ دیا اسے۔۔ اور بدذات کی بیٹی بھی بدذات نکلی۔۔ میں تو رکھتی نہیں تھی اس گندگی کو پر رشتے داری مارتی ہے۔۔ آپ تو بھئی اپنے سکول کے بچے بچائیں اس سے

پیسے کے منہ کو رکھتے ہیں سب۔۔ رشتے داری کا خیال کسے ہوتا ہے۔۔ یہ باتیں آفس کے باہر کے تمام بچے اور ٹیچرز سن چکے تھے۔۔ اور ضحیٰ کی اپنی دوستیں بھی اس پر یقین نہیں کررہیں تھیں۔۔ ہر جگہ سے گزرتے بس یہی الفاظ سننے کو ملتے تھے۔

یہی ہے نہ وہ بدذات۔۔ جسکی ماں بھی بدذات تھی

مرے ہوئے لوگوں کا حساب کتاب ختم ہوچکا ہوتا ہے دنیا سے۔۔ انکے بارے میں تو کوئی غلط بات ہی نہیں کرنی چاہئے۔۔ پھر یہاں تو تہمتیں چل رہی تھیں۔

اور جب ضحیٰ نے سب کی سوالیہ اور کاٹ کھانے والی نظروں سے تنگ آکر

اپنے بابا کو فون کرکے سب بتایا تو یہی تو سننے کو ملا تھا۔

نا تمہاری ماں نے تمہیں یہ غلاظتیں کرنے کو پیدا کیا ہے نا چھوڑا ہے۔۔
انسان بن جاؤ ورنہ انجام اچھا نہیں ہوگا

وہ دن تھا کہ ضحیٰ نے قسم کھائی کہ آج کے بعد اس انسان کو فون نہیں کرنا۔

وہ ٹوٹا ہوا وجود ضحیٰ کی اب بھی آنکھیں نم کرگیا تھا۔۔ لیکن چھوڑے ہوئے لوگوں پر رونا ضحیٰ کیلئے بہت بڑی شرمندگی تھی۔

خود پر قابو پاکر وہ پھر سے اپنی راہ کی طرف رواں دواں ہوئی۔

کل کو اگر آپ کے بابا آپ کے سامنے آ کھڑے ہوں۔۔ اور اپنی تمام نااہلیوں کی معافی مانگیں۔۔ تو کیا کردیں گی معاف؟

بلال کی بات یاد کر کے وہ پھر سے بے بسی سے مسکرائی۔

بلیک ڈوپٹے سے سر ڈھانپے وہ باوضو ہوکر اب قرآنِ پاک کھولنے لگی۔

یااللہ آج آپ سے بات کرنا چاہتی ہوں۔۔ مجھے جو بھی سمجھانا ہوا۔۔ جو بھی بتانا ہوا آپ خود بتائے گا۔۔ اللہ جی آپ سے بات کرنے کیلئے کسی دوسرے تک ہر بار تو نہیں جاؤں گی نہ۔۔ آپ کی اور میری محبت میں۔۔ کسی بھی

تیسرے کو برداشت نہیں کرسکتی میں۔۔ اللہ جی۔۔ اپنا کلام مجھے خود سمجھادیں پلیز۔

دعا کرکے اب اس نے قرآنِ پاک کھولا۔

اُولٰٓئِکَ مُبَرَّءُوۡنَ مِمَّا یَقُوۡلُوۡنَ۔ لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّ رِزۡقٌ کَرِیۡمٌ۔

وہ لوگ اس سے پاک ہیں جو یہ کہتے ہیں، ان کے لیے بخشش اور عزت کی روزی ہے

سامنے سورۃ النور کی آیات تھیں۔

کن کیلئے عزت والی روزی ہے اور کون پاک ہیں؟

آیات واضح تھیں۔۔ ضحیٰ نے آج اپنی بدکرداری کی تہمت کو یاد کیا تھا۔۔ اللہ بس اسی سے متعلق اسے سکون دینا چاہتے تھے۔۔ تبھی تو آج سورۃ النور کھلی۔۔ لیکن ضحیٰ یقین نہیں کرپارہی تھی۔

ضحیٰ نے ذرا پیچھے سے پڑھنا شروع کیا۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَرۡمُوۡنَ الۡمُحۡصَنٰتِ الۡغٰفِلٰتِ الۡمُؤۡمِنٰتِ لُعِنُوۡا فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ وَ لَہُمۡ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ۔

جو لوگ پاک دامنوں بے خبر ایمان والیوں پر تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔

ضحیٰ کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔۔

کیا واقعی اللہ نے اسے تسلی اور خوشخبری دی ہے؟ ضحیٰ کا دل چاہا تھا وہ چلا چلا کر سب کو بتائے۔۔ اللہ اس سے بات کررہے تھے۔۔ اللہ نے ضحیٰ کی دعا قبول کرکے اسے بھی ان خوش نصیبوں میں شامل کیا تھا جن سے اللہ بات کرتے تھے۔۔ ضحیٰ کا دل چاہا تھا وہ خوب زور سے روئے۔۔ لیکن وہ رونا نہیں چاہتی تھی۔۔ یہ تو خوش نصیبی تھی۔۔ اللہ نے ضحیٰ کو اپنا دوست بنا لیا تھا۔۔ اور یہ کوئی عام بات نہیں تھی۔

خوشی کو قابو میں رکھ کر اس نے آگے پڑھنا شروع کیا۔

یَوۡمَ تَشۡهَدُ عَلَيۡهِمۡ اَلۡسِنَتُهُمۡ وَاَيۡدِيۡهِمۡ وَاَرۡجُلُهُمۡ بِمَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ۔

جس دن ان پر ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے جو کچھ وہ کیا کرتے تھے

ضحیٰ بے قصور تھی یہ کوئی نہیں مان رہا تھا۔۔ لیکن جس بات کو کتنا وقت گزر گیا تھا اللہ نے اسکا بھی حساب رکھا تھا۔۔ اور اتنا ہی نہیں اس بات کا بدلا بھی لیا جانے والا تھا۔۔ تب کوئی مانے یا نا مانے۔۔ انکے اپنے اعضا تو مانیں گے ہی۔

يَوۡمَئِذٍ يُّوَفِّيۡهِمُ اللّٰهُ دِيۡنَهُمُ الۡحَـقَّ وَيَعۡلَمُوۡنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡحَـقُّ الۡمُبِيۡنُ۔

اس دن اللہ انہیں انصاف سے پوری جزا دے گا اور جان لیں گے بے شک اللہ ہی حق بیان کرنے والا ہے۔

ضحیٰ کی خوشی سے آنکھیں بھر آئیں۔۔ اللہ کتنی محبت کرتے ہیں اپنے بندے سے۔

اَلْخَبِيْثَاتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثَاتِ۔ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبَاتِ۔ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ۔ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ۔

ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لیے ہیں اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لیے ہیں، اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لیے ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لیے ہیں، وہ لوگ اس سے پاک ہیں جو یہ کہتے ہیں، ان کے لیے بخشش اور عزت کی روزی ہے

پڑھ کر وہ اب پھر سے الجھی۔

بخشش کے بعد کون سی عزت کی روزی ہے یار۔۔ یہ سمجھ نہیں آ رہی اب۔۔۔

ضحیٰ نے ابھی غور کرنا شروع ہی کی تھی کہ کسی دھماکے کی طرح فجر کمرے میں چیخ و پکار کرتی داخل ہوئی۔

ہائے اللہ میرے ساتھ ہمیشہ ہی ایسا ہوتا ہے۔

بغیر کچھ پوچھے بتائے وہ بری طرح کمرے میں یہاں سے وہاں بھاگنے لگی۔

لیکن ہوا کیا ہے؟

قرآنِ پاک رکھ کے وہ اب فوراً اسکے پاس آئی۔

ضحیٰ میں بہت لیٹ ہوگئی ہوں اور ہوا بھی کچھ نہیں ہے ابھی میں کیا کروں

اس نے فوراً سے وارڈروب سے کپڑے نکال کر واشروم کا رخ کیا۔

عجیب

ضحیٰ کو غصہ آیا۔

یہ ہر دفعہ آخری موقع پر ہی کیوں تمہیں ہر کام آتا ہے یاد بھئی۔۔ جو وقت کی قدر نہیں کرتا وقت اسکی قدر نہیں کرتا ہے فجر

کہتے ہوئے بھی ضحیٰ کو شرم نہیں آئی۔

بکواس نہیں کرو۔۔ میک اپ کٹ نکالو فوراً

چلاتے ہوئے اس نے حکم دیا۔

بلیک جینز پر وائٹ ٹی شرٹ کے ساتھ زنک منی کوٹ پہنے وہ اب باہر آئی۔

ضحیٰ نے اسکی آستین کہنیوں تک چڑھانے میں مدد کی۔

کہاں جارہی ہو؟

ضحیٰ نے اسے ڈریسنگ کے سامنے بٹھایا۔

یار کسی منحوس کولیگ کا میسج آیا تھا کہ رات میں پارٹی ہے۔۔ باس نے سب کو آنے کا بولا ہے۔۔ میں نے میسج دیکھا اب ہے۔۔ بندہ پوچھے ایسی باتیں کال کرکے بتادیا کرو منحوسو

بے رحمی سے بالوں میں برش پھیرتی اب وہ جنگلی بلی لگنے لگی۔

ارے ارے۔۔ تبھی تو کہتی ہوں کہ موبائیل غور سے دیکھا کرو۔۔ اب تک تو تم نے میرے میسجز کا بھی جواب نہیں دیا۔

وہ قہقہہ لگاتی اسے دیکھنے لگی۔

اللہ کی قسم ضحیٰ بہت غصہ آرہا ہے اب میرے سے کھا نہ لینا تم۔۔ جاؤ کوئی اچھا سا جوتا نکال لاؤ یار

رک کر اس نے ضحیٰ کو خونخوار نگاہوں سے دیکھا۔

کچھ دیر کھپنے کے بعد ضحیٰ بلیک پوائنٹڈ ٹو پمپس لائی۔

پرفیکشن

خود کو وہ اب کسی حور سے کم نہیں دیکھ رہی تھی۔

میں نے تمہارے سر میں انڈے پھینکنے ہیں۔۔ آئی بڑی پرفیکشن

فجر کے چہرے پر ہاتھوں کی مہارت دکھا کر اب اس نے فجر پر ایک بھرپور نگاہ ڈالی۔

خوبصورت

تعریف کرتی بھی کیوں نہ۔۔ محنت جو کی تھی۔

دور ہٹو بہن۔۔ جانے دو ورنہ بری عزت ہو گی

فون پکڑتے وہ اب پھر سے یہاں وہاں بھاگنے لگی۔

التمش کے ساتھ جارہی ہو؟

ضحیٰ کا سوال بنتا بھی تھا۔۔ اب اتنی رات میں کس کے ساتھ جائے گی وہ۔

تمہارے پاس کوئی اور آپشن ہے؟

دروازے میں کھڑی وہ اسے دیکھنے لگی۔

اسے تمہارا آپشن نہیں پہلی ترجیح ہونا چاہئے بہن

ضحیٰ نے مختصر مگر مکمل بات کی تھی۔

فجر اسے دیکھتی رہ گئی۔۔ کتنی غلط بات کر ڈالی تھی فجر نے۔

اور ہاں۔۔ پیاری لگ رہی ہو۔۔ اللہ نظرِ بد سے بچائے تمہیں۔۔ آمین

فجر جاچکی تھی۔۔ لیکن یہ بات ضحیٰ اس کے سامنے بھی نہیں کہہ سکتی تھی۔۔
آخر منہ پر تعریف کرنے والی باہمت بھی نہیں تھی۔

لیکن جب نظرِ بد والے کام کیئے جائیں تو نظرِ بد تو لگے گی ہی نہ

سینٹرڈ پارٹیشن کیے وہ اطراف میں ڈالے گئے بالوں کو جب بار بار کان کے پیچھے اڑستی تو وجدان اس کی یہ حرکت کب سے نوٹ کر رہا تھا اور اسکی نظروں کا زاویار صاحب بغور جائزہ لے رہے تھے۔

وجدان۔۔ یہ ہماری کمپوزر ہیں۔۔ ہمارا اسٹاف۔۔ ہماری عزت ہیں۔ میرے خیال سے انہیں تنگ کرنا مناسب نہیں ہے۔

زاویار صاحب نے ڈھکے چھپے الفاظ میں اپنی عادت سے مجبور وجدان کو تنبیہہ کی تو اس نے فجر کو اپنی نظروں کے حصار سے نکالا۔ وہ خود بھی جزبز ہونے لگی تھی۔

ارے واہ۔۔ یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ پھر تو میں بھی انکی دھن سنوں گا۔

وجدان اب فجر میں اور بھی انٹرسٹڈ نظر آنے لگا اور وہ اور ان کمفرٹیبل ہونے لگی۔

نہیں۔۔ میں تیار نہیں ہوں۔

فجر نے دو ٹوک انداز میں اس کی درخواست کو فوراً رد کر دیا۔ مگر وہ نجانے کس مٹی کا بنا تھا۔

اوہ کم آن۔۔ آپ کیلئے کیا مشکل ہے۔ بلکہ اٹھیں۔۔ آپ گانا گائیں اور ہم

دونوں اس کے ساتھ ایک چھوٹی سی پرفارمنس دیتے ہیں۔

یہ کہہ کر وہ فجر کے جواب کیلیئے رکا نہیں اور آگے بڑھ کر اسکا ہاتھ تھامتا ہوا اس کی کمر پر بازو رکھے اسے اپنے ساتھ لے گیا۔

ڈرو نہیں۔۔ میں تمہیں سولو ڈانس کرنے کیلیئے تھوڑی چھوڑ دوں گا؟ ہم کپل کے طور پر پرفارم کریں گے سویٹ ہارٹ۔

کمینی ہنسی ہنستے وہ اپنے ساتھ فجر کے کندھے پر اپنا بازو پھیلائے اس کو کھینچے لگا۔ فجر بے چین ہوتے ہوئے بھی اس کے ساتھ کھنچی چلی جا رہی تھی۔ اس نے اپنا آپ چھڑوانے کی کوشش کی مگر سب بےسود ہو رہا تھا۔

وجدان صاحب ہاتھ چھوڑیں میرا۔۔ سب ہماری ہی طرف دیکھ رہے ہیں۔

اپنا کندھا چھڑوانے کی ناکام کوشش کرتی فجر کا شدت سے دل چاہ رہا تھا کے زمین پھٹ جاتی اور وہ اس میں خود کو سمو لیتی مگر ظاہر ہے ایسا نہیں ہونے والا تھا۔

انکے قریب ہی کھڑا مصطفیٰ جلال جو کسی کے توسط سے اس پارٹی میں شامل تھا۔۔ سفید مائع لگے شلوار سوٹ میں دلکش مسکراہٹ اچھالتے اس کی نظر جب فجر کے کاندھے پر بازو پھیلائے وجدان پر پڑی تو ایک پل میں اسکی مسکراہٹ سمٹ گئی اور غیض و غضب سے جسم کا سارا خون سمٹ کر آنکھوں میں اتر آیا۔

ایک پل بھی نہیں لیا تھا اس نے سوچنے میں اور ہاتھ میں پکڑا جوس کا گلاس فرش پر دے مارا جو بالکل فجر اور وجدان کے سامنے فرش پر کرچی کرچی ہو گیا۔ مگر یہ وہ وقت تھا جب وجدان یہ بھی نہ دیکھ سکا کے یہ گلاس کس سمت سے آیا ہے۔ مصطفیٰ بھیڑیئے کی طرح وجدان کی طرف لپکا اور فجر کو اسکی بازو سے دبوچ کر وجدان سے الگ کرتا ہوا اب وہ وجدان کو اپنے زیر کر چکا تھا جہاں ٹوٹے کانچ کی کرچیاں بکھری ہوئی تھیں۔ وجدان ان پر گرتا بری طرح کراہا اور پر یقین تھا کے اس کی کمر سے سرخ مائع بہنے والا ہے۔

کمینے انسان

مصطفیٰ اس قدر اونچی آواز میں دھاڑا کے فجر کو لگا موت کا اعلان ہوا ہے۔ وہ چیخ مارتی سہم کر دور ہٹ گئ اور پارٹی میں موجود ڈی جے بھی میوزک بند کرنے پر مجبور ہو گیا۔ وہاں موجود سب لوگ ان دونوں کی طرف متوجہ ہو گئے۔

غلیظ جانور

مصطفیٰ نے اسے کچھ بھی کہنے کی مہلت نہ دی اور اس کے چہرے پر تابڑ توڑ گھونسوں کی بارش شروع کر دی۔

مصطفیٰ کی وجیہہ قدو قامت دیکھتے ہوئے پارٹی کے بر گر لوگوں نے آگے بڑھ کر اسے روکنے سے خود کو باز رکھا۔

مصطفیٰ رک جائیں۔۔ مت ماریں اسے۔

فجر اپنے لبوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے اپنی چیخ روکتی مصطفیٰ کو گڑگڑا کر روکنے لگی۔ اس کیلئے یہ بہت شاکنگ تھا۔۔ ہاں وہ ظالم۔۔ جابر۔۔ جنگلی۔۔ بھیڑیا ضرور تھا۔۔ مگر اس کے سفید ہاتھوں کو فجر نے کبھی خود کسی کو ایذا دیتے نہیں دیکھا تھا۔ اس نے ہمیشہ اس کو ایسے کاموں سے دور آ کر کھڑے ہوتے پایا تھا۔ پھر وہ آج خود کیسے اپنے ہاتھوں کو اس شے میں ملوث کیے بیٹھا تھا؟ اس کے جبڑوں پر گھونسے مارتے مارتے خون کے چھینٹے اڑ اڑ کر اب مصطفیٰ کے ہاتھوں سمیت سفید کپڑوں کو بھی خون آلود کر گئے تھے مگر سفید سوٹ کی اب پرواہ کسے تھی؟

وہ مر جائے گا مصطفیٰ۔

فجر گڑگڑائی اور مصطفیٰ دھاڑتے ہوئے اب بے دردی سے وجدان کو زوردار لاتیں رسید کرنے لگا۔ جواباً وہ آہ و کراہ کے علاوہ کوئی کاروائی نہیں کر سکا تھا۔ یا یہ کہنا بہتر ہوگا کے مصطفیٰ نے اسے موقع ہی نہیں دیا تھا۔

بدترین جانور۔۔ مجھ پر دکھاؤ اپنی درندگی۔۔ مجھ پر دکھاؤ۔

اس نے اب وجدان کو اس کے کالر سے پکڑ کر اونچا اٹھایا تو اس کا سارا وجود خون سے لت پت ہو چکا تھا۔ ہوا میں معلق اس کے وجود کو دیکھ کر وہاں موجود نفوس کو یقین آچکا تھا کے اب شاید اس میں چند ہی سانسیں باقی ہیں۔

مگر دیکھو۔۔ تم میں تو سکت ہی نہیں۔

جبڑے بھینچتے ایک ایک لفظ مصطفی نے چبا کر ادا کرتے ہوئے اس کا وجود دور پھینکا تو وہ فرش پر گھسیٹتا دور جا گرا۔ جتنی دور وہ گھسٹتا گیا۔۔ وہاں سے لوگ اس طرح دور ہوئے گویا ان کے پاس سے کوئی اچھوت گزر گیا ہو۔

چلو

پیچھے مڑ کر مصطفی نے اپنے خون آلود ہاتھوں کی پروا کیے بغیر فجر کا ہاتھ بےدردی سے پکڑا اور اس کی کلائی کو دبوچتے ہوئے گھسیٹنے کے انداز میں اسے اپنے ساتھ لے گیا۔ فجر کو تکلیف ہوئی مگر جب اس کے ذہن میں مصطفی کے گھونسے آئے تو وہ اپنی سسکی بھی دبا گئی جسے مصطفی نے نوٹ تو کر لیا تھا مگر ابھی وہ اس پر کوئی عنایت نچھاور کرنے کے موڈ میں نہیں تھا۔

اپنی جیپ تک پہنچ کر اس نے گویا اسے پیسنجر سیٹ پر پھینکا تھا اور سارا غصہ دروازے پر اتار کر بھی جب مصطفی کا کوئی بس نہ چلا تو جیپ کو ایک زوردار کک رسید کرتے ہوئے مصطفی بہت زور زور سے دھاڑا تھا۔ یہ حرکت فجر کی جان نکال دینے کیلئے کافی تھی مگر وہ باہر نہیں نکل سکتی تھی۔ وہ اپنی جان نہیں گنوانا چاہتی تھی۔ وہ تو بس اسے شکریہ کہنا چاہتی تھی مگر اب۔۔ اب تو اسے یہ کم ازکم اس زندگی میں ناممکن لگ رہا تھا۔

تو کیا لوگوں کو دوسرا موقع دینا چاہیے؟

بلال کی اس دن کی بات نے اسے کافی پریشان کردیا تھا۔۔ پارک کے وسط میں بیٹھی وہ دعا سے بات کرتے پوچھنے لگی۔

ہر انسان کو ایک دوسرا موقعہ دینا چاہیے۔ضرور دینا چاہیے، یقین کرو کچھ لوگ واقعی بدل جاتے ہیں، اپنے اندر بہتری پیدا کرلیتے ہیں۔ غلطی انسان سے ہی ہوتی ہے، یہ بات بالکل درست ہے، ایک دوسرا موقعہ دیدینا چاہیے، لیکن صرف اور صرف لوگوں کو

پتا ہے کہ دوسرا موقعہ کسے نہیں دینا؟ اس یقین کو جو اس نے آپ کا توڑا ہے، اس جھوٹ کو جو اس نے آپ سے بولا ہے، اس دھوکے کو جو اس نے آپ کو دیا تھا، اس تکلیف کو جو آپ کو اس کی وجہ سے ہوئی، اس درد کو جو آپ اس کی وجہ سے برداشت کرتے رہے ہیں، اس اضطراب کو جو آپ سہتے رہے، ان تمام پریشانیوں کو جو آپ کو اس تعلق سے ہوئی ہیں، لیکن انسان کو موقعہ دو، ناطق سدھرتا ہے بہتری کی طرف آتا ہے، پر انسان اور تکالیف کو موقعہ دینے میں زمین آسمان کا فرق ہے

سامنے موجود بچوں کو کھیلتے دیکھ کر وہ خود کو تروتازہ محسوس کرنے لگی۔

ضحیٰ نے اسے الجھی نگاہوں سے دیکھا۔

مجھے قرآنِ پاک کی آیات سمجھ آنے لگی ہیں۔۔ لیکن کچھ دن پہلے میں نے

سورۃ النور کی آیات پڑھیں۔۔ جہاں لکھا تھا کہ انکے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔۔ جو بات میری سمجھ میں نہیں آئی وہ یہ تھی کہ بخشش کہ بعد کون سی روزی ہے؟

ضحیٰ اب متوجہ ہوئی۔۔ وہ جانتی تھی دعا اس کی یہ الجھن کچھ ہی پلوں میں دور کردے گی۔

جنت

سامنے کھیلتے بچوں کو دیکھتے وہ فوراً سے بولی۔

جنت؟

ضحیٰ نے حیرت سے پوچھا۔

ہاں جنت اس آیت میں اللہ نے ان پاک باز عورتوں جن پر تہمت لگی ہو ان سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے

اور وہاں کا رزق باعزت ہے۔۔ دوزخ والوں کی طرح مانگنے پر بھی گرم پانی۔۔ اور پیپ نہیں ملے گا پینے کو۔۔ بلکہ جس شہ کی خواہش کی جائے وہ ملے گا۔۔ اور اس باعزت رزق سے دوزخیوں کو دور رکھا جائے گا

وہ اب بھی بچوں کو کھیلتے دیکھ رہی تھی۔

تو اس آیت میں باعزت رزق سے مراد جنت ہے۔۔ ظاہر سی بات ہے۔۔ کتنی

بیوقوف ہوں میں۔۔ بخشش کے بعد جنت ہی ہوگی باعزت

ضحیٰ نے خودکلامی کرتے ہوئے خود کو کوسا۔

دعا؟

ضحیٰ نے اسے پھر سے پکارا۔

جی؟

دعا نے اب ضحیٰ پر نگاہ ڈالی۔

باقی سب تو سہی تھا لیکن آج صبح ہی میں نے ایک آیت پڑھی

اور ان میں سے اکثر ایسے بھی ہیں جو اللہ کو مانتے بھی ہیں اور شرک بھی کرتے ہیں۔

مجھے سمجھ نہیں آرہی اس آیت کی۔۔ میں شرک نہیں کرتی۔۔ میں جانتی ہوں کہ شرک کرنا کیا ہوتا ہے۔۔ لیکن میں نہیں کررہی۔۔ پھر کیوں دکھی یہ آیت مجھے؟

ضحیٰ اب اسے گھورنے لگی۔۔ گویا یہ آیت سامنے لانا اسی کہ اختیار میں تھا۔

دیکھو ضحیٰ۔۔ ہم بعض اوقات شرک نہیں کررہے ہوتے۔۔ لیکن اللہ پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ کوئی ایسا گناہ ضرور کررہے ہوتے ہیں جس سے اللہ نے ہمیں منع فرمایا ہے۔۔ یعنی ہم اللہ کے قریب ہوتے ہوئے بھی کوئی ایسا کام

کرتے رہتے ہیں جس سے باز رہنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے

دعا کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثر واضح تھے۔

لیکن مجھے یاد نہیں پڑتا کہ میں نے کچھ دن سے کوئی بھی گناہ کیا ہو۔۔ میں نماز پڑ رہی ہوں۔۔ قرآنِ پاک کی پابندی کررہی ہوں۔۔ اور اس کے علاوہ تو کچھ ایسا نہیں ہے جو میں کرتی ہوں۔۔ پھر؟

ضحیٰ نے سارا قصہ دعا کو بتایا۔

سوچو۔۔ کچھ تو ہے۔۔ کچھ تو ہے جو کرتی ہو لیکن نہیں پتا چل رہا تمہیں۔۔ بتاؤ۔۔ کوئی تو ایسی بات ہوگی ہی۔۔ اچھا بتاؤ ان دنوں میں کیا کیا کیا ہے تم نے؟

دعا نے وضاحت چاہی۔

میں گھر میں ہی رہتی ہوں۔۔ اس کے علاوہ تم سے ملنے آتی ہوں۔۔ اور ہاں ایک دفعہ ہسپتال گئی تھی دوا لینے کیلئے۔۔ وہاں ڈاکٹر بلال اور انکے کچھ دوست ملے۔۔ اس کے علاوہ بھی بس تم سے باتیں کرتی ہوں۔۔ اور تو کچھ بھی نہیں ہے۔

ضحیٰ نے وضاحت دی۔

بلال بلال وہ گناہ ہے جس سے تمہیں دور رہنا ہے اب

ضحیٰ نے اسے حیرت سے دیکھا۔۔ وہ اپنے ہی بھائی کیلئے یوں کیسے کہہ سکتی تھی۔

ک کیا مطلب؟

وہ جزبز ہوئی۔

تم جانتی ہو نہ اللہ نے منع فرمایا ہے نا محرموں سے ملنے ملانے باتیں کرنے سے۔۔ پھر تم کیسے کہہ سکتی ہو کہ تم کوئی گناہ نہیں کررہی؟

دعا نے اس سے نگاہ ہٹاکر سامنے موجود بچوں پر ڈالی۔

کیونکہ میں بلال سے ایسی ویسی کوئی بات نہیں کرتی۔۔ میں تو ملتی بھی نہیں ہوں۔۔ وہ تو بس۔۔ لیکن کیا یہ اتنا بڑا گناہ ہے؟

شرمندگی سے اس نے سر جھکا کر ہاتھ آپس میں ملنا شروع کیئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جو کہ کلیم اللہ تھے۔۔ انہوں نے ایک دفعہ دو خواتین کی مدد کی تھی۔۔ پھر جب انکے والد نے ان دو خواتین کے ہاتھ پیغام بھیج کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلوایا تاکہ وہ انہیں انعام دیں تو پتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کس طرح گئے؟ وہ ان کے آگے آگے چل پڑے تھے کہ کہیں پیچھے سے ان خواتین پر نگاہ نہ پڑ جائے۔۔ کیونکہ پیچھے چلنے سے نگاہ سامنے والے پر ضرور پڑتی ہے۔۔ حالانکہ وہ تو پیغمبر تھے۔۔ پاک باز تھے۔۔

انہیں بھلا کیا خدشہ تھا۔۔ مگر بات تو اسی حکم کی تھی جو نازل ہوچکا تھا۔۔ پھر چاہے آپ ابراہیم علیہ السلام ہی کیوں نہ ہو۔۔ اسلمت لرب العالمین(میں نے تمام جہانوں کے رب کے آگے سر جھکایا) کیلئے سب کرنا پڑتا ہے۔

دعا نے سنجیدگی سے اسے سمجھایا۔

تم مجھے تھوڑا زیادہ سمجھاؤ گی اس معاملے میں؟

ضحیٰ نے مزید سننا چاہا۔

میں ضرور سمجھاؤں گی۔۔ لیکن ابھی نہیں۔۔ کچھ دیر بعد۔۔ ابھی کیلئے تمہیں یہ کرنا ہے کہ تمہیں بلال سے دور رہنا ہے۔۔ جتنا ہوسکے۔۔ اور صرف بلال ہی نہیں۔۔ ہر وہ مرد جس سے تمہارا واسطہ پڑے تم نے اس سے دوری اختیار کرنی ہے۔۔ کیونکہ وہ نامحرم ہیں اور تمہیں خود کو ایک باوقار عورت بنانا ہے۔۔ وہ جس کا رعب ہو۔۔ جو محبت کرنے والی ہو لیکن اسے پتا ہو کہ محبت کس سے کرنی ہے۔۔ وہ جسے پتا ہو کہ یہ نگاہیں کس پر ڈالنی ہیں اور کس سے انہیں بچانا ہے۔۔ وہ جو اپنی خاموشی سے سب کو جواب دیدیتی ہے۔۔ وہ جو اگر اکیلی بھی ہزاروں کے مجمعے میں ہو تو خود کو اکیلی نہ محسوس کرے۔۔ چلتی بھیڑ میں لوگ اس سے دوقدم دور چلیں۔۔ جو لوگوں کی فضول باتوں سے سومیل دور رہے۔۔ گھٹیا مزاح نہ کرسکے اس سے کوئی۔۔ بارعب باوقار

ماما کہتی تھیں دعا۔۔ عورت تو سب بنتی ہیں۔۔ تم باوقار بننا۔۔ اور دیکھو۔۔میں

بھی اب تک کوشش میں ہوں

مسکرا کر اس نے رخ بدلا۔

اچھا

ضحیٰ بھی باوقار عورت بننا چاہتی تھی۔۔ لیکن اگر دعا جیسی عورت بھی نہیں بن پائی تھی تو ضحیٰ کیسے

ابھی تم میرے ساتھ چلو۔۔ مجھے کسی سے ملوانا ہے تمہیں

اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے دعا نے ضحیٰ کا ہاتھ تھاما۔

لیکن کس سے؟

ضحیٰ اچانک سے ہڑبڑائی۔۔ وہ اسے کس سے ملوانے والی تھی۔

ارے چلو بھی۔۔۔

ضحیٰ کی چادر ٹھیک کرکے اب وہ اسے دھکیلتے ہوئے لے جانے لگی۔

چند ہی منٹوں میں دعا ضحیٰ کا ہاتھ تھامے ایک چھوٹے سے گھر کے باہر کھڑی تھی جو کہ ایک سنسان سے علاقے میں آباد تھا۔

دنیا اکسویں صدی میں سفر کررہی تھی لیکن وہ گھر جو چاروں اطراف سے

درختوں سے گھرا تھا ابھی بیسویں صدی میں ہی تھا۔ لکڑی کا پرانا مگر خوبصورت گھر۔۔ جسے دیکھ کر کچھ لوگ تو سکون پاتے تھے لیکن دوسری طرف کچھ خوفزدہ ہوجاتے تھے۔

ہم یہاں کیوں ہیں؟

وہ خوفزدہ ہوئی۔

کیونکہ ہم یہاں ہیں

وہ پہلے سے کئی زیادہ خوش اسکے سامنے کھل کھلا کر ہنسنے لگی۔

ہائے اللہ نہیں کرو۔۔ ایک تو گھر اتنا ڈراؤنا اور عجیب جگہ پر ہے اوپر سے تم اس طرح کی حرکتیں کرتی اسنو وائٹ والی وِچ لگ رہی ہو۔۔ دعا؟ تم دعا ہی ہو نہ؟

چاروں اطراف نگاہ ڈال کر اب وہ دعا کے مزید قریب ہوئی۔۔ ضحیٰ تو بری طرح ڈری تھی۔

یہ تمہیں ڈراؤنا لگ رہا ہے؟ اتنا پیارا تو ہے۔۔ چلو اندر چلیں

دعا نے ضحیٰ کا پھر سے ہاتھ تھاما۔

یااللہ۔۔ غلطی کردی۔۔ آج بچالیں۔۔ آئندہ کسی کے بھی ساتھ نہیں آؤں گی یوں

دل ہی دل میں دعا کرتے وہ اسکے ساتھ ہوئی۔

دروازے سے اندر جاتے ہی سامنے لان میں ہر طرف پتے ہی پتے گرے تھے۔۔ کچھ تیز چلتی ہوا تھی جو ہر سیکینڈ درخت سے ایک پتہ توڑ پھینکتی۔

لان کے ایک طرف لگے درخت کے نیچے ایک بوڑھی عورت وہیل چیئر پر بیٹھی مسلسل ٹوٹے پتوں کو دیکھنے میں مشغول تھی۔ اور ضحیٰ اس بوڑھی عورت کو دیکھنے میں۔

فاطمہ بیگم آپ پھر سے باہر آگئیں۔۔ کتنی مرتبہ کہا ہے شام میں نہیں آیا کریں ٹھنڈ لگ جائے گی آپ کو

وہ فوراً سے وہیل چیئر پر موجود خاتون کی طرف بڑھی۔

دعا کے کہتے ہی ضحیٰ بھی ہوش میں آئی۔

یہاں سکون ملتا ہے مجھے۔ جاؤ پانی لاؤ میرے لئے شاباش

پیچھے مڑے بنا دعا کے ہاتھوں پر پیار کرتے ہوئے وہ مسکرائی۔

جی امی۔۔ ضحیٰ یہاں آؤ۔ امی دیکھیں میں آج ضحیٰ کو لے آئی

ضحیٰ جو ان دونوں کو بہت ترسی ہوئی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی فوراً انکی طرف لپکی۔

ضحیٰ یہ۔۔۔

میں بتالوں گی ضحیٰ کو۔۔ جاؤ پانی لاؤ

فاطمہ بیگم نے دعا کو بھیجا۔

السلام علیکم۔۔ میں ضحی۔۔

وہ نہیں سمجھ پائی تھی کہ اپنا تعارف کیسے کروائے۔

وعلیکم السلام۔۔ مجھے بتا چکی ہے دعا تمہارا۔۔ کیسی ہو تم بیٹا؟

فاطمہ بیگم نے ضحیٰ کو پاس موجود کرسی پر بٹھایا۔

میں ٹھیک ہوں۔۔ آپ کیسی ہیں؟ آپ دعا کی ماما ہیں؟

ضحیٰ کو یہ سب جلد جاننا تھا۔ آخر بغیر بتائے۔۔ بغیر ہوچھے اتنی سنسان جگہ پر آگئی ہے۔

میں دعا اور بلال دونوں کی ہی ماما ہوں۔۔ اور گھبراؤ نہیں۔۔ تم یہاں محفوظ ہو میرے پاس۔

ضحیٰ کی پریشانی چہرے پر صاف ظاہر تھی۔۔ جسے کوئی بھی دیکھ کر جان جاتا۔

پھر تو قسمت والی ہیں آپ کہ دعا آپ کی بیٹی ہے۔

کچھ ہی دیر میں وہ خود کو پرسکون محسوس کرنے لگی۔

قسمت والی تو ہوں۔۔ لیکن صرف دعا کی طرف سے ہی نہیں۔۔ بلال کی

طرف سے بھی۔۔ فرمانبردار بچا ہے میرا

جواباً وہ مسکرائی۔

دعا نہیں ہے کیا؟

اسے حیرانگی ہوئی۔

نہیں وہ اطاعت گزار ہے۔۔ فرمانبردار بلال ہے۔

اب کی بار انہوں نے ضحیٰ کو غور سے دیکھنا شروع کیا۔۔ ناجانے کیا پڑھنا چاہ رہیں تھیں اس کے چہرے سے۔

لیکن دونوں ایک نہیں ہوتے؟

بلال اور دعا کی والدہ تھیں۔۔ سیدھی صاف بات کی توقع بھی کون کرے۔

میں جب کہوں کہ پانی لادو مجھے۔۔ جو میرے کہتے ساتھ ہی اٹھے وہ فرمانبردار ہوگا۔۔ اسے فرمانبردار ہونا کہتے ہیں۔۔ اور جو کچھ دیر بعد اٹھ کر پانی لا کر دے۔۔ اپنی مرضی سے۔۔ وہ اطاعت گزار ہوگا۔۔اسے ہم اطاعت گزار کہتے ہیں۔۔ جو بات تو مانتا ہے۔۔ لیکن فرمانبرداری نہیں کرتا

مسکراتے ہوئے ضحیٰ کو انہوں نے سمجھایا۔۔ لیکن ضحیٰ کے دماغ میں ایک ہی بات تھی۔

پانی تو کوئی پلا ہی رہا ہے۔۔ پھر اب یا دیر میں کیا فرق پڑتا ہے؟

اور سست انسانوں کیلئے یہ بھی بہت تھا۔

آپ سب یہیں رہتے ہیں؟ کافی خوبصورت گھر ہے۔

چاروں اطراف نگاہ دوڑاتے اس نے اب پھر سے فاطمہ بیگم کو دیکھا۔

میں۔۔ بلال اور دعا

فاطمہ بیگم مسلسل اسے دیکھتی جارہیں تھیں۔

اور انکل؟

تجسس تھا جو اسے یہ پوچھنے سے نہیں روک پایا۔

وہ بہترین جگہ پر ہیں۔۔ اپنے دائمی گھر میں

فاطمہ بیگم کے اتنا کہتے ہی ضحیٰ کو اپنی ماں یاد آئی۔۔ اس سے بہتر اب ضحیٰ کا درد کون سمجھ سکتا تھا۔

دعا یہاں کیوں رہتی ہے؟ میرا مطلب اس نے مجھے بتایا تھا کہ اسکی ایک بیٹی ہے۔۔ تو پھر یہاں کیوں؟

فاطمہ بیگم جواباً مسکرائیں۔

کیونکہ جناب میں نے اپنے شوہر سے خلع لیلیا تھا۔۔ تو اس لئے یہیں رہتی ہوں

چائے لاکر ضحیٰ اور فاطمہ بیگم کے پاس رکھ کر دعا بھی انکے پاس بیٹھ گئی۔

ضحیٰ نے وجہ نہیں پوچھی تھی۔۔ وہ اسکا ذاتی معاملہ تھا۔ لیکن دعا کو مسکراتا دیکھ کر اسے عجیب ضرور لگا تھا۔

تم نے خلع لیلیا؟

ضحیٰ نے حیرت ظاہر کرتے ہوئے تصدیق چاہی۔

یار انہیں مسئلہ تھا میرے پردے کا۔۔ کہیں بھی آنا جانا ہے تو پردہ نہیں کرنے دینا۔۔ پھر میں مذہبی لگتی ہوں اور ان لوگوں کو مذہبی لوگوں سے تکلیف ہے۔۔ مطلب جس مذہب میں پیدا ہوئے۔۔ اسی سے تکلیف۔۔ اب شوہر کیلئے رب کو تو نہیں ناراض کرسکتی تھی۔۔ تو رب کیلئے شوہر چھوڑ دیا۔۔ الحمداللہ میں نے سہی فیصلہ کیا۔

مسکراتے ہوئے اس نے ضحیٰ پر قیامت برپا کی۔

بلال جیسا انسان جس کی زندگی کسی بھی طرح نامکمل نہیں تھی وہ بھی اپنی زندگی سے مطمئن تھا۔۔ کتنی ہی تکلیف دی تھی ضحیٰ نے بھی بلال کو یہ سوچ کر کہ وہ تو اس دنیا کا سب سے زیادہ خوش اور پرسکون انسان ہے۔۔ ضحیٰ کا دل چاہا تھا کہ وہ ابھی جاکر بلال کے سامنے جھک کر ہر لمحے کیلئے معافی مانگیں۔۔ اس کے سامنے چیخ چیخ کر روئے۔۔ لیکن ابھی ہی تو دعا نے اسے سمجھایا تھا۔۔ ابھی ہی تو اسے باوقار بننے کی تیاری شروع کرنی تھی۔

دعا اور فاطمہ بیگم اس سے باتیں کرتے جارہے تھے لیکن وہ تو اب کھوچکی تھی کسی اور ہی دنیا میں

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

اپنے چاروں اطراف اندھیرا پھیلائے وہ مسلسل بیڈ پر لیٹے چھت پر لگے پنکھے کو دیکھے جارہا تھا۔ دکھ تھا یا تکلیف۔۔ بلال کو بری طرح کھانے لگا۔۔ کروٹ بدل کر اس نے اب لمبے لمبے سانس خارج کرنا شروع کئے۔ مگر کچھ تھا جو اسے کسی حال میں سکون نہیں لینے دے رہا تھا۔ بیڈ سے اتر کر اب وہ کمرے میں یہاں وہاں ٹہلتے ہوئے سر کھجانے لگا۔

بلال بلال بلال

اب کی بار فٹ بورڈ کے ساتھ بیٹھ کر اس نے اپنے سر کے بال نوچنے شروع کیے۔

گھٹنوں میں سر دیئے وہ کچھ سوچنے لگا۔۔ کچھ دیر ساکت رہنے کے بعد وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

اسٹڈی پر جاکر لیمپ آن کرکے اس نے کاغذ نکال کر قلم سے کچھ لکھنا شروع کیا۔

کچھ ہی دیر میں کاغذ کو بے دردی سے توڑ مروڑ کر اس نے بیزاریت سے دور پھینکا۔

کتنی ہی بار وہ لکھنے کی کوشش کر کے ناکام ہوا تھا اور کتنی ہی بار اس نے کاغذ کو بے رحمی سے پھینکا۔

رب الشرح لی صدری ویسرلی امری۔۔ وحلل عقدۃ من السانی۔۔ یفقھو قولی

آنکھیں بند کر کے اس نے دعا پڑھ کر پھر سے قلم ہاتھ میں لیا۔۔ اب کی بار اسے کچھ ہمت ملی۔۔ کیونکہ اب کی بار اللہ کا نام لے لیا تھا۔۔ بابرکت نام

اب پھر سے اس نے لکھنا شروع کیا۔۔ لفظوں کی سیاہی کی طرح تاریکی اسکے اطراف میں پھیلنے لگی۔

السلام علیکم

میں جانتا ہوں آپ کو عجیب لگ رہا ہوگا یوں میرا یہ خط لکھنا۔۔ لیکن میں آپ سے ملاقات نہیں کرسکتا ضحیٰ۔ یہ خط میں آپ کو ایک آخری پیغام کے طور پر لکھنا چاہتا ہوں۔

میں نے امی سے آپ کے متعلق بات کی تھی۔۔ وہ آپ سے مل کر آپ کو ایک نظر دیکھنا چاہتی تھیں۔۔ یہی وجہ تھی دعا آپ کو گھر لائی۔۔ آپ میرے حالات دیکھ کر جاچکی ہیں۔۔ میرے پاس کوئی نہیں ہے جو آپ کے گھر آ کر آپ سے میرے متعلق بات کرے۔۔ تو اس بات کی بھی اجازت میں نے لیلی ہے کہ میں آپ سے اس معاملے میں خود بات کرسکوں۔۔ آپ کو مکمل حق حاصل ہے انکار کا بھی اور اقرار کا بھی۔۔

اور آپ کی رضا جاننے کے بعد میں آپ پر اور خود پر کوئی جبر نہیں کروں گا۔ کیونکہ جبر تو ہمارے اتنے پیارے دین میں بھی نہیں ہے۔

میں۔۔ محمد بلال۔۔ نے اپنے احساسات اور دل کو بہت ٹٹولا۔۔ بہت دلائل دے کر انہیں رد بھی کرنا چاہا۔ کچھ دن سے جس معاملے کی وجہ سے میں پریشان تھا اسکا جواب اللہ نے مجھے قرآنِ پاک کی اس آیت کی صورت میں دیا ہے۔

فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُم مِّنَ النِّسَاءِ۔

جو عورتیں تمہیں پسند ہوں ان سے نکاح کرلو۔

یہی سب سے باوقار طریقہ تھا۔ اس لئے۔۔ آج میں آپ کو یہی پیغام پہنچانا چاہتا ہوں۔۔ نکاح کا پیغام میرے نزدیک سب سے بہترین طریقہ یہی ہے ضحیٰ۔ کسی کو باوقار اور معتبر طریقے سے اپنانا یا باوقار طریقے سے پیچھے ہٹ جانا۔ اس کے درمیان کا راستہ میرے رب کو پسند نہیں ہے۔۔ ایسے راستوں سے محمد بلال بھی دوری اختیار کرتا ہے اور محمد بلال ضحیٰ سے کسی ایک راستے کے چناؤ کیلئے یہ پیغام بھیجنا چاہتا ہے۔ باوقار طریقے سے اپنا لینا یا باوقار طریقے سے پیچھے ہٹ جانا۔ لیکن ایک بات ضرور یاد رکھئے گا۔۔ نہ تو یہ جذبات ہمدردی سے تھے نہ یہ خط ہمدردی میں لکھا ہے۔۔ میں نے ضحیٰ کو نکاح کا پیغام بھیجا ہے۔۔ اسکی تمام خوبیوں اور خامیوں کو قبول کرتے ہوئے۔۔

اللہ آپ کو اپنے امان میں رکھیں۔۔

آپ کے جواب کا انتظار رہے گا۔

والسلام،

محمد بلال احمد۔

الفاظ کو تحریری شکل میں ڈھال کر بلال اب کرسی سے اٹھا۔۔ اس کا وجود اس ٹھنڈ میں بھی پسینے سے بھر چکا تھا۔

لیمپ آف کرکے اب اس نے کھڑکی کھولی۔۔ چاند کی روشنی اور باہر سے آتی ٹھنڈی ہوا جس میں ہوا درختوں سے گرے پتوں میں سرسراہٹ پیدا کر رہی تھی بلال کے ذہن کو سکون بخش رہی تھی۔

بلال کا وجود اب سکون محسوس کرنے لگا تھا۔۔ جو اللہ نے اسے اپنی قدرت کے ذریعے عطا کیا۔

بیڈ کے قریب جائے نماز پر بیٹھ کر وہ اب اللہ سے باتیں کرنے لگا۔۔ کچھ ہی دیر میں اس نے حاجت کے نفل پڑھنے تھے۔۔ لیکن فی الحال اسے اپنے محبوب سے باتیں کرنی تھیں۔۔ بہت ساری باتیں۔۔ درخواستیں۔۔ دعائیں۔۔ جو اللہ اپنے بندوں کی رد نہیں فرماتے۔۔ لیکن بات تو پھر صبر اور تقویٰ کی ہے

کیا ہے یہ؟

مہرون فراک پر وائٹ دوپٹہ شانے پر لٹکائے ضحیٰ جو ابھی کمرے سے کچن میں آئی تھی ہاتھوں میں سلیپنگ پلز لئے فجر کے سامنے کیں۔

کم آن۔۔ سلیپنگ پلز ہیں ضحیٰ

وہ جو بلیک کیپری پر پرنٹڈ وائٹ کرتا پہنے میز پر بیٹھی تھی بیزاریت سے بولی۔

نظر آرہا ہے مجھے۔۔ لیکن تمہارے دراز سے ملی ہیں۔۔ وجہ جان سکتی ہوں کیا میں؟

پلز اس کے سامنے پھینک کر وہ اس کے پاس آ بیٹھی۔

بتایا تھا تمہیں جنت کی وجہ سے پریشان ہوں اور کوئی وجہ نہیں ہے۔۔ اور دیکھو لی بھی نہیں ہوئی میں نے۔۔ ویسے کی ویسے ہی پڑی ہوئی ہیں۔

چڑچڑاہٹ سے چہرے کا رخ بدلتے ہوئے اس نے بالوں کو سمیٹا۔

اور یہ تم ہر دوسرے دن گھر بیٹھ جاتی ہو نہیں دل کرتا جاب کا تو نہیں کرو فجر۔۔ خود کے ساتھ زیادتی مت کرو۔۔ ابھی کیا ضرورت ہے تمہیں اس سب کی۔۔ فی الحال خود پر توجہ دو۔

ضحیٰ اس حادثے سے ناواقف تھی جو اسکے ساتھ رونما ہوچکا تھا۔

ضحیٰ۔۔ سردرد ہورہا ہے میرا۔۔ چائے بنادو۔۔ اور کچھ کھانے کو بھی۔۔ دوا لیکر

آفس بھی جانا ہے۔۔ پہلے ہی سات بج گئے ہیں

اس نے ضحیٰ کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔

اثبات میں سر ہلاکر وہ اب فریج کی طرف بڑھی۔۔ ضحیٰ کے جاتے ہی فجر نے بھی سر میز پر پھینکا۔۔ ضحیٰ کو سینڈوچز بناتے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ باہر ڈور بیل بجنے لگی۔

تم رکو میں دیکھتی ہوں۔

ضحیٰ کو رکنے کا اشارہ کرکے وہ اب فوراً سے اٹھی۔

کافی اور سینڈوچز لاکر اب اس نے میز پر رکھیں اور فجر کا انتظار کرنے لگی۔

جلدی آجاؤ فجر

وہ اب دو گھڑی بھی نہیں رک پارہی تھی۔

تمہارے لئے میل آئی ہے۔۔ یہ لو۔

ضحیٰ کے قریب آ کر بیٹھتے ہوئے اس نے ہاتھ میں پکڑا لفافہ اسے تھمایا۔

ضحیٰ حیرت سے دیکھنے لگی۔۔ اسے میل کون بھیج سکتا تھا۔۔ فجر مزید کسی سوال و جواب کے ناشتے میں مصروف ہوگئی۔۔ مگر ضحیٰ کا ایک لمحے کو دل کھنچا تھا۔

محمد بلال احمد

سامنے تحریر نام پڑھ کر تو اسکی سانسیں ہی الجھ گئیں۔

اس ٹیکنالوجی کے دور میں خط کون لکھتا ہے۔۔ یہ لوگ واقعی بیسویں صدی میں رہتے ہیں۔۔ لیکن ایسا بھی کیا تھا جو بلال کو خط لکھنا پڑا۔۔ اللہ خیر کریں کتنی ہی دیر وہ اسے گھورتی رہی تھی۔۔ فجر نے کچھ رک کر اسے دیکھا۔

کھولے بغیر نہیں پتا چلے گا کہ کیا ہے۔۔ کھولو اور پڑھ لو۔

فجر نے اب کافی کپ اٹھایا۔

ضحیٰ نے ہمت کرکے اب خط کھولا۔۔ سامنے بلال کے تحریر کردا الفاظ وہ اب زیرِ لب پڑھنے لگی۔۔ ضحیٰ کی الجھی ہوئی سانسیں اب رک رک کر چلنے لگیں۔۔ ان لفظوں کی تاریکی ضحیٰ کو بھی تاریکی میں لے گئی تھی۔۔ بلال کا لکھا خط پڑھتے ہوئے ضحیٰ کے چہرے کے سو رنگ بدلے۔۔ اب فجر پریشان ہوئی تھی۔۔ لیکن وہ اس سے پوچھ نہیں سکتی تھی کہ ایسا بھی کیا تھا جو اسے اتنا حیران کرگیا۔۔ بلاشبہ وہ دونوں بہت بہترین دوستیں تھیں۔۔ لیکن انہوں نے کبھی بھی ایک دوسرے کی ذاتی زندگی میں مداخلت نہیں کی تھی۔

خط اب میز پر رکھ کر ضحیٰ نے آنکھیں موند کر ایک لمبا سانس خارج کیا۔

تب ہی تو دعا کہہ رہی تھی کہ نامحرموں سے دور رہو۔۔ میں ایسی کوئی بات نہ کروں تو بھی اگلے کے دل میں کیا ہے کوئی پتا نہیں۔۔ یہ تو بلال تھا جس نے

اتنے اچھے طریقے سے بات سنبھالی۔۔ اور کوئی ہوتا تو حالات اب کچھ اور ہوتے

خط فجر کو تھماتے ہوئے اب وہ پانی لینے اٹھی۔

تو یہ وجہ تھی دعا مجھے اپنے گھر لیکر گئی تھی۔یہ وجہ تھی کہ دعا نے مجھے اپنی والدہ سے ملوایا۔۔ تب ہی وہ مجھے مسلسل پڑھ رہی تھیں۔۔یا اللہ

ضحیٰ پانی لاکر اب پھر سے فجر کے قریب آکر بیٹھ کر سوچنے لگی۔

انکل سے فون کرکے پوچھو۔۔ آسکتے ہیں؟

فجر کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری۔۔ وہ خط پڑھ کر خوش ہوئی تھی۔

میں مر کر بھی نہیں کروں گی اس انسان کو فون۔۔ اور کروں بھی کیوں۔۔ یہ کیا طریقہ ہے نکاح کا پوچھنے کا۔۔ کیا پتا اگلا نا کرنا چاہتا ہو۔۔ عجیب

ضحیٰ جزبز ہوئی۔

تو اور کیا طریقہ ہے؟ ضحیٰ تمہیں تو خوش ہونا چاہیئے۔۔ اتنا پیارا انسان ملا ہے تمہیں۔۔ تم تک پہنچنے کیلیئے کسی غلط طریقے کو نہیں اپنایا۔۔ تمہاری فکر کرتا ہے عزت کرتا ہے۔۔ اور کیا چاہیئے تمہیں؟ اور ضحیٰ اکیلے تو نہیں رہو گی نہ ساری عمر۔۔ میں کہتی ہوں سوچ لو۔۔ وہ بار بار نہیں پوچھے گا۔۔ اور دیکھو۔۔ کتنے سادہ مگر پراثر الفاظ استعمال کئے ہیں بلال نے۔

فجر نے اسے سمجھایا تھا۔

لیکن فجر۔۔۔

دیکھو ضحیٰ۔۔ جیسا کہ اس نے کہا کہ تم اس کے حالات جان گئی ہو۔۔ ضحیٰ میرا نہیں خیال ہے کہ تمہیں اس سے بہتر انسان بھی مل سکتا ہے۔۔ وقت لو۔۔ سوچو۔۔ لیکن سوچتی ہی نہ رہ جانا۔۔ ہم پہلے ہی اپنا بہت وقت ضائع کر چکے ہیں۔

فجر نے اب اس کا ہاتھ تھام کر کہا۔

میں جب نئی نئی بلال سے ملی تھی نہ۔۔ تو میں سوچتی تھی شاید اس انسان کو زندگی کا کوئی غم نہیں ہے۔۔ شاید سب سے زیادہ خوش اور پرسکون انسان یہی ہے دنیا کا۔۔ میں دعا کرتی تھی مجھے بھی ایسا سکون ملے۔۔

کچھ دیر بعد جب میں بلال کی بہن دعا سے ملی تو میں دعا کیا کرتی تھی کہ اللہ جی میری زندگی بھی دعا جیسی کردیجئے۔۔ اتنا زیادہ سکون۔۔ اللہ سے دوستی۔۔ ہر مسئلے کا حل اور پریشانیاں کہیں دور دور تک نہیں ہوتیں۔۔ میں جب کل دعا کے گھر گئی تو میں نے انکی ماں کو وہیل چیئر ہر بیٹھے دیکھا۔۔ انکے والد زندہ نہیں ہیں۔۔ اور دعا۔۔ وہ اپنے شوہر سے خلع لیکر اپنی ماں کے گھر میں رہتی ہے۔۔ میں نے پھر آ کر سوچا اور اللہ کا شکر ادا کیا کہ میرے غم تو غم ہی نہیں تھے۔۔

ہم کسی کی بظاہر خوبصورت اور پر سکون زندگی کو دیکھ کر کتنی ہی دعائیں کرتے ہیں کہ اللہ جی ہماری بھی زندگی ویسی ہو۔۔ ہمیں بھی ویسی زندگی دیجئے۔۔ وہ آسائشیں سکون ہمیں بھی ملے۔۔ پر بعض اوقات انکی زندگی ہم سے بھی بدتر گزر رہی ہوتی ہے۔۔ وہ ہم سے زیادہ مسائل میں گھرے ہوتے ہیں۔۔ سکون صرف لوگوں کو دکھانے کی حد تک ہوتا ہے انکے پاس۔۔ آسائشیں انکی پریشانیاں دور نہیں کرسکتیں۔۔ پھر پتا چلتا ہے کہ ہمارے دکھ تو دکھ ہی نہیں ہوتے۔۔

جن لوگوں کی طرح کی زندگی ہم اللہ سے مانگ رہے ہوتے ہیں ہم تو اس سے بہتر میں بھی خوش نہیں ہوتے۔۔ پھر انکی کیسے گزار سکتے ہیں۔۔ پر بہت کم ہوتا ہے کہ لوگوں کو اس بات کا احساس ہوتا ہے۔۔ شکر کرلینا چاہیئے۔۔ کیونکہ ناشکری عذاب کو دعوت دیتی ہے

دعا کے ساتھ رہتے رہتے وہ دعا ہی بن چکی تھی۔

تم اب اچھی باتیں کرنے لگی ہو۔۔ لیکن میں یہی کہوں گی کہ تم سوچ سمجھ کر فیصلہ کرو۔۔ دنیا میں اچھے لوگ نہیں رہے۔۔ اگر کوئی ملتا ہے تو اسے بس ہمیشہ کیلیئے پاس رکھ لو۔

فجر اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔۔ لیکن وہ خوش تھی۔

ضحیٰ کو اپنی زندگی میں پر سکون پاکر

لیکن مجھے ڈر ہے۔۔ کچھ ہوگیا تو میں اکیلی۔۔۔

تم اکیلی نہیں ہو ضحیٰ۔۔ تمہارے ساتھ اللہ ہیں۔۔ میں ہوں۔۔ کیا یہ کافی نہیں ہے؟

فجر نے اس کا ہاتھ سہلایا۔

میں کچھ وقت لوں گی۔۔۔

مسکراتے ہوئے اس نے ٹھر کر کہا۔

ضرور لو۔۔ اچھا چلو میں تیار ہونے جارہی ہوں۔۔ یہ سب سمیٹ لینا۔

ضحیٰ کی بات سے فجر کو تھوڑا اطمینان ہوا۔

فجر کچن سے نکل کر سیڑھیوں تک پہنچی ہی تھی کہ ڈور بیل پھر سے بجی۔۔ فجر نے ایک نگاہ دروازے پر ڈال کر کچن میں کھڑی ضحیٰ کو دیکھا جو پہلے ہی اسے دیکھ رہی تھی۔

میں دیکھتی ہوں

ضحیٰ کو اشارہ کرواکر وہ اب پھر سے دروازے کی طرف بڑھی۔

بیل مسلسل بجتے جارہی تھی۔۔ فجر نے بڑھ کر دروازہ کھولا تو سامنے بلیک لانگ سکرٹ پر آف وائٹ بلاؤز پہنے ہاتھ میں کیک لئے جنت موجود تھی۔۔ فجر کے چہرے کے تاثر فوراً سے بدلے۔

تم لوگوں نے دوستی ختم کرلی ہے مجھ سے لیکن میں نے تو نہیں کی نہ۔۔ تم دونوں اب بھی میرے لئے میری بہنوں جیسی ہی ہو

فجر کے سائیڈ سے ہوتے ہوئے وہ اب کیک میز پر رکھ کر صوفے پر آ بیٹھی۔

کون سی بہنیں ہوتی ہیں جو اپنی بہنوں کے چھ سال ضائع کرکے خوشی خوشی عیاشیاں کرتی ہیں؟

دروازہ بند کر کے وہ اس کے قریب آئی۔

جنت جیسی ہی

ضحیٰ بھی کچن سے اس کے پاس آ کر کھڑی ہوئی۔

یار تم لوگ بھول نہیں سکتے ہو کیا۔۔ بس بھی کردو۔۔ کتنا ستانا ہے۔۔ کتنا ناراض رہ کر تڑپانا ہے۔۔ بھول جاؤ یار

وہ ان دونوں کے درمیان میں بیٹھی ایک نگاہ فجر اور ایک نگاہ ضحیٰ پر ڈالتی۔

آسائشوں میں رہ کر بھولنا آسان ہے۔۔ اٹھ کر صبح صبح سو گندی نظروں سے گزرو تو میں دیکھتی ہوں کون منحوس بھولتا ہے

فجر نے غبار نکالنا شروع کیا۔

تو کیوں جاتی ہو صبح صبح۔۔ سو دفعہ کہا ہے میں نے کہ چلو میرے ساتھ میرے گھر میں۔۔ پر تم ہو کہ سنتی نہیں

جنت اٹھ کر فجر کے قریب آئی۔

ہاں اور پھر ایک دن دھوکے سے وہاں سے بھی نکال دوگی۔۔ ہیں نہ؟

کہتے ہوئے فجر دو قدم دور ہوئی۔

یار خدا کیلئے۔۔ میرا نہیں ہے کوئی تم دونوں کے سوا۔۔ یتیم خانے سے آئی ہوں۔۔ ماں باپ نہیں ہیں میرے۔۔ تم دونوں ہی ہو جو بھی ہو۔۔ یوں نہیں کرو اب۔۔ میں نے چھ سال تم لوگوں کو جو مانا ہے کوئی جگہ نہیں لے سکتا وہ۔۔ معاف کردو۔۔ میں کچھ نہیں کروں گی دوبارہ

آج تو کہتے ہوئے جنت رو ہی پڑی تھی۔

جنت ہم جب کوئی قدم اٹھانے لگتے ہیں تو اس سے منسلک ہر عمل اور آنے والا نتیجہ ہمارے سامنے ہوتا ہے۔۔ تمہیں بھی معلوم ہوگا کہ ہمارا کیا ردِ عمل ہوگا۔۔ پھر مجھے یہ بتاؤ کہ یہ جانتے بوجھتے کہ ہم تمہاری شکل تک نہیں دیکھنا چاہیں گے تم نے اتنی بڑی غلطی کیسے کرلی؟ کیسے سوچ لیا کہ ہمارے چھ سال ضائع کرکے تم ہمارے سامنے آ کر معصومیت سے سب دوبارہ ویسا کرنا چاہوگی اور سب ہوجائے گا ویسا؟

ضحیٰ نے تحمل سے کہا۔

ضحیٰ ایسا

مجھے چھوڑو۔۔ تم نے فجر کے ساتھ کیا کیا۔۔ تمہیں علم تھا کہ وہ گھر والوں کی ناراضگی مول لیکر آئی ہے اپنے اس خواب کیلیئے۔۔ ماں باپ سب کو ناراض کیا۔۔ تم تو تھی ہی یتیم۔۔ اور میری کسی نے خبر نہیں لینی تھی۔۔ لیکن فجر کی تو فیملی تھی نہ۔۔ اس کی امید کیسے توڑ دی تم نے۔۔ ایک آخری موقع تھا جیت کا اس کے پاس۔۔ چھین لیا تم نے وہ بھی۔۔ اتنا ہی نہیں۔۔ بعد میں بھی نیچا دکھانے کیلیئے اسے ہی کہا اپنی البم لکھنے کو۔۔ جنت تم ایسی نہیں تھی۔۔ تمہیں چھ سال جو ہم نے دیکھا ہے وہ سب؟ یتیم خانے میں تمہیں دھوکہ دینا نہیں سکھایا گیا۔۔ اور پھر تمہارے ساتھ ہم تھے۔۔ جنت۔۔ کہاں سے سیکھا تم نے یہ؟

ضحیٰ نے اسے سب یاد کروایا۔ جنت شرمندگی میں گھر چکی تھی۔

تمہیں پتا ہے۔۔ کئی مواقع ایسے تھے جہاں تم دونوں کو دیکھ کر محسوس ہوتا تھا کہ تم دونوں واقعی بہنیں ہو۔۔ مجھے تو چھوٹی بگڑی اولاد کی طرح ٹریٹ کیا جاتا تھا۔۔ کئی دفعہ فجر کو تمہارے لئے محنتیں کرتی دیکھ کر حسد سا ہوا کرتا تھا لیکن نہیں دل کو سمجھایا کہ بہنیں ہیں۔۔ جب فجر تمہارے چھوٹے چھوٹے کام خوشی خوشی آدھی رات کو بھی کردیا کرتی تھی تو میں اسے کمپنی دینے کیلیئے جاگا کرتی تھی۔۔ تب بھی عجیب لگتا تھا کہ تمہارا اتنا خیال کیوں رکھا جاتا ہے۔۔ لیکن پھر سمجھ جاتی تھی کہ ضحیٰ ہوں۔۔ ضحیٰ کو تو ہمیشہ ہی محبتوں کیلیئے ترسایا گیا ہے

میں تمہیں دوسرا موقع دیتی لیکن تب جب مجھے دھوکا دیا گیا ہوتا۔۔ میں تمہیں موقع تب نہیں دے سکتی جب تم نے اس انسان کو بھی دھوکہ دیا ہے جسے تمہاری وجہ سے ضحیٰ بھی نہیں دکھی۔۔ تم نہیں آیا کرو یار۔۔ ہر دفعہ تکلیف دے جاتی ہو۔۔ معاف کرچکی ہوں لیکن اب ہمت نہیں ہے جنت۔۔ بار بار تکلیف برداشت کرنے کی ہمت نہیں ہے

ضحیٰ کی ان باتوں نے صرف جنت کا ہی نہیں بلکہ فجر کا بھی دل ہلایا تھا۔

اسے کبھی معلوم نہیں ہوا تھا کہ ضحیٰ یہ سب محسوس کرتی ہے۔۔ ہر دفعہ لاپرواہ دکھنے والا لاپرواہ نہیں ہوتا۔

ضحیٰ اب ان دونوں کا تاثر دیکھ کر وہاں سے جاچکی تھی۔۔ جنت میں اب اتنی بھی ہمت نہیں تھی کہ وہ اسے روک سکے۔

جنت تم چلی جاؤ یار بس کردو۔ چھوڑ دو ہمیں۔۔ ہم تمہارے راستے میں نہیں آرہے۔۔ تم بھی دور رہو۔۔ نہیں ملا کرو۔۔ بس اتنی بات مان لو۔۔ دور چلی جاؤ

فجر کی ہمت اور صبر دونوں جواب دے گئے تھے۔

لیکن آج جنت بھی بری طرح رورہی تھی جس کی نہ ضحیٰ کو پرواہ تھی نہ فجر کو۔۔ وہ تو بس تکلیف خود سے دور کرنا چاہتے تھے

میں مرجاؤں گی تو کیا فائدہ ان ناراضگیوں کا؟ یہ انائیں یہ ضدیں؟ پر خیر میں نہیں چھوڑ سکتی تم دونوں کو

فجر کو گلے لگانے کیلئے وہ بڑھی ہی تھی کہ فجر پھر سے پیچھے ہٹی۔۔ آنکھ سے گرتا آنسو صاف کرکے اب وہ فجر کو وہیں چھوڑ گئی تھی۔

مواقع غلطیوں پر تو دیدیتے۔۔کوئی اپنا دھوکہ دے چکا تھا۔۔اور یہ جو ندامتیں تھیں فضول تھیں سب۔۔کوئی اب غداری کرکے مکر گیا تھا

بلیک کیپری پر پرنٹڈ لیمن فراک کے ساتھ وائٹ سٹالر لئے شانے پر بیگ لٹکائے وہ اب اسی سڑک پر چل رہی تھی جہاں اسے مصطفٰی پہلی دفعہ میں ملا تھا۔۔ دماغ میں ایک ہی بات تھی کہ شاید اسے پھر سے مصطفٰی سے ملنے کا موقع مل جائے۔۔ آج وہ خود مصطفٰی سے ملنا چاہتی تھی۔

فجر اسے شکریہ کہنا چاہتی تھی اس احسان کیلئے جو اس نے کچھ دنوں پہلے کیا تھا۔

مگر وہ اس کے غصے سے بھی واقف تھی۔۔ خوف کی لہر مصطفٰی کی یاد سے ہی اسکے جسم میں دوڑی۔

نہیں کرنا مجھے یہ سب۔۔ نہیں ہوتی مجھ سے یہ جاب۔۔ کسی سکول میں ٹیچنگ کیلئے اپلائی کرلوں گی یا التمش سے سیدھا سیدھا بات کرلوں گی۔۔ لیکن اب

مجھے ایسی جگہ پر جاب نہیں کرنی جہاں یہ سب ہو۔۔ اس دن مصطفیٰ نے بچالیا تھا۔۔ قسمت تھی۔ پر ہر دفعہ تو نہیں بچائے گا نہ۔۔ اب کوئی نہ کوئی فیصلہ کرنا ہی ہوگا مجھے۔۔ میں۔۔۔ میں مزید تکلیف نہیں سہہ سکتی

ہاتھوں میں ریزیگنیشن لیٹر پکڑے وہ سر جھکائے چلتی جارہی تھی۔۔ اب کی بار اسے واقعی کوئی فیصلہ کرنا تھا۔۔ وہ مسلسل ایک ہی تکلیف کو کب تک سہتی۔

کچھ دور پہنچ کر اسے وہی جیپ ملی جس کی وجہ سے اسے پہلی دفعہ مصطفیٰ ملا تھا۔

فجر نے اپنے چاروں اطراف نظر دوڑا کر حالات کا جائزہ لیا۔۔ جیپ وہیں تھی لیکن مصطفیٰ اور اس کے چیلے نہیں تھے۔۔ کیا پھر سے وہ کسی کا قتل کررہے تھے؟ یا پھر سے وہ ظالم جابر بھیڑیا کسی کی سپاری لیکر وہاں پہنچا تھا۔

فجر کو اب تجسس ہونے لگا۔ ساتھ ہی وہ ڈری بھی تھی۔۔ اس رات اس نے سارے سفر میں ایک لفظ نہیں کہا تھا۔۔ لیکن اسے بے دردی سے گھر چھوڑ کر آیا تھا۔۔ ابھی تو اس دن کا غصہ نہیں اتارا گیا تھا۔

یا اللہ کتنی احمق ہوں میں۔۔ اس نے اگر مجھے آج یہاں دیکھ لیا تو میری تو بالکل خیر نہیں ہے

خود کو کوستے ہوئے اس نے ایک درخت کی پناہ لیکر خود کو چھپایا۔

یار کیا کروں۔۔ واپس چلی جاتی ہوں۔۔ یہاں بیٹھ کر انتظار کرتے رہنے سے بھی کچھ نہیں ہوگا۔۔ آفس کیلیئے کوئی دوسرا راستہ پکڑ لیتی ہوں۔

فجر ابھی نکلنے کو اٹھی ہی تھی کہ کچھ ہی لمحات میں وہ ظالم جابر بھیڑیا آئس بلیو شلوار قمیض جس پر خون کے بڑے بڑے دھبے پڑے تھے ہاتھوں میں گن پکڑے سرخ آنکھوں کے ساتھ جیپ کی طرف چلتا آرہا تھا۔

فجر فوراً سے جہاں تھی وہیں بیٹھ گئی۔۔ ایک نظر مصطفیٰ پر ڈال کر اس نے خود کو سمیٹا۔۔ مصطفیٰ کی براؤن پشاوری چپل خون سے لال ہوچکی تھی۔

مصطفیٰ غلط کر کے آئے ہو تم تمہارے برے بھلے میں ساتھ کھڑا ہوا ہوں یہ سوچ کر کہ مصطفیٰ کے پاس اس بات کی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوگی۔۔ لیکن آج جو تم نے کیا ہے نہ۔۔ تم ظالم ہوگئے ہو مصطفیٰ کوئی وجہ نہیں تھی اس کی تمہارے پاس

مصطفیٰ کے پیچھے چلتا وہ نوجوان رکا۔

تم ہمیں نہیں بتاؤ گے کہ ہمیں کیا کرنا ہے زمیر

مصطفیٰ نے مڑ کر اسے گن دکھاتے ہوئے بارعب لہجے میں کہا۔

اور میں تمھیں کوئی غلط کام نہیں کرنے دوں گا مصطفیٰ

ہوبہو مصطفیٰ کی طرح زمیر بھی بولا۔

فجر نے کلمہ پڑھنا شروع کیا۔۔ کچھ دیر ان دونوں کی لڑائی فجر اور سنتی تو قریب تھا کہ مرجاتی۔

ہم نے کوئی غلط کام نہیں کیا ہے

مصطفی پھر سے جیپ کی طرف بڑھا۔

اپنے بچپن کے وفادار کتے کو کون مارتا ہے مصطفی

اب کی بار زمیر بھی چلایا۔

ضرورت پڑنے پر اپنے وفادار کتے کو بھی ماردیا جاتا ہے۔۔ اس بات کا علم ہوتا تو آج یہاں نہیں ہوتے تم

اب کی بار وہ ٹھر کر زمیر کے قریب گیا۔

مصطفی کی یہ بات سن کر فجر میں جو تھوڑا بہت حوصلہ تھا وہ بھی ختم ہوگیا

محبت کرتا تھا وہ تم سے

محبت تھی وہ اسکی تمہارے لئے

زمیر اس کی آنکھوں میں رحم ڈھونڈنے لگا۔

ہم محبت میں احترام کے قائل ہیں زمیر

چلتے ہوئے مصطفی نے گن پیچھے کی طرف کرکے گولی چلائی۔۔ ناجانے وہ کسے

جاکر لگی تھی۔۔ لیکن کچھ لمحات فجر سن ہوگئی۔۔ پتا نہیں وہ کیوں یہ سمجھ بیٹھی تھی کہ گولی کا نشانہ اس پر تھا۔

تمہارا جلال جنون کو پہنچ رہا ہے مصطفیٰ۔۔ اور جنون تباہی لیکر آتا ہے

زمیر نے اسے سمجھانے کی مکمل کوشش کی۔

ہمیں پتا ہے کہ ہم کیا کررہے ہیں۔۔ یہ جلال تباہی ہے یا بربادی۔۔ اس سے کسی کو کوئی غرض نہیں ہونا چاہیئے۔۔ جب تک ہم کسی کی زندگی میں دخل دیکر اسے بلاوجہ تکلیف نہیں دے رہے کسی کا کام نہیں بنتا ہم سے آکر سوال کرے۔۔ ہمیں نہ وضاحتیں دینے کی ضرورت ہے نہ ہمیں پسند ہے کسی کا ہم سے اتنا ذاتی ہونا ہمارے معاملات میں کسی کی بھی مداخلت برداشت نہیں ہے ہمیں

یہ جو درمیان میں ادب قائم ہے اسے قائم رہنے دیا جائے

وہ اب جانے کیلئے مڑا۔

تو یعنی ضرورت پڑنے پر تو اس وفادار کتے کو بھی مار ڈالے گا؟

ہاتھوں کو ڈھیلا چھوڑ کر اس نے مصطفیٰ کو پیچھے سے پکارا۔

خود میں اور کتے میں فرق جانو زمیر

جیپ میں بیٹھ کر اب اس نے دروازہ بند کیا۔

تو پھر میں داجی بابا کو اس جلال کے بارے میں سب بتادوں گا

زمیر وہیں کھڑا بولا۔

خود میں اور کتے میں فرق پہچان زمیر

اب وہ جیپ دوڑا کر لے گیا۔۔ فجر کی سانس بحال ہوئی۔۔ مصطفیٰ کے جاتے ہی اس نے خود کو سکون میں پایا۔ لیکن جو سب وہ سن چکی تھی۔۔ اسے سکون نہیں لینے دیرہا تھا۔

مصطفیٰ مصطفیٰ جلال

زمیر وہیں کھڑا اسے پکارتا رہا لیکن وہ جاچکا تھا۔۔ اسے تکلیف میں ڈال کر

کالے برقعے پر گرے سٹالر سے حجاب کئے وہ پارک کے وسط میں بینچ پر دعا کے قریب بیٹھی اس سے بلال کے خط کے متعلق بات چیت کا سوچ رہی تھی۔ لیکن کسی بھی طرح ہمت نہیں کرپارہی تھی۔۔ آخر جو بھی تھا اتنی بڑی بات وہ دعا سے کیسے کرلیتی۔

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ضحیٰ نے ہمت کرکے اب دعا سے بات کرنے کا سوچا۔

اگر میں کہوں کہ میری دوست بن کر ایک مشورہ دو مجھے۔۔ تو دوگی مشورہ؟

دعا کے جواب کی منتظر اب ضحیٰ اسے دیکھنے لگی۔

اگر میں دے پائی تو ضرور دوں گی۔

دعا بھی اب ضحیٰ کو دیکھنے لگی۔۔ اس کے دیکھتے ہی ضحیٰ نے فوراً جزبز ہوکر سامنے دیکھنا شروع کیا۔

ایک طویل سکوت درمیان میں حائل ہوا جسے ضحیٰ کو توڑنا تھا۔

بلال نے مجھ سے خط کے ذریعے نکاح کا پوچھا ہے۔

آخر کار ہمت کرکے اس نے بات کا آغاز کیا۔

تو تم منع کرنا چاہ رہی ہو؟

دعا کے کہتے ہی وہ اسے عجیب نگاہوں سے دیکھنے لگی۔۔ ضحیٰ نے ایسا تو نہیں کہا تھا۔

اس نے کہا ہے کہ وہ یہ بات پہلی اور آخری دفعہ پوچھ رہا ہے۔۔ دوبارہ نہیں پوچھے گا کیونکہ دین اجازت نہیں دیتا کسی کو تنگ کرنے کی۔۔ تو میرے پاس اقرار یا انکار کا ایک ہی موقع ہے

دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں ملاتے وہ پریشان لگ رہی تھی۔۔ دعا اس کی حالت سے اسکے فیصلے کا اندازہ لگاچکی تھی۔

تو دل کیا کہتا ہے؟

دعا کی آواز پر اس نے دعا کو سر اٹھا کر دیکھا۔

پتا نہیں

شانے اچکاتے ہوئے اس نے پھر سے سر جھکایا۔

اور مشورہ کہاں چاہئے؟

دعا کیلئے اسے سمجھنا مشکل نہ تھا۔۔ لیکن یہ سوال ضحیٰ کیلئے تھا۔۔

کچھ ہے دعا۔۔ کچھ نامکمل ہے۔۔ میں فیصلہ نہیں کرپارہی۔۔ کچھ عجیب ہے۔۔ میری ساری زندگی کا سوال ہے۔۔ میرے تو مرنے کی بھی خبر لینے کوئی نہیں آنے والا دعا۔۔ اتنا بڑا فیصلہ میں کیسے کرلوں؟

ضحیٰ کی پریشانی اس کے نرم پڑتے لہجے میں دکھنے لگی۔

اللہ سے پوچھا؟

کتنی ہی دیر سے دعا اسے غور سے دیکھ رہی تھی۔

اب یہ کیسے پوچھوں میں اللہ سے یہ کوئی۔۔۔

احمق خاتون قرآنِ پاک میں جواب ہوتا ہے ہر بات کا۔۔ تمہیں بس ایک کوشش کرنی تھی۔۔ بس ایک دفعہ کھول کے دیکھنا تھا۔۔ کچھ تو ضرور ملتا

اس کے علاوہ یوں کرنا کہ تم

اَللّٰھُمَّ خِرۡ لِیۡ وَاخۡتَرۡ لِي

اللہ جی مجھے انتخاب دیجئے یا میرے لئے منتخب کیجئے

اسے کثرت سے پڑھنا۔۔ اس دعا کی ایک خاص بات یہ ہے کہ اگر کام ٹھیک ہوتا ہے تو یہ آپ کا دل اس طرف حائل کردیتی ہے۔۔ لیکن اگر نہیں تو آپ اس سے بیزار ہوجاتے ہیں یا اس بارے میں دل برا ہوجاتا۔۔ یا پھر وہ زندگی سے نکل جاتی۔۔ جیسے استخارہ ہوتا ہے نہ۔۔ بالکل ویسے ہی

دعا نے اس کا گال کھینچ کر اسے بتایا۔ جواباً وہ بس مسکرادی۔

لیکن مجھے لگتا ہے کہ سب ٹھیک ہوگا ضحیٰ۔۔ کیونکہ بلال کچھ دن سے حاجت کے نوافل کے ساتھ ساتھ اچھی خبر ملنے کی دعا بھی کررہا ہے

کہتے کہتے وہ کھل کے مسکرائی۔ بلاشبہ یہ ایک اچھی بات تھی لیکن ضحیٰ کو بتانے کی بھلا کیا ضرورت تھی۔

اچھی خبر کی؟ وہ بھی کوئی دعا ہوتی ہے کیا؟

بلال کی اس حرکت کے متعلق سن کر ضحیٰ کافی حیران ہوئی۔۔ واقعی کیا وہ اس سے محبت کرنے لگا تھا؟ لیکن بیوقوف سمجھ ہی نہیں پائی تھی کہ محبت نہیں کرتا تو نکاح کا کیوں کہتا

ہاں نہ اچھی خبر کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فُجَائَۃِ الْخَیْرِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ فُجَائَۃِ الشَّرِّ

اے اللہ میں آپ سے اچھی خبر کا سوال کرتا ہوں اور بری خبر سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔

اور یہ تب پڑھی جاتی ہے جب آپ کو کسی خبر کا انتظار ہو

دعا کے چہرے پر اب بھی مسکراہٹ تھی۔

لیکن میرے پاس یہ اچھی خبر پہنچانے والا بھی نہیں ہے کوئی۔

وہ فوراً مایوس ہوگئی۔

ضحیٰ کیا بابا نے کبھی تم سے بات کرنے کی کوشش نہیں کی؟

دعا اسکی طرف متوجہ ہوئی۔

نہیں۔

اسکا لہجہ اب سرد تھا۔

کبھی بھی نہیں؟

دعا نے پھر سے پوچھا۔

نہیں۔۔ کبھی بھی نہیں

ضحیٰ نے ٹھنڈی آہ بھری۔

واقعی؟

وہ تصدیق چاہتی تھی۔

دعا میں جھوٹ کیوں بولوں گی؟

ضحیٰ بھی اسے دیکھنے لگی۔

جھوٹ نہیں بول رہی تو اچھا ہے۔۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ کو منافق کی نشانی کہا ہے۔۔ اور فرمایا ہے کہ

تم صدق پر قائم رہو کیونکہ صدق نیکی کے راستے پر چلاتا ہے اور نیکی جنت کے راستے پر چلاتی ہے۔ انسان مسلسل سچ بولتا رہتا ہے اور کوشش سے سچ پر قائم رہتا ہے، حتی کہ وہ اللہ کے ہاں سچا لکھ لیا جاتا ہے اور جھوٹ سے دور رہو کیونکہ جھوٹ کج روی کے راستے پر چلاتا ہے اور کج روی آگ کی طرف لے جاتی ہے ، انسان مسلسل جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ کا قصد کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسے جھوٹا لکھ لیا جاتا ہے۔

صحیح مسلم 2607

کتاب 45۔۔ حدیث 136

کتاب 32۔۔ حدیث 6309

اور اتنا ہی نہیں تمہیں پتا ہے۔۔ میں جھوٹ کے بارے میں بیان سن رہی تھی

تو مولانا صاحب فرمارہے تھے کہ ابنِ خراش (رح) کے بارے میں مشہور تھا کہ انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا تھا تو جب حجاج بن یوسف کا زمانہ آیا جو بادشاہ تھا اور ابن خراش کے بیٹوں نے انکے خلاف جنگ کی پھر شکست ہوئی تو حجاج بن یوسف نے انکے قتل کا حکم دیدیا۔۔ اب وہ بھاگ گئے اور سب انہیں ڈھونڈیں۔۔ کہیں چھپتے چھپاتے وہ گھر پہنچیں۔یہ بات کسی نے حجاج کو بتادی۔۔

اب حجاج جانتا تھا کہ ابنِ خراش جھوٹ نہیں بولتے۔۔ تو انہوں نے حکم دیا کہ آج ابنِ خراش کو بلاؤ۔۔ اسکا امتحان لیا جائے۔۔ ابنِ خراش کو بلایا تو کہنے لگے کہ ابنِ خراش تمہارے دو بیٹے ہمارے خلاف جنگ میں شریک ہوئے تھے۔۔ انکی کچھ خبر ہے کہاں ہیں؟

اب ابنِ خراش مسکرائے اور فرمانے لگے کہ حجاج یہ زندگی موت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔۔ وہ چاہے تو زندہ رکھے چاہے تو ابھی جان لیلے۔۔ میرے بیٹے گھر آچکے ہیں اور ابھی ہی انہیں بٹھا کر آیا ہوں۔۔ اب حجاج کو یہ بات پسند آئی۔۔ وہ کہنے لگا کہ ابنِ خراش تمہارے سچ پر تمہارے بیٹے تمہیں ہدیہ کررہا ہوں۔۔ آج اگر تم سچ نہ بولتے تو اللہ کی قسم تمہارا بھی سر جاتا اور انکا بھی۔

اور پتا ہے ضحیٰ اللہ کے نبی جی کیا فرماتے ہیں؟

سچ نجات دیتا ہے اور جھوٹ ہلاک کردیتا ہے

ضحیٰ کی طرف دیکھ کر وہ مسکرائی۔

پتا ہے مجھے حیرت ہوتی ہے ان لوگوں پر جو اپنے چھوٹے بڑے مفاد کیلئے جھوٹ بولتے ہیں۔۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں جھوٹے لکھ دئے جاتے ہیں۔۔ بھلا بتاؤ اس سے زیادہ کیا بد نصیبی ہوگی کہ لوگ خالقِ کائنات کے ہاں جھوٹے لکھ دئے گئے۔۔ ایک نصیحت کروں گی تمہیں۔۔ سچ بول کر سب گنوانا پڑے تو گنوادینا۔۔ پھر چاہے تمہاری جان ہی ہو۔۔ لیکن جھوٹ بول کر کچھ نہ پانا۔۔ یہ دنیا ختم ہوجائے گی۔۔

آخرت اور اس کا عذاب ختم نہیں ہوتا۔۔ یہ چھوٹے چھوٹے گناہ ہماری ہلاکت کا سبب بنتے ہیں۔۔ سچ نہیں بول سکتی تو خاموش رہنا۔۔ لیکن جھوٹ کا سہارا لیکر ہلاک مت ہونا اللہ کے پاس تمہارے نام کے ساتھ جھوٹا لگ جانا کوئی عام بات نہیں ہوتی

دعا نے ضحیٰ کا ہاتھ تھاما تھا۔

لیکن میں اب اس انسان سے نہیں ملنا چاہتی دعا۔۔ وہ دو سال سے مجھ سے رابطہ کرنے کی کوشش کررہا ہے۔۔ لیکن اب کیوں؟ تب کیوں نہیں جب مجھے ضرورت تھی؟ اب اسے کیا چاہیئے؟ میں نہیں کرسکتی ان تکالیف کو معاف۔۔ میں پھر سے ویسی ہی نہیں بن سکتی۔۔ کیسے فراموش کروں سب؟ میں جب کوئی بات سنتی ہوں تو لگتا ہے جیسے سب سے زیادہ گناہوں میں میں ہی گھری ہوئی ہوں۔۔ ہر کام میرا غلط ہوتا ہے۔۔ ہر کام کیلئے محنت کرنی پڑتی ہے۔۔

میں اتنی گنہگار ہوں؟ سب سہی کرنا چاہ رہی ہوں لیکن اس انسان کو معاف نہیں کرسکتی دعا

اعترافِ جرم کرتے ہوئے اس کی آنکھیں نم ہوئیں۔۔ جو بھی تھا جھوٹ تو اس نے بولا ہی تھا نہ۔

ہم نے خود کو گناہوں میں ڈبو ہی اتنا لیا ہوتا ہے کہ دین جان کے یہ لگتا ہے کہ سب سے برے اور گنہگار ہی ہم ہیں۔۔ جب کمرے میں ہر کھڑکی بند کریں گے اور درمیان میں اندھیرے میں بیٹھ جائیں گے تو باہر سے آتی کوئی بھی روشنی بری ہی لگے گی۔۔ لیکن خود کو پاک کرنا پڑتا ہے ان غلاظتوں سے جو آس پاس بکھری ہیں۔۔ پھر چاہے اپنی ذات سے ہوں یا کسی اور کی

دعا کی نظروں سے وہ شرمندہ نہ ہوجائے اس نے فوراً سے سامنے دیکھنا شروع کیا۔

رہی بات بابا کی۔۔ تو ان تکالیف کے بعد بھی انہیں معاف کردو۔۔ معاف کرنے والا اللہ کو پسند ہے ضحیٰ۔۔ اور پھر اس سے تمہیں بھی سکون ملے گا۔۔ دل میں نفرت رکھنے سے آپ اللہ سے بس دور ہی ہوتے ہیں۔۔ اس کے سوا کچھ بھی نہیں۔۔ اور۔۔۔

کیا معاف کرنا اتنا ہی آسان ہے دعا؟

اب کی بار وہ تھک کر بولی۔

تم کس کی امتی ہو؟

دعا نے اب رک کر سوالات کئے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی

ضحیٰ جانتی تھی کہ کوئی نہ کوئی بات ان سوالات میں بھی چھپی ہو گی۔

تو کیا تم نہیں جانتی انہوں نے کس کس موقع پر معاف کیا اگلے کو۔۔ تب بھی جب باتیں جان لیوا تھیں۔۔ تکالیف سہہ کر بھی۔۔ پھر بھی وہ صلہ رحمی اور تعلق جوڑنے کا پیغام دیتے رہے۔۔ اور یہ اب بھی چھوڑو۔۔ میں تمہیں ایک اور حدیث بتاتی ہوں۔

لا یدخل الجنّۃ قاطعٌ

رشتے کو توڑنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا

میرا نہیں خیال اس سے زیادہ کچھ سمجھنے کی ضرورت ہے۔۔ ساری محنت بیکار چلی جائے گی تمہاری اگر اس بات سے منہ موڑ لوگی۔۔ کیا فائدہ اتنی اذیت سہنے کا۔۔ جب آخر میں قطع تعلقی سے جنت نہیں ملے گی۔۔ معاف کردو اور دعا کرو ہدایت کی۔۔ یہ بہترین ہے اس سے جو تم کررہی ہو کیونکہ معاف کرنا ظرف والوں کا کام ہے اور میری ضحیٰ کم ظرف نہیں

ضحیٰ کا سر سہلا کر دعا وہاں سے چلی گئی تھی۔۔ لیکن ضحیٰ کو اب گہری سوچ

میں ڈال گئی تھی۔۔ آج اس نے ضحیٰ کو کتنا کچھ سمجھایا تھا۔

میں معاف کردوں لیکن میں خود کو انکا سامنا کرنے کے قابل کیسے بناؤں۔۔ اور پھر اگر وہ بلال کیلیئے نہیں مانے۔۔ اس تمام اذیت کو اگر فراموش بھی کردوں۔۔ تو کیا انہیں کبھی احساس ہوگا بھی؟ کبھی احساس ہوگا انہیں اس اذیت کا جو انہوں نے مجھے دی؟ اس درد کو جو میں نے سہا ہے وہ بھی تو کبھی سمجھیں۔۔ ہر دفعہ میں ہی تو نہیں دوں گی قربانیاں۔۔ کبھی تو اللہ جی۔۔ کبھی تو انہیں بھی اندازہ ہو کہ انہوں نے غلط کیا ہے میرے ساتھ

سر جھکائے وہ خود سے باتیں کرتی اب وہاں سے جانے کیلیئے اٹھی۔

ضحیٰ کی تمام شکایتیں بجا تھیں لیکن جب سامنے رب ہو تو ان شکایتوں کو دفن کیا جاتا ہے۔۔ کیونکہ وہ تو ایسی ذات ہے جو کفار کے ساتھ بھی زیادتی نہیں کرتا۔۔ کلمہ توحید کی تو اپنی طاقت ہوتی ہے پھر

پھر سر جھکانا پڑتا ہے۔۔ فرماں برداروں میں یونہی شامل نہیں ہوا جاتا۔۔ محنت کئے بغیر اجر نہیں ملا کرتا۔۔ اور پھر دوا تو تب ہی لگتی ہے جب زخم ہو

✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

التمش کی گاڑی کے پاس ٹہلتی فجر کب سے اس کا انتظار کررہی تھی۔ کتنی ہی دفعہ اس نے اسے فون کیا تھا۔ شاید صبح ہونے والے حادثے کے بارے میں بتانا تھا۔۔ لیکن التمش آج فون ہی نہیں اٹھارہا تھا۔

میسج پر میسج کے بعد بھی التمش کا کچھ پتا نہ تھا۔۔ تھک کر اب وہ اس کی کار سے ٹیک لگائے کھڑی ہوگئی۔

یا اللہ یہ گدھا فون کیوں نہیں اٹھارہا

فجر نے ایک نگاہ پھر سے فون پر ڈالی۔

التمش التمش نکلو یار کہاں ہو

پریشانی میں اس نے پھر سے ٹہلنا شروع کیا۔

کبھی ضرورت پڑنے پر یہ انسان نہیں ملا اور پھر بعد میں غصہ بھی ہوتا ہے کہ بتاتی کیوں نہیں ہوں۔۔ خاک بتاؤں جب ملے گا ہی نہیں

فجر اب پھر سے گاڑی کے ساتھ آلگی۔

التمش

اب کی بار غصے سے وہ التمش کی گاڑی کو ایک زوردار کِک مار کر مڑی تو سامنے نیوی بلیو جینز پر وائٹ شرٹ اور براؤن بوٹس پہنے التمش اسے حیرت سے دیکھتا رہا۔

التمش نے فجر کا یہ حال کبھی نہیں دیکھا تھا۔۔ وہ مبہوت رہ گیا۔

تمہیں کیا ہوا ہے فجر؟ اتنا غصہ؟ میری گاڑی پر؟ تم ٹھیک نہیں ہو تو ہم بعد میں ملتے ہیں؟

التمش جیسے اس کے غصے سے بچنا چاہتا تھا۔

تم کہاں تھے تب سے التمش مجھے گھنٹہ ہوگیا ہے تمہیں فون کرتے۔۔ میسجز کرتے۔۔ لیکن تم ہو کہ تمہیں کوئی خیال ہی نہیں ہے میرا۔۔ کہیں بھی پڑی مرجاؤں گی تو خبر بھی نہیں ہوگی تمہیں سب چھوڑ چکے ہیں التمش اگر تمہارا ارادہ بھی یہی ہے تو بتاؤ مجھے میں پاگلوں کی طرح تمہارا پیچھا کرکے اپنا وقت برباد نہیں کروں

چلاتے ہوئے وہ اس کے قریب آن کھڑی ہوئی۔

فجر ریلیکس کیا ہوگیا ہے؟

التمش نے دونوں ہاتھوں میں اس کے ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

التمش تمہارے پیچھے ہزار لوگ ہیں اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم یہ سب کروگے میرے ساتھ میں تمہیں بتارہی ہوں۔۔۔

فجر؟ کیسی فضول باتیں کررہی ہو میں شوٹ پر تھا تمہارے سامنے باہر نکلا ہوں۔۔ یہ فون ڈیڈ ہوچکا ہے میرا صبح سے اتنا مصروف تھا۔۔ کیا ہوا ہے تمہیں؟

التمش نے گرفت مضبوط کی تھی۔

مجھے بات کرنی ہے تم سے التمش

فجر نے اب اپنے ہاتھ چھڑواتے ہوئے خود کو نارمل کیا۔

پہلے ٹھیک ہو جاؤ۔۔ چلو گاڑی میں بیٹھو۔۔ ہم کہیں بیٹھ کر بات کرتے ہیں

التمش نے گاڑی کا دروازہ کھول کر فجر کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

التمش سر۔۔ عمر سر کہہ رہے ہیں کہ ہمیں ایک شوٹ اور کرنا ہے۔۔ قاسم سر نہیں ہیں تو انکی جگہ آپ لیں گے۔۔ تو آپ ابھی نہیں جاسکتے

فجر کے بیٹھنے سے پہلے ہی کریو کے ایک میمبر نے آکر التمش کو پیغام دیا۔

تم جاؤ التمش۔۔ ہم بعد میں بات کرلیں گے

گاڑی کا دروازہ بند کرکے وہ اب وہاں سے جانے کو مڑی ہی تھی کہ التمش نے فوراً سے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھاما۔

عمر سے کہیں کے قاسم نہیں تھا تو کوئی اور بیک اپ ہونا چاہیئے تھا آپ کے پاس۔۔ میں کسی کی جگہ نہیں لینے والا۔۔ جتنا کام میرا تھا میں کرچکا ہوں۔

گاڑی کا دروازہ کھول کر اس نے پھر سے فجر کو بیٹھنے کا کہا۔

لیکن سر ہمیں ابھی ضرورت ہے آپ یوں۔۔۔

اگلی دفعہ بیک اپ رکھئے گا۔۔ آپ کو کام کرنے سے پہلے ہر طرح سے سوچنا چاہیئے

سن گلاسز لگاتا اب وہ ڈرائیونگ سیٹ پر جا بیٹھا۔

تمہیں جانا چاہیئے تھا التمش پھر سے میری وجہ سے کوئی مسئلہ ہوجائے گا اب التمش کے بیٹھتے ہی فجر نے کہا۔

فجر ہماری وجہ سے کچھ نہیں ہوتا۔۔ فضول کی فکریں نہیں پالا کرو۔۔ بتاؤ کیا ہوا ہے کیوں اتنی پریشان ہو؟

گاڑی موڑتے ہوئے التمش اب مکمل طور پر فجر کی جانب متوجہ ہوا۔

تمہیں میں نے بتایا تھا ایک شخص کے بارے میں کہ وہ۔۔۔

ہاں مجھے یاد ہے۔۔ وہ ظالم جابر بھیڑیا۔۔ مار دھاڑ والا نہ؟ کیا ہوا اسے اس نے پھر سے کچھ کیا کیا؟

اسٹیئرنگ گھماتے ہوئے اس نے پھر سے فجر پر مختصر نگاہ ڈالی۔

اس دن آفس کی پارٹی تھی۔۔ باس نے سب کو انوائٹ کیا تھا۔۔ میں بھی گئی تھی۔

ہچکچاتے ہوئے وہ بتانے لگی۔

تو؟ وہاں وہ بھی تھا کیا؟

التمش اب سامنے دھیان دینے لگا۔

وہاں جو باس کے مہمان تھے۔۔ انہوں نے کچھ بدتمیزی کی تھی میرے ساتھ۔۔۔

کیا

التمش نے فوراً گاڑی کو بریک لگائی۔۔ غصے اور حیرت سے اس کا خود پر قابو پانا مشکل ہورہا تھا۔

وہیں مصطفی جلال تھا۔۔ اس نے اسے بہت مارا۔۔ بہت زیادہ۔۔ اس کے خون کی چھینٹیں مصطفی کے چہرے پر پڑ رہیں تھیں مصطفی نے اسے پھر بھی نہیں چھوڑا۔ وہ اپنے حواس کھو بیٹھا تھا تب مصطفی مجھے وہاں سے باہر لے آیا۔

وہ خوفزدہ تھی۔

مصطفی؟ یہ وہی نہیں جسے ہم اس دن ریستوران میں ملے تھے؟

التمش کا چہرہ لال پڑچکا تھا۔

ہاں وہی۔۔ میں نے تمہیں اس لئے نہیں بتایا کہ تم کہیں اس سے۔۔۔

میں فجر احمق ہوں

غصے میں وہ اب تیزی سے گاڑی چلانے لگا۔

خدا کا خوف کرو التمش گاڑی آرام سے چلاؤ یہ کیا کررہے ہو التمش

فجر کی رہتی سہتی بھی ختم ہوگئی۔

التمش اب اسکی بات کہاں سنتا تھا۔۔ گاڑی کی تیز رفتاری فجر کی جان لینے لگی۔

التمش

فجر چلائی۔

چپ بالکل چپ خبردار جو آواز بھی آئی تو تمہیں التمش احمق لگتا ہے تو ٹھیک ہے نہ ایک انسان مرتا ہے مرے فجر میڈم کو تو پرواہ ہی نہیں ہے انہیں تو خود اپنی کھودی ہوئی کھائی میں گرنا ہے۔۔ کسی دوسرے پر تو فجر میڈم کو کسی قسم کا کوئی یقین ہی نہیں رہا

التمش غصہ تھا۔۔ لیکن اس سے زیادہ وہ پریشان تھا۔

آئندہ نہ میں تمہیں جاب کیلئے جاتے دیکھوں

لہجے کی سختی فجر کو اور زیادہ خوفزدہ کررہی تھی۔

میں ریزائن دے چکی ہوں۔۔ باس نے مجھ سے معذرت بھی کی۔۔۔

اس کمینے سے بولو کہ یہی کام کروانا ہوتا ہے تو اپنی ماں۔۔ بیٹیوں۔۔ بہنوں کو لے جایا کرے وہاں۔۔ تب تو گھر سے نہیں نکالتے کتے دوسروں کی بیٹیوں کی مجبوری کا فائدہ اٹھانے والے کبھی سکھ سے نہیں رہ سکتے اور وہ بھی نہیں رہے گا ان شاء اللہ

معافی مانگی تھی مجھ سے

التمش نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

میں تبھی نہیں بتارہی تھی تمہیں الت۔۔۔

فجر میں نے گاڑی روک کر لگانی ہیں تمہیں چپ کرجاؤ خدا کیلئے

التمش نے سر پکڑتے ہوئے کہا۔

یا اللہ کیا لوگ ہیں

فجر نے فوراً سے چہرے کا رخ بدلا۔۔ التمش کا یہ رویہ اسے خوفزدہ کررہا تھا لیکن مصطفیٰ سے زیادہ نہیں۔۔ وہ ظالم جابر بھیڑیا تھا۔۔ اور یہ التمش

وہ قاتل تھا اور یہ محبوب

وہ جابر تھا اور یہ محبوب

وہ ظالم تھا اور یہ محبوب

وہ جانور تھا اور یہ محبوب

وہ اضطراب تھا اور یہ محبوب

وہ خوف تھا اور یہ محبوب

اور ساری دلیلیں اس لفظِ محبت پر آ کر ختم ہوجاتی تھیں۔۔ محبت سکون ہوتی

ہے اور التمش سکون تھا فجر کا

پھر التمش اور مصطفی کا مقابلہ ہی کیا تھا۔

اضطراب اور سکون

یار میں تنگ آچکی ہوں اس ظالم دنیا سے

کسی پاگل شیرنی کی طرح چلاتے ہوئے فون زمین پر پھینک کر فجر ضحیٰ کے قریب آ کر لیٹی۔

ک کیا ہوا ہے؟

ضحیٰ جو اپنی سوچوں میں گم تھی فجر کی اس حرکت پر بوکھلا اٹھی۔۔ فجر کا صبر اور ضبط کس حد تک تھا وہ جانتی تھی۔۔ پھر ایسا بھی کیا ہوا کہ اس کا صبر ہی ٹوٹ گیا۔

یہ دنیا ظالم ہے ضحیٰ یہاں کے لوگ ظالم ہیں پہلے مجھے لگتا تھا یہ مسئلہ عورتوں کے ساتھ ہے کہ وہ چلاکیاں۔۔ برائیاں کرکے اگلے کو پھنسادیتی ہیں۔۔ پر نہیں۔۔ یہاں کے مرد بھی برے ہیں

ظالم

فجر چلاتی ہوئی پھر سے اٹھی۔

فجر برائی کسی جنس کے ساتھ خاص نہیں۔۔ مرد یا عورت دونوں برے نہیں ہوتے۔۔ بس بعض اوقات کسی کا نفس اسے مجبور کردیتا ہے برا کرنے پر

ضحیٰ نے اسے سمجھایا تھا۔

میں مرجاؤں گی یا خودکشی کرلوں گی میں بہت تھک گئی ہوں۔ میرا صبر جواب دے گیا ہے ضحیٰ۔۔ سب مجھے مجبور کررہے ہیں کوئی انتہائی قدم اٹھانے پر

اب کی بار اس نے گھٹنوں میں سر دیکر رونا شروع کیا۔

یار فجر۔۔ ہوا کیا ہے کیا باتیں کررہی ہو؟

ضحیٰ نے اس کا سر اٹھاکر پوچھا۔

کچھ ہفتے پہلے مجھے ایک مصطفیٰ جلال نامی انسان ملا جس میں صرف جلال ہی جلال ہے۔۔ مصطفیٰ والا کوئی عمل نہیں اس میں مار دھاڑ۔۔ قتل و غارت اس کا مشغلہ ہے شاید۔ بھائی صاحب ہاتھ پیر دھوکر میرے پیچھے پڑ گئے ہوئے ہیں

اس رات جب میں آفس کی پارٹی میں تھی تو کوئی باجوہ نامی درندہ مجھ سے بد تمیزی کرنے لگ گیا اور وہ جلال بھائی وہاں بھی ٹپک پڑے اسے مارنے۔ اب یہ سب جب میں نے التمش کو بتایا تو اس میں بھی اس جلال کی روح آگئی۔

یار یہ اس ظالم دنیا میں اب میں جاکر زہر نہ کھاؤں تو کیا کروں

فجر نے آنکھ سے گرتا آنسو صوف کیا۔

فجر؟

ضحیٰ اسے پھٹی آنکھوں سے دیکھتی رہ گئی۔

التمش محبت ہے میری میں اسے کیسے کہوں۔۔ لیکن پتا نہیں کیوں اسے جب بھی کوئی بات بتاؤں تو وہ اپنی برداشت کھو بیٹھتا ہے۔۔ اب ایک انسان ہر دفعہ ایک بات پر لڑے گا تو میں کیسے اسے وہ بات اگلی دفعہ بتاؤں؟

روتے ہوئے اس نے اب یہاں وہاں چلتے ہوئے بتانا شروع کیا۔

یہ سب تم اب بتارہی ہو۔۔ پہلے بتاتی اب تک منہ توڑ کر آتی اس جلال کے جلال کا

ضحیٰ بھی جذباتی ہوئی۔

یہ یہی وجہ تھی نہیں بتاتی تھی کسی کو۔۔ تحمل سے تو مسئلے حل نہیں ہوتے تم لوگوں سے۔۔ ہر بات میں لڑوگے تو نقصان ہوگا فائدہ نہیں

فجر اب رکی۔

نہیں وہ مطلب نہیں تھا۔

ضحیٰ اب کافی شرمندہ ہوئی۔

کیا کروں؟ مرجاؤں؟ یا گھر سے ہی نہیں نکلوں؟ کیا کروں بتاؤ؟

فجر اب پھر سے سر پکڑ کر اس کے قریب آ کر بیٹھی۔

زیادہ تو نہیں پتا مجھے لیکن ہاں۔۔ جب میں دعا سے ملنے جایا کرتی تھی تو اس نے مجھے ایک بہت پیاری دعا یاد کروائی تھی۔

اور وہ تھی

اَللّٰھُمَّ اسْتُرْنَا بِسَتْرِکَ الْجَمِیْلُ الَّذِیْ سَتَرْتَ بِہٖ نَفْسَکَ فَلَا عَیْنٌ تَرَاکَ

اے اللہ آپ مجھے ڈھانپ دیجئے ایسے خوبصورت پردے سے جس سے آپ نے خود کو ڈھانپا ہوا ہے جسے کوئی آنکھ دیکھ نہیں سکتی

ہر طرح کی غلیظ نظروں سے بچنے کیلیۓ اس دعا کو اپنی غذا بنا لو۔۔ یہی مجھے دعا نے کہا تھا۔

جتنا علم ضحیٰ کے پاس تھا وہ اسے دیکر اس کا سر سہلانے لگی۔

ٹھیک ہے میں پڑھ لوں گی یہ دعا بھی۔۔ لیکن کیا تم نے بلال کو کوئی جواب دیا ہے؟

اپنی تمام پریشانیاں ایک طرف کرکے فجر نے پوچھا۔

نہیں۔۔ ابھی نہیں۔ ابھی مجھے اللہ سے پوچھنا ہے۔۔ اور اگر اللہ جی نے مجھے کچھ بتادیا۔۔ تو پھر بابا سے بھی اجازت لینی ہے۔

کہتے ہوئے ضحیٰ نے رخ بدلا۔۔ شاید وہ فجر کے نظروں سے نہیں کھیلنا چاہتی

تھی۔

تم بابا کو معاف کردو گی؟

فجر حیران تھی۔۔ لیکن اس نے اپنا لہجہ نرم رکھا تھا۔

تمہارے پاس کوئی اور راستہ ہے؟

ضحیٰ اب اسے دیکھنے لگی۔

نہیں میرا وہ۔۔۔

دیکھو میں نہیں چاہتی کہ جس انسان نے میری دنیا خراب کردی وہ میری آخرت کی خرابی کا بھی سبب بنے۔۔ کل کو اگر میں مر گئی تو میں ان سے قطع تعلقی کی وجہ سے جنت میں نہیں جاؤں گی۔۔ کیا فائدہ میری اتنی محنت کا؟ میری مسلمان اور مومن بننے کی محنت کا؟

ضحیٰ نے اٹھ کر دوپٹے سے سر کوَر کیا۔

اللہ نا کرے ضحیٰ اتنی بڑی بڑی

باتیں کیوں نکال رہی ہو منہ سے

فجر کے رونگٹے کھڑے ہوئے۔۔ وہ اتنی بڑی بات یونہی کیسے کرسکتی تھی۔

ڈر لگا تمہیں؟ اچھا ہے یونہی انسان باہمت بنتا ہے اور دور ہوتا ہے ہر اس گناہ

سے جو اس کی آخرت خراب کردیتا ہے اپنے خوف کو زبان پر لاؤ۔۔ دل و دماغ میں رکھنے سے انسان صرف کمزور بنتا ہے۔۔ اور مزید گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے میں نے بہت سے خوف اور گناہوں سے یونہی جان چھڑوائی ہے

ضحیٰ اب رک کر اسے دیکھنے لگی۔

یہ ایک میں ہی گنہگار بچ گئی ہوں۔۔ اللہ جی مجھے بھی ہدایت دیدیں۔۔ یہ سب تو جنت میں چلے جائیں گے مجھے اپنا ڈر ہی ہے۔

فجر نے سر جھکا کر خود کلامی کی۔

تمہیں برا نہیں لگتا دعا تمہیں جب دین سکھاتی ہے؟

کافی دیر کے تجسس کے بعد وہ اب بولی۔

جب گناہ سیکھتی اور کرتی تھی تب نہیں لگا کبھی برا تو یہ تو پھر اچھی باتیں سیکھ رہی ہوں۔۔ اور فجر اس میں کیا برائی ہے کہ آپ کسی سے کچھ پوچھ لیں جو آپ نہیں جانتے؟ سب تو نہیں باعلم پیدا ہوتے۔۔ اور اگر کوئی آپ کو حقارت سے دیکھ رہا ہے تو اس میں کیا ہوا؟ اللہ اور آپ کا تو معاملہ سہی ہے نہ۔۔ اور جب آپ کا اور اللہ کا معاملہ سہی ہے تو پھر کبھی بھی کسی تیسرے کی فکر نہیں کی جاتی۔

مسکراتے ہوئے ضحیٰ اسے تھپکی دیکر وارڈروب کی طرف بڑھی۔

کتنی ہی دیر فجر اسے دیکھتی رہی۔۔ وہ اتنی اچھی باتیں کیسے کرنے لگی تھی۔

میرے لئے بھی دعا کیا کرو ضحیٰ

اٹھتے ہوئے اس نے ضحیٰ کو آواز دیتے ہوئے کہا۔

وہ تمہارا حق ہے جو مجھ پر فرض ہے۔۔ فکر نہیں کرو۔

وارڈروب سے جائے نماز نکال کر زمین پر بچھانے کے بعد ضحیٰ نے توبہ کے نفل شروع کئے تھے۔ آخر اتنی بڑی نافرمانی کی تھی قطع تعلق کی۔۔ توبہ کے بغیر کہاں گزارا تھا۔

موبائل اٹھا کر فجر بھی وہاں سے گئی۔۔ وہ کچھ لمحات اسے اس کے رب کے ساتھ دینا چاہتی تھی۔

جائے نماز بند کرکے اس نے اب پھر سے وارڈروب میں رکھا۔

دراز سے قرآنِ پاک نکال کر وہ اب بیڈ پر آ بیٹھی۔

کتنی ہی دیر ضحیٰ قرآنِ پاک کو دیکھتی رہی۔۔ ناجانے کیا تھا ایسا کہ وہ ہمت ہی نہیں کرپارہی تھی۔

اللہ جی مجھے نہیں پتا کہ کیا بات ہے۔۔ مجھے یہ بھی نہیں پتا کہ بلال میرے لئے ٹھیک انسان ہے بھی یا نہیں۔۔ مگر پھر بھی اللہ جی۔۔ میرا دل خوفزدہ

ہے آپ سے بات کرتے ہوئے۔۔ مجھے نہیں پتا آپ کیا دکھانے والے ہیں مجھے لیکن۔۔ لیکن اگر۔۔ اگر آپ نے بلال کو مجھ سے دور کرنے کیلئے کوئی آیت دکھائی تو؟ نہیں مجھے اس سے محبت نہیں ہے لیکن شاید وہ مجھ سے ہمیشہ کیلئے دور ہوجائے گا۔۔ اور کبھی نہیں ملے گا۔ وہ اچھا انسان ہے اللہ جی لیکن یہ صرف میں کہہ رہی ہوں۔۔ بظاہر اچھے دکھنے والے بعض اوقات بہت برے ہوتے ہیں اللہ جی۔۔ آپ سب جانتے ہیں اللہ جی۔۔ آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ اگر مجھ سے بلال دور ہوا تو مجھے بہت تکلیف ہوگی۔۔ میں نہیں کرتی محبت اس سے یا شاید کرتی ہوں لیکن اللہ جی پلیز مجھے بلال کے ذریعے مت دیجئے گا تکلیف۔۔ اللہ جی میرے دل میں کسی غیر کی وجہ سے تکلیف نہ ڈالئے گا۔۔ اللہ جی میں ان تکالیف سے بہت زیادہ تھک گئی ہوں اللہ جی۔۔ دیکھیں ابھی کچھ ہوا بھی نہیں ہے اور ابھی سے میری سانس رک رہی ہے۔۔ جیسے خون کا گولا حلق میں لٹکا ہو اللہ جی۔۔ میری کیفیات بدل رہی ہیں اللہ جی۔۔ مجھے کوئی بری خبر نہ دیجئے گا۔

سینے پہ ہاتھ رکھے ضحیٰ لمبے لمبے سانس خارج کرنے لگی

اللہ جی مجھے مایوس مت کیجئے گا۔۔ آپ کے سوا نہیں ہے کوئی میرا۔

بہت ہمت کرکے اب ضحیٰ نے سینے سے ہاتھ ہٹا کر قرآنِ پاک سامنے کیا۔
کچھ دیر ضحیٰ قرآنِ پاک کو یونہی دیکھتی رہی۔

وَخَلَقۡنٰكُمۡ اَزۡوَاجًا

اور ہم نے تمہیں جوڑوں میں پیدا کیا۔

سامنے تیسویں پارے کی سورۃ النباء کی آیت نمبر آٹھ تھی۔

اور ہم نے تمہیں جوڑوں میں پیدا کیا۔۔ مطلب کہ ہر انسان کا کوئی ساتھی ہے۔۔ یعنی محرم ہم نے تمہیں جوڑوں میں پیدا کیا اور اس کا مطلب کہ اللہ نے مجھے خوشخبری دی ہے بلال کی۔۔ یعنی وہ چاہتے ہیں کہ ہمارا نکاح ہو۔۔ واقعی

ضحیٰ کی آواز میں تیزی آئی۔۔ وہ پرجوش تھی۔

ایک اور دفعہ کوشش کروں؟

خودکلامی کرتے ہوئے اس نے قرآنِ پاک ایک دفعہ پھر سے کھولا۔

رَبُّ ال۠مَش۠رِقِ وَال۠مغ۠رِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذ۠هُ وَكِي۠لاً۔

(اللہ) مشرق اور مغرب کا مالک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو اسی کو اپنا کارساز بناؤ۔

اب کی بار سورۃ المزمل کی نویں آیت سامنے آئی۔

کارساز یعنی بہترین کام کرنے والا۔۔ مطلب یہ بھی ایک اشارہ ہے

وہ مسکرانے لگی۔

ایک اور دفعہ۔

خوشی میں کہتے ہوئے وہ اب پھر سے ورق پلٹنے لگی۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں میں شامل ہوجاؤ

سورۃ التوبہ کہ آیت ۱۱۹ پڑھ کر ضحیٰ واپس زمین پر آئی۔

میں تو ایسے ہی کررہی تھی اللہ جی۔۔ خوشی سے دیکھ رہی تھی ورنہ یقین تو مجھے پہلی آیت پر بھی تھا۔

اور سچوں میں شامل ہوجاؤ۔۔ میں جھوٹی لکھی جارہی ہوں آپ کے پاس کیا؟
نہیں نہیں لیکن میں اتنا جھوٹ تو نہیں بولتی۔۔ تو پھر؟

ضحیٰ نے پھر سے قرآنِ پاک بند کیا

اچھا ایک اور دفعہ دیکھوں؟

خود سے ہی کہتے ہوئے اس نے قرآنِ پاک پھر سے کھولا۔

قرآنِ پاک پڑھنے کا جو سرور تھا وہ اسے آنے لگا تھا۔۔ اب دل بھرتا بھی تو کیسے

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا‌ؕ اِمَّا يَبۡلُغَنَّ عِنۡدَكَ الۡكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوۡ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡهَرۡهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوۡلًا كَرِيۡمًا۔

اور تمہارے پروردگار نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرتے رہو۔اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُن کو اُف تک نہ کہنا اور نہ انہیں جھڑکنا اور اُن سے بات ادب کے ساتھ کرنا۔

وَاخۡفِضۡ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِىۡ صَغِيۡرًا۔

اور عجزو نیاز سے ان کے آگے جھکے رہو اور ان کے حق میں دعا کرو کہ اے پروردگار جیسے انہوں نے مجھ پر رحم کیا ہے( شفقت سے پرورش کرکے) آپ بھی اُن (کے حال) پر رحمت فرمائیں۔

رَبُّكُمۡ اَعۡلَمُ بِمَا فِىۡ نُفُوۡسِكُمۡ‌ؕ اِنۡ تَكُوۡنُوۡا صٰلِحِيۡنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلۡاَوَّابِيۡنَ غَفُوۡرًا۔

جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے تمہارا پروردگار اس سے بخوبی واقف ہے۔اگر تم نیک بندوں میں شامل ہوجاؤگے تو وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے۔

سورۃ بنی اسرائیل کی آیت ۲۳سے ۲۵تک ضحیٰ نے تحمل سے پڑھیں۔

میں سمجھ گئی ہوں اللہ جی آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔۔ ٹھیک ہے۔۔ جہاں اتنا سب کیا۔۔ خود کو بدلا تو یہ ایک اور سہی اب یہ چھوٹے چھوٹے مسئلوں کیلئے جنت تو نہیں چھوڑے گی نہ ضحیٰ

بیڈ سے اٹھ کر اس نے قرآنِ پاک واپس سے دراز میں رکھ کر دوپٹہ اتارا۔ کھڑکی سے پردے ہٹاکر ضحیٰ وہیں بیٹھ کر اب ٹھنڈی ہوا کا لطف لینے لگی۔۔ تازہ ہوا ضحیٰ کے ذہن کو بہت سکون دیتی تھی۔۔ اور پھر جب وہ ٹھنڈی بھی ہو تو اس کا مقابلہ کون کرسکتا ہے۔

ضحیٰ کے پرسکون وجود نے آنکھیں موندیں۔۔ وہ وہی نیند کی آغوش میں جانے لگی۔

کچھ دیر میں ہی اس کا وجود ٹھنڈا پڑ چکا تھا۔۔ لیکن بعض اوقات سکون اسی ٹھنڈے وجود میں ہوتا ہے۔۔ تبھی تو وہ آپ کو سکون کی نیند تک کا سفر طے کرواتا ہے۔

یہ تمہارے کہاں جانے کے پلینز ہیں؟ یہ کیا سارا سامان پیک کرلیا ہے خیریت ہے؟

ضحیٰ جو ابھی ابھی فجر کے کمرے میں داخل ہوئی تھی فجر کا پیک ہوا سامان دیکھ کر کافی کا کپ ٹیبل پر رکھتے ہوئے بولی۔

بابا بابا نے واپس بلایا ہے مجھے۔۔ وہ کہہ رہے ہیں گھر آجاؤ۔۔ انہوں نے مجھے معاف کردیا ہے ضحیٰ۔۔ بابا نے مجھے معاف کردیا ہے ضحیٰ

فجر اتنی خوش تھی اور یہ بھی نہیں سمجھ پائی کہ اب ضحیٰ سے بھی دوری ہوجائے گی۔

اچھا۔۔ میں تمہیں گھر چھوڑنے جاؤں گی تمہارے ساتھ ملتان۔

نرم لہجے میں کہتے وہ بیڈ پر آ بیٹھی۔

ٹھیک ہے۔۔ جلدی سے تیاری کرو۔۔ ہمیں بس کچھ ہی دیر میں نکلنا ہے۔

اس نے اپنا سامان ایک طرف کرکے فون اٹھایا۔

تم کہاں جارہی ہو ابھی؟

فجر کو وہاں سے نکلتے دیکھتے ہی وہ فوراً سے بولی۔

میں۔۔ ہاں وہ میں التمش سے ملنے جارہی ہوں۔۔ پھر پتا نہیں کب ملاقات ہو۔

اب کی بار فجر کے لہجے میں بے بسی تھی۔

اچھا جاؤ۔۔ جلدی آجانا۔

ضحیٰ اس کے ساتھ وقت گزارنا چاہتی تھی مگر وہ اسے وہاں جانے سے روک

بھی نہیں سکتی تھی۔

آتی ہوں میں۔

مسکراتے ہوئے وہ وہاں سے نکلی۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

بلیک کیپری پر وائٹ شارٹ فراک پہنے کافی شوپ میں کب سے بیٹھی وہ التمش کا انتظار کررہی تھی مگر التمش اب تک نہ آیا تھا۔

فجر کا ضبط اب تقریباً جواب دے چکا تھا۔

التمش یار ہر دفعہ دیر کردیتے ہو تم۔

فون پر بے بس نگاہ ڈال کر فجر نے بیزار ہوتے ہوئے کہا۔

میں چلی جاؤں گی تو نہیں آؤں گی التمش

فجر نے اب غصے میں میسج التمش کو بھیجا۔ لیکن التمش کا کوئی جواب نہیں آیا۔

عجیب انسان ہے یار مجھے نہیں ملنا اب تم سے

غصے میں کہہ کر وہ اٹھ کر جانے ہی لگی تھی کہ سامنے بیبی بلیو شلوار قمیض کے نیچے براؤن ویلوٹی پشاوری چپل پہنے مصطفیٰ جلال اس کے روبرو ہوا۔۔ ایک بھرپور نگاہ سر سے پیر تک ڈال کر اس نے فجر کو نظرانداز کیا۔

فجر کا سانس وہیں تھم گیا لیکن مصطفیٰ نے آج اسے بخشا تھا۔

فجر کی ایک طرف سے ہو کر وہ دور جا بیٹھا۔۔ لیکن اب فجر میں ہمت نہیں ہورہی تھی وہاں سے جانے کی۔۔ فوراً سے وہ بھی واپس اپنی جگہ پر جا بیٹھی۔

کچھ ہی دیر میں وہاں اس کے کچھ مہمان آئے جن سے وہ اب ملاقات کرکے فارغ ہوچکا تھا۔

فجر اسے بار بار نظر چرا کر دیکھتی۔۔ پر آج مصطفیٰ کی نظر فجر پر نہیں بلکہ دور بیٹھے ایک نوجوان پر تھی جو دور بیٹھی خاتون کو گھورنے میں مصروف تھا۔

فجر جان گئی تھی کہ آج کی روح کس کی پرواز ہونے والی ہے۔

اس معصوم کو نہیں پتا اس پر کس بھیڑئے کی نظر ہے۔۔ ابھی بھی وقت ہے تمہارے پاس اس شکاری سے بچ جاؤ۔

دل ہی دل میں کہتے اس نے آرزو کی کہ یہ پیغام اس نوجوان تک پہنچ جائے۔۔ کیونکہ خود اٹھ کر جانے کی تو اب اس میں نہ ہمت تھی اور نہ وہ بیوقوفوں کی سردار تھی۔

مصطفیٰ جلال کی ملاقات ختم ہوئی تھی۔۔ وہ اب اپنے مہمانوں سے الوداعی سلام کر کے اس خاتون کی طرف بڑھا۔

محترمہ بات سنیں گی آپ؟ یہ جو وہاں نوجوان بیٹھا ہے آپ اس سے نکاح کرنا

چاہتی ہیں کیا؟

مصطفیٰ کی اس بات پر فجر اور وہ خاتون ہکی بکی رہ گئیں۔

کیا مطلب اس بات کا میں جانتی تک نہیں ہوں اسے یہ کس طرح کی۔۔۔

دیکھیں خاتون ہم نے آپ سے پوچھا ہے کہ آپ نکاح کریں گی یا نہیں؟

مصطفیٰ نے اسے ٹوکتے ہوئے کہا۔

نہیں

خاتون کے کہتے ہی وہ اب نوجوان کی طرف بڑھا۔

جی جناب تو بھائی صاحب آپ ان خاتون سے نکاح کرنا چاہتے ہیں؟

کافی شوپ میں یہاں سے وہاں گھومتے سب اسی کو دیکھ رہے تھے۔ کتنی ہی جلد وہ سبکی توجہ لے چکا تھا۔

کیا بدتمیزی۔۔۔

نوجوان چلاتے ہوئے اٹھنے ہی لگا کہ مصطفیٰ نے ٹیبل پر زوردار ہاتھ مار کر اسے دوبارہ بٹھایا۔

ہاں یا نا

وہ چلایا۔

نہیں بھئی کیا بات ہے۔۔ عجیب انسان ہو تم۔

اس کے اتنا کہنے کی دیر تھی کہ مصطفیٰ گردن کو دائیں بائیں بل دیتے ہوئے پیچھے مڑا۔

اس کے اتنا کرتے ہی اب دو لوگ اس نوجوان کو آ کر سر کے بل کھینچتے ہوئے وہاں سے لے گئے۔

اسکی چیخ وپکار عروج پر تھی۔۔ لیکن کوئی اتنا ہمت والا نہیں تھا کہ اس کے اس گناہ کو فراموش کر کے مصطفیٰ جلال کے سامنے کھڑا ہوتا۔ مصطفیٰ سر جھکا کر مسکرایا لیکن فجر سمیت ہر انسان کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔۔ لیکن صرف فجر تھی جو یہ پہلی دفعہ نہیں دیکھ رہی تھی۔۔ وہ اس ظالم جابر بھیڑئے کو اچھے سے جان گئی تھی۔

میری بات سنیں

فجر جو شکریہ اسے کئی دن سے کہنا چاہتی تھی وہ ہمت کرکے کہنے کو اٹھی۔

فجر کی آواز سن کر وہ بارعب انداز میں مڑا۔

مجھے آپ کو شکریہ کہنا ہے۔

دبے دبے الفاظ میں اس نے کہنا شروع کیا۔

بس؟

گھڑی پہ وقت دیکھتے ہوئے اس نے بیزاریت سے کہا۔

فجر اسے دیکھتی ہی رہ گئی۔۔ وہ ظالم جابر بھیڑیا ضرور تھا مگر وہ فجر سے اچھے سے بات کیا کرتا تھا۔

ہم پوچھ رہے ہیں کہ بس؟

فجر کے جواب نہ دینے پر وہ پھر سے بولا۔

اس دن آپ نے میری مدد کی تو میں آپ کو شکریہ کہنا چاہتی تھی بس۔

فجر بمشکل ہی مگر الفاظ ادا کرچکی تھی۔

پہلی ملاقات میں ہم پر آپ نے یہ تاثر چھوڑا تھا کہ آپ باوقار عورت ہیں۔۔ جس سے مرد بات کرتے ہوئے سو دفعہ سوچے۔۔ پر آپ بزدل ہیں

آپ کو لگتا ہے کہ مردوں کی ہاں میں ہاں ملا کر آپ دنیا میں رہ سکیں گی؟ یہ طریقہ ہے؟ بزدلی یہیں سے دیکھی جاسکتی ہے۔۔ باوقار عورت غیر مردوں کے کاندھوں کے نیچے نہیں ہوتیں۔۔ باوقار عورت سے بات کرتے ہوئے غیر مرد کی نگاہ جھکی ہوتی ہے۔۔ میرے ساتھ بحث نہیں کرے گا کیونکہ میں کسی بھی خاتون سے فضول گفتگو کے حق میں نہیں ہوں

اس نے اب نظریں گھمائیں۔

فجر پر یہ الفاظ کسی زہریلے تیر کی طرح پڑے تھے۔ بلاشبہ وہ باوقار عورت

نہیں تھی۔۔ لیکن اسے یہ کسی اور سے سننا اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

تو ایک ظالم جابر بھیڑیا قاتل بتائے گا مجھے کہ میں کیا ہوں اور کیا نہیں؟

فجر غصے میں پھٹی۔

وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا

بھاری بھرکم آواز میں کہتا ہوا وہ وہاں سے چل دیا۔۔ مگر یہ عربی فجر کے اوپر سے گزری تھی۔۔ پر وہ یہ بھی جانتی تھی کہ یہ کوئی عام بات نہیں ہوگی۔۔ کیونکہ مصطفیٰ جلال اتنی بحث کو ایک جملے میں ختم کرنے والا تو نہ تھا۔

ضحیٰ؟ ضحیٰ کہاں ہو بات سنو ضحیٰ؟

مصطفیٰ پر جو غصہ تھا وہ اب ضحیٰ پر اتارنے کی تیاری میں فجر اسے یہاں وہاں ڈھونڈتی پکارنے لگی۔

ڈرائنگ روم اور کچن دیکھنے کے بعد فجر اب کمرے میں جانے کیلئے سیڑھیوں کی جانب بڑھی۔

ضحیٰ تمھیں خیریت ہے جواب کیوں نہیں تھی دے رہی کسی بھی آواز کا

کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتے ہوئے وہ چلائی۔

یہ؟ یہ کیا کررہی ہو پاگل واگل ہوگئی ہو تم؟

سامنے ضحیٰ نے فجر کا سارا سامان ٹرولی بیگ سے نکال کر واپس الماری میں رکھ دیا تھا اور اب بیگ چھپانے میں مصروف تھی۔

یہ سب تمہاری بھلائی کیلیئے ہی کررہی ہوں میں۔

وجہ بتائے بغیر ضحیٰ کہتے ہوئے اٹھ کر بیڈ پر جا بیٹھی۔

شاباش۔۔ مجھے تو لڑنے کیلیئے پہلے ہی کوئی چاہیئے تھا۔

سر جھکائے خودکلامی کرتے وہ اب غصے میں ضحیٰ کی طرف بڑھی۔

تمہارا دماغ دل گردے سب ٹھیک تو ہیں؟ میں ایک گھنٹے میں نکلنے والی ہوں اور تم نے میرا سارا سامان واپس رکھ دیا ہے۔۔ دیوانی ہو گیا؟

اب فجر نے پھٹنا شروع کیا۔۔ ضحیٰ تو آج اسے برے وقت میں چھیڑ بیٹھی تھی۔ لیکن یہ پہلی دفعہ تھا بھی نہیں کیونکہ ضحیٰ پر تو کوئی نہ کوئی ہر وقت چلاتا ہے۔

فجر تم ہو معصوم۔۔ تمہیں سمجھ ہی نہیں آئی انکی چلاکی۔۔ غور کرو یار کہ جن لوگوں نے چھ سالوں میں رابطہ تک نہیں کیا۔۔ آج ایسا بھی کیا ہوا کہ انہوں نے معاف ہی کردیا؟ بات ہے نہ پریشانی والی۔

کوئی نہ کوئی تو بات ہے جو یہ اتنی چلاکی سے تمہیں بلارہے ہیں۔ بکرہ بن کر قربان ہوجانے والے کام نہیں کرو۔

ضحیٰ نے اسے قریب بٹھا کر سمجھانا چاہا۔

ارے یار۔

فجر کا غصہ اب افسوس میں بدل چکا تھا۔۔ وہ ضحیٰ کو سمجھدار سمجھنے لگی تھی لیکن تب ہی ضحیٰ نے سمجھداری کا تاج سر سے اتار پھینکا۔

فجر تم یقین نہیں کروگی میری تو چھٹی حس یہی۔۔۔

اللہ اکبر بیڑا غرق اس چھٹی حس کا بھئی۔۔ کیا فضول ہے تمہاری چھٹی حس ہر بری بات میں کہیں نہ کہیں سے ٹپک پڑتی ہے۔۔ یہ نہیں کہ خوش ہو کہ مجھے چھوڑ کر آؤ۔ میرے لئے دعا کرو میری مدد کرو۔۔ لگادیا اپنی چھٹی حس کو میرے لئے برا سوچنے میں تم نے۔۔ شرم کرو شرم ضحیٰ۔

فجر نے پیشانی پر ہاتھ رکھتے ہوئے افسوس کیا۔

جواباً ضحیٰ نے آنکھیں پھیریں۔

یہ کیا بیہودہ حرکت ہے؟ کہاں سے سیکھ رہی ہو یہ سب؟ دعا تو باتوں سے اچھی خاصی سلجھی ہوئی لڑکی لگتی ہے پھر تمہیں یہ عادات کہاں سے آرہی ہیں؟

وہ ضحیٰ کی اس حرکت پر چڑی۔

اوہ بھئی ہوا کیا ہے؟ کیوں غصہ کررہی ہو مجھ پر؟

ضحیٰ نے اسے گھورنا شروع کیا۔

میں غصہ نہیں کررہی۔۔ بتارہی ہوں کہ بابا نے مجھے معاف کردیا ہے بغیر کسی چالاکی کے۔۔ اور وہ اس لئے کیونکہ بابا کے سینے میں ایک باپ کا دل دھڑکتا ہے جو اپنی اولاد کے ساتھ ظلم نہیں کرسکتا۔۔ چلاکیاں تو پھر دور رہتی ہیں

فجر نے سر کھجایا۔

اچھا۔

ضحیٰ کے لہجے میں مایوسی تھی۔۔ فجر بھول گئی تھی کہ پیاسے کے سامنے پانی کا ذکر نہیں کیا کرتے۔

تمہاری بابا سے کوئی بات ہوئی؟ آئیں گے یا نہیں؟

فجر نے فوراً سے موضوع بدلا۔۔ وہ جاتے ہوئے اسے پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔

بابا۔ ہمم۔ وہ کل تک پاکستان آجائیں گے۔۔ پھر میں ان سے بلال کے متعلق ساری بات کرلوں گی۔۔ اور پھر جیسے بلال کی فیملی کہے۔

وہ اب رک رک کر آہستہ سے بولنے لگی۔۔ ضحیٰ کا موڈ کافی خراب ہوچکا تھا۔

کیا مطلب تم میرے ساتھ نہیں جاؤ گی؟

فجر حیرت سے بولی۔

میں جانا چاہتی تھی۔۔ لیکن بابا آرہے ہیں۔۔ اگر وہ نہیں آتے تو ٹھیک تھا

لیکن اب۔۔۔

کہتے کہتے وہ اب رکی۔۔ شاید وہ بابا کے آنے سے خوش نہیں تھی۔۔ لیکن وہ صرف خوشی کیلیئے اپنی جنت کو تو نہیں تھی چھوڑ سکتی۔

اچھا۔۔ ویسے اچھا ہوتا اگر تم بھی ساتھ چلتی۔۔ لیکن کوئی نہیں۔۔ ہم رابطے میں رہیں گے۔

ضحیٰ کا ہاتھ تھامتے ہوئے اس نے اسے تسلی دی۔

ان شاء اللہ

ضحیٰ مسکرائی تھی۔

ان شاء اللہ۔

فجر بھی جواباً مسکرائی۔

اچھا سنو تم قرآنِ پاک پڑھتی ہو مجھے تم سے کچھ پوچھنا ہے۔

آخر جس کام کیلیئے وہ اسے ڈھونڈرہی تھی وہ پوچھنے لگی۔

ہاں بتاؤ کیا پوچھنا ہے؟

ضحیٰ اب اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

اس کا ترجمہ کیا ہے؟

وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا۔

فجر اسے اب جواب کیلئے دیکھنے لگی۔

یہ قرآنِ پاک کی آیت ہے فجر۔۔ اس کا ترجمہ ہے کہ

اور جب ان سے جاہل لوگ بات کرتے ہیں تو وہ (رخصتی) سلام کہہ کر علیحدہ ہوجاتے ہیں۔ یعنی بحث میں پڑ کر اپنا وقت ضائع نہیں کرتے۔

ضحیٰ نے ترجمہ بتایا۔

کیا بکواس ہے اس انسان کے ساتھ۔۔ خود یہ ظالم بھیڑیا ہے قاتل ہے اور مجھے جاہل کہہ رہا ہے۔۔ خود ہوگا جاہل جو لوگوں کو مارتا ہے۔۔ اور جب کوئی سمجھائے تو اس پر بھی غصہ ہوجاتا ہے۔۔ اور اپنے وفادار کو کون مارتا ہے یار۔ سب سے بڑا جاہل تو خود ہے

دل ہی دل میں مصطفیٰ کو ہزاروں خوبصورت القابات سے نواز کر فجر نے ایک لمبا سانس خارج کیا۔

کیا ہوا؟

ضحیٰ اسے یہ سب کرتے دیکھ کر پریشان ہوئی۔

کیا ہوا؟ کچھ بھی تو نہیں۔

فجر نے فوراً سے خود کو نارمل کیا۔۔ مصطفیٰ کو کوسنے کا کام اب اس نے سفر

کیلئے رکھ لیا۔

میرا مطلب ہے تم نے آیت پوچھی تو خیریت تھی؟

ضحیٰ نے بات کو پھر سے دہرایا۔

ہاں ہاں وہ تو سب خیریت تھی۔۔ بس یونہی آتے ہوئے نظر پڑ گئی تھی۔

فجر اب بیڈ پر سیدھی ہو کر لیٹی۔

اچھا۔ تمہاری ملاقات ہوگئی التمش سے؟ کیا بات ہوئی؟ بتایا اسے کے جارہی ہو ملتان؟

ضحیٰ نے یاد کرتے ہوئے فوراً سے پوچھا۔

نہیں۔۔ وہ نہیں آیا۔ جب کبھی اس کی ضرورت ہوتی ہے یا جب کبھی کوئی بہت اہم بات ہوتی ہے وہ موجود نہیں ہوتا۔ میں مایوس ہوچکی ہوں اس انسان سے۔۔ بہت بری طرح۔

فجر نے ٹھنڈی آہ بھری۔

ضحیٰ اس کیلئے پریشان تھی۔

خیر چھوڑو۔ جلدی سے آؤ اور سامان دوبارہ پیک کرواؤ۔۔ کچھ دیر میں نکلنا ہے ملتان کیلئے۔۔ اکیلی کروں گی تو دیر ہوجائے گی۔۔ اٹھو مدد کرو۔

بیڈ سے اٹھتے ہوئے اس نے ضحیٰ کا بھی ہاتھ کھینچ کر اسے اٹھایا تھا۔ وہ مسکراتے ہوئے اسے وارڈروب تک لے گئی اور دوبارہ سے سامان نکلوانے لگی۔

ایک لمبی مسافت طے کرکے فجر اب ملتان پہنچی۔۔ لیکن اس لمبے سفر کو اس نے عذاب کے طور پر نہیں لیا تھا۔۔ بلکہ آج تو اس نے یہ لمبی مسافت خوشی خوشی طے کی تھی۔ کتنی دیر بعد وہ ملتان واپس آئی۔ خوبصورت منزل کی طرف کیا جانے والا اسکا یہ خوبصورت سفر تھا۔ چھ سال بعد آج وہ ملتان واپس آئی تھی۔۔ چھ سال بعد آج وہ واپس اپنے گھر والوں سے ملنے والی تھی۔

چھ سال بعد آج وہ اپنوں کا پیار پانے جارہی تھی۔ چھ سال بعد وہ پھر سے اپنے رشتوں سے ملنے والی تھی۔ چھ سال پہلے ہوئی ایک نافرمانی کو وہ اب سدھارنے والی تھی۔

گھر کے باہر کھڑے کتنی ہی دیر اس نے اپنے گھر کو دیکھا تھا۔۔ وہاں کچھ بھی نہیں بدلا تھا۔۔ وہ گھر میں موجود درخت ابھی بھی وہیں تھے اور گھر کے باہر سے ویسے ہی نظر آتے تھے۔۔ لیکن اب ان میں بھی بڑھاپا دیکھا جاسکتا تھا۔ جب انہیں فجر چھوڑ کر گئی تھی تب بھی وہ وہیں کھڑے تھے مگر آج جب فجر واپس آئی تو انکی شاخیں کمزور ہوچکی تھیں۔ ایک لمبا عرصہ تھا جو فجر نے اپنی زندگی کا ایک حماقت کے پیچھے ضائع کردیا تھا۔

فجر تو ان درختوں کو بوڑھا ہوتے بھی نہ دیکھ سکی۔۔ وہ جب واپس آئی تو انکی شاخیں کمزور ہوچکی تھیں جنہیں اس چھ سال کی مسافت میں فجر کی بے حد ضرورت تھی۔۔ لیکن بڑھتی فجر اور خود کو مضبوط سمجھتی فجر نے ان کمزور پڑتے اشجار کو تو اکیلا چھوڑ دیا تھا۔۔ شاید یہی وجہ تھی کہ وہ اپنی شاخیں کمزور کرچکا تھا۔

جانتا ہوں کہ چھ سال بعد دیکھ رہی ہو۔۔ لیکن یہیں کھڑی رہوگی تو خود کو کمزور محسوس کرنے لگ جاؤ گی انہی شاخوں کی طرح۔

دونوں ہاتھوں میں مٹھائی لئے ایک نوجوان اس کے پیچھے سے آتے ہوئے مسکراتے ہوئے بولا۔

اسحاق

مڑ کر دیکھنے پر فجر پرجوش انداز میں اس سے ملی۔ چھ سال میں وہ اپنے چھوٹے بھائی کو بھی بڑا ہوتے نہیں دیکھ پائی تھی۔

کتنے بڑے ہوگئے ہو تم اسحاق۔

خوشی سے فجر کی آنکھیں نم ہوئیں۔ اس نے واقعی اپنی زندگی کا ایک قیمتی وقت ضائع کردیا تھا۔

تم نے مجھے خود چھوڑ دیا تھا بڑا ہونے کیلئے۔۔ تم ہوتی تو شاید ابھی بھی چھوٹا

ہوتا لیکن تمہارے بعد تو میں ہی بڑا تھا۔ تم نے اچھا نہیں کیا فجر لیکن یہ باتیں میں تم سے ابھی نہیں کروں گا۔۔ خیر چلو اندر چلو۔۔ ماں بابا انتظار کررہے ہیں تمہارا۔

فجر کے آگے بڑھ کر وہ دروازہ کھولتے ہوئے اندر داخل ہوا۔ فجر بھی اپنی آنکھوں کے آنسو صاف کرتی اس کے پیچھے پیچھے چل دی۔ جو بھی تھا کہہ تو وہ ٹھیک ہی رہا تھا۔

ماں۔۔ بابا فجر آگئی ہے۔

مٹھائی میز پر رکھتے ہوئے اس نے اب فجر کے آنے کی خبر دی۔

اسحاق کے پکارتے ہی فوراً سے ماں بابا سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے آئے۔ فجر نہیں جانتی تھی کہ اب وہ کیا کریں گے لیکن پھر بھی وہ خود کو پرسکون محسوس کرنے لگی۔

السلام علیکم۔

ندامت میں وہ بس اتنا ہی کہہ کے سرجھکا گئی۔

وعلیکم السلام فجر۔۔ میرے بچے کیسی ہو تم۔

سمیہ بیگم فوراً سے پیار کرتے فجر کے ساتھ لپٹی تھیں۔

میں ٹھیک ہوں ماں۔۔ آپ کیسی ہیں؟

فجر کی نظریں اب بھی جھکی تھیں۔

اتنی دیر بعد تمہیں دیکھ کر دل کو بہت سکون ملا ہے فجر۔

مسکراتے ہوئے انہوں نے فجر کو اپنی گرفت سے آزاد کیا۔

السلام علیکم بابا۔

فجر اب وجیہہ قدوقامت والے شخص کی طرف متوجہ ہوئی جو سفید شلوار قمیض پہنے کمر پر ہاتھ باندھے چہرہ اٹھائے کھڑا تھا۔

وعلیکم السلام

فجر کے سر پر ہاتھ رکھے انہوں نے ناراضگی کا تو اظہار کیا تھا لیکن شفقت بھی دکھائی تھی۔

سامان لے آئے ہو سارا اسحاق؟

بارعب لہجے میں کہتے وہ اب اسحاق کو وہاں سے لے جاچکے تھے۔۔ فجر انہیں بس بے بس نگاہوں سے دیکھتی رہی۔

تم فکر نہیں کرو۔۔ بہت جلد مان جائیں گے۔۔ تم آؤ اپنے کمرے میں۔۔ اتنی دور سے آئی ہو فریش ہوجاؤ تم۔

سمیہ بیگم فجر کو اب اس کے کمرے میں لے آئیں۔

جو آج بھی ویسا ہی تھا جیسا چھ سال پہلے۔۔ اگر دنیا کے کسی کونے میں تبدیلی نہیں آئی تھی جو وہ آج بھی فجر کا کمرہ تھا۔۔ لیکن ہاں وہ آج کافی صاف تھا۔۔ کیونکہ اسے گندہ کرنے کیلئے فجر وہاں چھ سال موجود نہیں تھی۔

آپ نے کبھی اس کمرے کو کھولا تک نہیں ہے ماں؟ یہ آج بھی ویسا ہی ہے جیسا چھ سال پہلے تھا۔ کتنے بچکانا شوق تھے میرے بھی۔

مسکراتے ہوئے اس نے بیڈ پر پڑی گڑیا کو دیکھا۔

کم از کم یہ شوق کسی کو نقصان تو نہیں پہنچاتے تھے۔

سمیہ بیگم نے اب ٹھنڈی آہ بھری۔

تم اتنے سالوں میں ایک دفعہ معافی مانگنے نہیں آئی فجر۔۔ کیا تمہیں کبھی اپنی غلطی کا احساس نہیں ہوا تھا؟

سمیہ بیگم اب اس کے بیڈ پر آبیٹھیں۔

ہمت نہیں تھی ماں۔

فجر بھی انکے قریب آ بیٹھی۔

ہمم۔ اچھا۔

سمیہ بیگم نے مایوس لہجے میں کہا۔

لیکن بابا نے مجھے یہاں اچانک بلوالیا۔۔ مجھے معاف کردیا۔۔ مجھے کبھی بھی امید نہیں تھی ماں۔۔میں تو سمجھتی تھی کہ شاید۔۔۔

تمہارا کل ظہر سے پہلے نکاح ہے فجر۔۔ تمہارے بابا کو رشتہ مناسب لگا تو انہوں نے تحقیق کرواکر اجازت دیدی۔

سمیہ بیگم نے اب فجر پر بمب پھوڑا۔

ماں؟

حیرت سے فجر کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

کیا؟ اب رشتہ بھی تم اپنی مرضی سے ڈھونڈتی؟ چھ سال ضائع کرچکی ہو۔۔ یہ ایک اور غلطی کرتی تو میرا نہیں خیال کے تم چہرہ بھی دیکھتی ہم میں سے کسی کا۔

انہوں نے اپنی بات مکمل کی۔

آپ سب یہ کیسے کرسکتے ہیں میرے۔۔۔

فجر اپنی اولاد کیلئے رشتہ دیکھنا یا اسکی شادی کرنا بری بات نہیں ہے۔۔ بری بات اپنے والدین کی نافرمانی کرکے چھ سال ان سے دور رہ کر گناہ کا کام کرنا ہے بیٹا۔ تم اپنی عیاشیوں میں تھی۔ تمہیں نہیں پتا مسجد میں جاتے انسان کو کتنی غلط باتیں سننا پڑتی ہیں جب اولاد گناہ کردے۔

یہ تو بہت نمازی پرہیزی بنا ہے اور اولاد دیکھو۔۔ ناچتی گاتی ہے۔ بتاؤ تم پسند کروگی یہ سب سننا؟

وہ اب سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

ماں یہ سب اتنا برا نہیں ہے جتنا لوگوں نے۔۔۔

تم نوجوان لوگ اشعار اور موسیقی کو برا سمجھتے نہیں ہو لیکن یہ بری ہیں۔

موسیقی نفاق(منافقت) پیدا کرتی ہے۔۔ موسیقی کو روح کی غذا کہنے والوں کی روحیں غلیظ ہیں۔۔ کیونکہ پاک روحیں قرآنِ پاک کو روح کی غذا بناتی ہیں۔
اور یہ اشعار جو تم لوگ کہتے ہو تمہیں پتا ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں کسی کے پیٹ کا پیپ سے بھر جانا شعر کے ساتھ بھر جانے سے بہتر ہے۔

صحیح البخاری 6154

کتاب 78۔۔ حدیث 180

والیم۔ 8۔۔ کتاب 73۔۔ حدیث 175

اب بھی تم کہوگی کہ یہ سب برا نہیں ہے؟ اپنے مفاد کیلئے دین کا انکار کرنا سب سے زیادہ بری بات ہے فجر۔۔ رہی بات نکاح کی تو تمہارے باپ کو امید تھی کہ تم انکار نہیں کروگی۔۔ بس اسی لئے انہوں نے تمہیں معاف کرکے بلایا ہے۔۔ اگر پھر بھی تمہیں اعتراض ہے تو تمہیں انکار کا حق حاصل ہے۔۔

جاؤ۔۔ جاکر کہہ دو انہیں۔

سمیہ بیگم اب جانے کو اٹھیں۔

لیکن اگر انکار نہیں کرنا ہوا اور فرمانبرداری کرنا چاہو۔۔ تو الماری میں کپڑے رکھے ہیں۔۔ تعلقات مزید خراب مت کرنا اس دفعہ بھاگ کر۔ کھانا میں اسحاق کے ہاتھ بجھوادوں گی۔ آرام کرو۔

فجر کا سر سہلاتے وہ کمرے سے جاچکیں تھیں لیکن فجر اب ایک اور صدمے میں کھوچکی تھی۔

اے اللہ اے ساتوں آسمانوں کے رب اور عرش عظیم کے مالک ہمارے مالک اور ہر مخلوق کے مالک تورات، زبور، انجیل اور قرآنِ پاک کے مالک بنجر زمین کو زرخیز کرکے اس میں سے نباتات اور پھل نکالنے والی ذات اے زندہ جان کو موت بخشنے والے اور بوسیدہ ہڈیوں میں جان بھرنے والے اے ہر منہ کو رزق دینے والے اے ہر اس شے کے مالک جو ہمیں نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتی ہے اور خود کو طاقتور سمجھتی ہے میں ہر اس شے کے شر سے آپ کی پناہ لیتی ہوں جسے آپ اس کی پیشانی سے پکڑنے والے ہیں،

اور جسے آپ دنیا میں رسوا کرنے والے ہیں، جسے ہلاک کرنے کا آپ رادہ فرماتے ہیں اور جو یومِ حشر میں آپ کی رحمت سے مایوس ہوجائے گا، آپ

سب سے پہلے اور سب کے بعد ہیں، درمیان میں سب فنا ہے، اے اللہ میرے لئے بہترین فیصلہ کیجئے گا اور مجھے تکلیف نہ دیجئے گا اور نہ ہی مجھے کبھی اپنے محبت اور رحمت کے سائے سے دور فرمائے گا۔ آمین

گولڈن کام والا پیچ غرارہ پہنے کب سے سجدے میں پڑی وہ دعا کو مزید لمبا کرنا چاہتی تھی مگر کوئی تھا جو آج اسے دعا بھی سہی سے نہیں مانگنے دے رہا تھا۔ آخر کار بیزاریت سے اٹھ کر اس نے اب جاکر فون دیکھا۔۔ سکرین پر ضحیٰ کا نام جگمگا رہا تھا۔

فجر کو احساس ہوا تھا کہ کل گھر پہنچ کر اس نے ضحیٰ کو گھر پہنچنے کی اطلاع بھی نہیں کی تھی۔

فون اٹھاکر کھڑکی کی طرف بڑھ کر اب اس نے پردے ہٹائے۔۔ سامنے سورج کی تیز روشنی سے اب اسکی آنکھیں بند ہونے لگیں۔

بیڑاغرق ہو تمہارا خودغرض عورت۔۔ میں یہاں کل سے مری جارہی ہوں کہ پہنچی ہے کہ نہیں۔۔ میڈم فون ہی نہیں اٹھارہیں۔۔ بندہ ایٹلیسٹ بتا تو دیتا ہے کہ سکون سے مررہا ہوں

گلا پھاڑ پھاڑ کر اب ضحیٰ چلانے لگی۔

میں پہنچ گئی تھی رات میں۔۔ بابا آگئے؟

اپنے آنسوؤں کو بمشکل روکتے ہوئے اس نے جواب دیا۔

ہاں میں انہیں پِک کرنے ہی جارہی ہوں۔۔ شام تک ملواؤں گی بلال سے۔ بابا مان گئے تو شاید ایک دو دن میں ہی نکاح ہوجائے کیونکہ بابا کو جانا ہوگا واپس بھی۔

اس نے لاپرواہی سے کہا۔

میں تمہارے نکاح میں نہیں شامل ہوسکوں گی ضحیٰ۔۔۔۔۔ میرا بھی نکاح ہے کچھ دیر میں۔

فجر رک رک کر بولنے لگی۔

تم؟ بکواس کررہی ہو؟ جھوٹ بول رہی ہو میرے ساتھ؟ تم جانتی ہو جھوٹے پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔۔ تم جھوٹ نہیں بول رہی۔۔۔ التمش؟ التمش کا کیا ہوگا؟ فجر؟

وہ چلائی۔

تم نے التمش کے بارے میں کسی کو نہیں بتایا نہ؟ فجر بہت برا کررہی ہو میں بتارہی ہوں تمہیں بہت پچھتاؤگی۔۔ فجر تم اتنا بڑا دھوکہ کیسے دے سکتی ہو التمش کو۔۔ تم تو ایسی نہیں تھی یار فجر

فجر کو سنے بغیر وہ چلاتی جارہی تھی۔

التمش وہ بیک اپ رکھنے والا انسان ہے ضحیٰ۔۔ اس نے میرا بھی کوئی نہ کوئی بیک اپ رکھا ہوگا۔ میں تم سے ملنے جلد ہی آؤں گی۔۔ اپنا خیال رکھنا ضحیٰ

بہتے آنسوؤں کو صاف کرکے اب اس نے فون بند کیا۔

ڈریسنگ میں کھڑی وہ اب خود کو ایک نظر دیکھنے لگی۔

کھلے بال اچھے لگتے ہیں تم پر فجر میں جب تک ہوں تب تک تو میری مدد لیلو مجھے کہہ دیا ہوتا میرا فرض ہے فجر مجھے کرنے دیا کرو

التمش کی باتیں یاد کرتے ہوئے وہ اب بیڈ پر جا بیٹھی۔

اذیت بھرا لمحہ تھا جس سے وہ دوچار تھی۔

فجر؟ تیار ہو؟ مولوی صاحب نکاح کی اجازت لینے آنا چاہتے ہیں۔

سمیہ بیگم اب اس کے کمرے میں داخل ہوئیں۔

ماں ہے کون مجھے دکھا تو دیں ایک دفعہ

وہ اب بیڈ سے اٹھ کر اس کے قریب آئی۔

ہم نہیں لیکر آتے لڑکے کو۔۔ اس سے اجازت لے آتے ہیں۔۔ اور ویسے بھی اب لڑکا دیکھ کر تم نے کونسا انکار کردینا ہے۔۔ تو رخصتی کے بعد دیکھ لینا۔

فجر کو چادر سے ڈھانپتے انہوں نے اب اسحاق کو مولوی صاحب کو بلانے بھیجا۔

فجر سن ہوچکی تھی لیکن کچھ آخری الفاظ جو اس نے سنے تھے وہ بس اپنے نکاح کے تھے۔

کیا آپ کو محمد خان ولد ولی خان سے نکاح قبول ہے؟

فجر کی دنیا ختم ہوچکی تھی۔۔ اس کا محبوب اس سے دور کردیا گیا تھا۔۔ تکلیف ہی تکلیف تھی۔۔ مگر ایک اور نافرمانی کی اب گنجائش نہ تھی۔

قبول ہے

نکاح کے الفاظ کہیں دور سے گونجے۔۔ لیکن یہ الفاظ ادا کرنے والی زبان اب خاموش ہوگئی۔

ہائے یہ اذیت وہ ساری زندگی محبتوں میں رہنے والی۔۔ کسی شے کو نہ ترسنے والی اب اس انسان کیلئے ترس رہی تھی جو اس نے خود اپنے ہاتھوں سے گنوایا تھا۔ لیکن اگر وہ زبان ہلاتی تو یہی سننے کو ملتا کہ کس سے پوچھ کے کی تھی محبت ہر جگہ تو دل کی نہیں مانی جاتی۔۔ کہیں تو حالات بھی دیکھے جاتے ہیں

بلیک گھیرے دار فراک پر مہرون دوپٹے سے سر کور کئے پریشانی اور غصے کے عالم میں وہ گھر صاف کرکے اب ڈرائنگ روم میں صوفے پر آ بیٹھی۔

تمہیں پتا تھا گھر والے نہیں مانیں گے تو چھ سال تباہ کیوں کئے۔۔ کیوں تم

نے اپنے دل کو پہلی بار میں ہی نہیں روک لیا۔۔ ہاں ٹھیک ہے محبت کے ہوجانے میں نہیں ہوتا اختیار لیکن اس محبت کو بڑھاوا دینے پہ ہوتا ہے اختیار۔ یہی تم نے خود کو سمجھا دیا ہوتا کہ نہیں فجر گھر والے کسی صورت نہیں مانیں گے۔۔ شاید پہ کیوں رہی تھی تم۔۔ شاید کی صورت ہوتی تو شاید پہ رہتی ہی نہ تم۔ تم نے برباد کردیا التمش کو بھی۔۔ تم تو دھوکہ دینے والوں میں شامل ہوگئی فجر

وہ چلائی۔

میرے سامنے آؤ تمہاری جان لیلوں میں۔۔ دھوکے باز عورت بیڑا غرق تمہارا تم کب سے دھوکہ دینے لگ گئی

ضحیٰ مکمل قوت سے چلائی۔

تم جنت کی حمایت کرتے ہوئے جنت ہی بن گئی ہو تم نے جنت والے کام۔۔۔

چلاتے ہوئے وہ رکی۔۔ اپنے شور میں وہ یہ سن ہی نہ پائی تھی کہ کوئی باہر مسلسل دروازہ بجارہا تھا۔

غیض وغضب سے چلاتی وہ اب دروازے کی طرف بڑھی۔

ایک جھٹکے میں تیزی سے دروازہ کھول کر وہ اب رک گئی۔۔ ضحیٰ کا وقت تھم

گیا تھا۔

آلیو گرین پینٹس پر اسکائے بلیو پولو شرٹ پہنے ایک دراز قامت ادھیڑ عمر شخص ساری زندگی کے بعد اس کے روبرو ہوا۔

ضحیٰ

حیرت اور خوشی سے وہ بمشکل بول پایا۔

اس کی آنکھیں اب نم ہوچکی تھیں۔ اسے تو یاد بھی نہ تھا کہ اس نے ضحیٰ کو آخری بار دیکھا کب تھا۔ ایک سال کی عمر میں دوسال کی عمر میں یا پھر کبھی دیکھا ہی نہیں تھا۔

با۔۔۔با۔۔۔

ضحیٰ رک رک کر بولنے لگی۔ اپنی تمام عمر کے بعد اپنے سامنے اپنے باپ کو دیکھ کر وہ مبہوت ہوکر رہ گئی۔

حیرت چہرے پر عیاں تھی۔۔ وہ آنے والے ہیں ضحیٰ جانتی تھی لیکن وہ اس طرح آنے والے ہیں ضحیٰ کو خبر نہیں تھی۔ اپنے سامنے اپنے بوڑھے باپ کو دیکھ کر ضحیٰ کی بھی تو آنکھیں نم ہوئیں تھیں لیکن وہ تو ماہر تھی اپنے آنسو چھپانے میں۔

آپ اچانک۔۔ مجھے بتایا ہوتا میں آجاتی لینے۔ مشکل ہوئی ہوگی آنے میں۔

ضحیٰ نے سامنے سے ہٹ کر اب انہیں راستہ دیا۔

نہیں۔۔ کوئی مشکل نہیں ہوئی مجھے تو۔۔ گھر کا پتا تھا مجھے۔

جوتے اتار کر اب وہ صوفے پر آ بیٹھے۔۔ ساتھ ہی یہاں وہاں سر گھماتے انہوں نے سارے گھر کا معائنہ کیا۔

ہاں سچ گھر کا تو پتا تھا آپ کو۔ وہ کیا ہے نہ کبھی آئے ہی نہیں تو مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپ کو پتا ہوگا۔

میز پر پڑے جگ سے پانی گلاس میں ڈالتے سر جھکائے اس نے معصومیت سے کہا۔

کمال صاحب نے ایک نظر سر جھکائے ضحیٰ کو دیکھا اور پھر سے سنبھل کر بیٹھے۔

اتنے سال میں تم سے دور رہا۔۔۔

کمال صاحب نے شاید معذرت کرنے کی کوشش شروع کی تھی۔

میرا نہیں خیال کے ماضی کے بارے میں بات کرنے کیلئے میرے حال میں وقت ہے۔۔ بہتر ہے آپ اسے چھوڑ دیں۔

ضحیٰ نے نگاہ اٹھا کر کمال صاحب کی آنکھوں میں دیکھنا شروع کیا۔۔ جن میں تنہائیوں کے پچھتاوے تھے۔

مگر میں تم سے معافی مانگنا چاہتا ہوں ہر اس بات کیلئے جو۔۔۔

کمال صاحب کی بات کو پھر سے ضحیٰ نے روکا۔

میں آپ کے معافی مانگنے سے پہلے ہی آپ کو معاف کرچکی ہوں۔۔ اس سب کے متعلق گفتگو اب کسی کام کی نہیں ہے۔

ضحیٰ نے چہرے پر مسکراہٹ سجائی۔۔ جو اگر وہاں موجود فجر یا التمش دیکھ لیتے تو فوراً سے پکڑ لیتے کہ وہ جان چھڑوانے کیلئے مسکرارہی ہے۔

مگر پھر بھی ضحیٰ۔۔۔

کمال صاحب شاید اپنی وضاحت میں کچھ کہنا چاہتے تھے۔

دیکھیں مجھے کسی صورت اجازت نہیں ہے کہ میں آپ سے تلخ کلامی کروں۔۔ میرا رب مجھے اس بات کی اجازت نہیں دیتا۔۔ میں نے اللہ کی رضا کی خاطر اور جنت پانے کیلئے آپ کو معاف کیا ہے۔۔ تو آپ سے گزارش ہے کہ ضحیٰ کا ضبط اور صبر دونوں نہ آزمائیں اور نہ ہی میرے لئے مشکلات پیدا کریں۔ جس کام کیلئے آپ نے اپنا اتنا قیمتی وقت ضائع کیا ہے میرا خیال ہے وہ کرلینا چاہیئے۔۔ یہیں رکیں میں آتی ہوں۔

کیسے سن لیتی وہ اس انسان کی کوئی بھی بات جس نے اسکی تب نہیں تھی سنی جب سننے کی ضرورت تھی۔۔ جب ضحیٰ کو ضرورت تھی۔

تو اب وضاحتیں۔۔ معافیاں دل نرم کرنے اور پچھتاوے ختم کرنے کو کیوں کی جارہی تھیں۔ کمال صاحب چاہتے تھے کہ وہ چلا کر اپنا غصہ ختم کرکے اپنا تعلق سہی کرلے۔ لیکن ضحیٰ کو غصہ تو تھا ہی نہیں۔۔ باپ پر کہاں غصہ ہوتا ہے۔۔ وہاں تو بس ٹوٹی امیدوں پر افسوس کا ماتم کیا جاتا ہے۔۔ اور وہ بھی ششششششش

---

وہ بھی

تنہائی میں

چہرے پر وہی جھوٹی مسکراہٹ سجائے وہ اب سیڑھیاں اترتے ہاتھ میں ایک کاغذ پکڑے اپنے باپ کے قریب پہنچی۔

یہ تھا وہ معاملہ۔۔ آپ دیکھیں۔۔ آپ کو مناسب لگتا ہے تو۔۔ نہیں تو پھر مزید وقت ضائع نہیں کرئے گا۔

ہاتھ میں پکڑا کاغذ کمال صاحب کو پکڑا کر وہ اب انکے قریب آ کھڑی ہوئی۔

کمال صاحب نے کاغذ کھولا تو سامنے محمد بلال کا خط تھا۔ بڑے تحمل سے انہوں نے خط پڑھ کر اب سامنے موجود میز پر رکھا اور ضحیٰ کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے سامنے بٹھایا۔

اگر میں کہدوں کہ ٹھیک ہے؟

کمال صاحب ضحیٰ کی طرف جواب کیلئے دیکھنے لگے۔

تو نکاح بھی آپ اب کروا کر جائیں گے۔۔ کیونکہ میں آپ کو بار بار تکلیف نہیں دینا چاہتی بلا کر۔

ضحیٰ ہر صورت انہیں جلد بھیجنا چاہتی تھی۔

اور اگر انکار کردوں؟ تو کیا تب بھی رہوگی خوش؟

کمال صاحب اب اسکی طرف تصدیق کو دیکھنے لگے۔

دیکھیں کمال صاحب۔۔ میں ضحیٰ ہوں۔۔ ضحیٰ اگر اپنی ماں کے بغیر باپ کے بغیر۔۔ اور باقی تمام رشتوں کے بغیر خوش رہ سکتی ہے تو یہ نیا رشتہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ کیونکہ ضحیٰ کو رشتے نہیں رکھتے۔ ضحیٰ کو ضحیٰ خوش رکھتی ہے

ضحیٰ نے اب لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ سجائی۔

وہ اتنی مضبوط تھی یا بن رہی تھی اسکے سوا کوئی نہ جانتا تھا۔

میں ملنا چاہوں گا اس انسان سے۔۔ آج کل ایسے لوگ پائے نہیں جاتے۔۔ تو اگر مجھے مل رہا ہے تو میں کیوں گنواؤں۔

کمال صاحب اب اٹھ کھڑے ہوئے۔

جی سہی۔۔ آپ آرام کریں میں پتا کرتی ہوں۔

کمال صاحب کو کمرہ دکھا کر وہ اب کسی کو فون ملانے لگی۔ نکاح کی جلدی نہیں تھی ضحیٰ کو۔۔ وہ تو بس کمال صاحب کے ہاتھوں نہیں کھیلی جانا چاہتی تھی۔

آف وائٹ لانگ فراک کے گھیرے پر خوبصورت گولڈن کام ضحیٰ کی خوبصورتی کو مزید حسن دیگیا۔

ہاتھوں میں گلاب کے پھولوں والے گجرے وہ بار بار سونگھتی اور لطف اندوز ہوتی۔

کیا ہے بھئی اسے کھاجاؤ گی کیا؟

دعا نے ضحیٰ کی اس حرکت پر زوردار قہقہہ بلند کیا۔

نہیں وہ مجھے یہ پسند بہت تھے۔۔ میرا بہت دل کرتا تھا یہ پہننے کا۔۔ بچپن میں چچی کسی شادی پر لیکر جاتی تو وہاں دلہن یہ پہن کر بیٹھی ہوتی تھی۔۔ میرا بھی بہت دل کرتا تھا پہننے کا۔۔ لیکن۔۔ یہ شوق بھی مائیں پورا کرواتی ہیں۔

ضحیٰ کی خوشی بچوں جیسی تھی۔ ملاوٹ سے پاک

پھر تو اللہ کا بہت بہت شکر ہے کہ تمہارا خواب پورا ہوگیا ضحیٰ

دعا بھی ضحیٰ کیلئے بہت خوش تھی۔

دعا جب تک بابا قاری صاحب کو نہیں لاتے تم میرے گجروں کی تین چار

تصویریں تو بنادو۔۔ فجر ابھی یہاں نہیں ہے جب وہ ملے گی تو میں اسے دکھادوں گی پلیز؟

ضحیٰ پھر سے معصومیت سے کہنے لگی۔

ضرور ضرور کیوں نہیں

دعا اب اسکی تصاویر بنانے لگی۔

کچھ دیر تصاویر بنواکر اب ضحیٰ دعا کی طرف لپکی۔

بہت خوبصورت لگ رہی ہو تم ماشاءاللہ

دعا نے ضحیٰ کے گال کھینچے۔

کب تک آئیں گے آنٹی اور بلال؟

ضحیٰ نے تجسس سے پوچھا۔

کیوں اب کیا انتظار نہیں ہورہا؟

دعا مسکرائی۔

نہیں ایسی بات نہیں ہے دعا۔۔ وہ ایکچولی مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے۔۔ میں نے آج ناشتہ بھی نہیں کیا اور دعا یہ ایسے کپڑے بھی نہیں پہنے کبھی۔۔ ابھی عجیب لگ رہا ہے مجھے۔۔ اس لئے پوچھ رہی ہوں۔

شرمندہ ہوتے ہوئے وہ اب سر جھکائے کہنے لگی۔

تم رکو میں کچھ لیکر آتی ہوں۔۔ کیونکہ انہیں ابھی کچھ دیر ہے۔

ضحیٰ کا سر سہلاکر دعا فوراً سے کمرے سے نکلی۔

ضحیٰ یہ کھالو۔۔۔

آدھے گھنٹے بعد جب دعا کمرے میں کھانا لیکر داخل ہوئی تو سامنے ضحیٰ پھر سے گدھے گھوڑے بیچ کر سوچکی تھی۔ کھانا تو بہانا تھا۔۔ اصل میں تو ضحیٰ کی آج صبح صبح نیند خراب کردی گئی تھی۔

اللہ معاف کرے لڑکی جلدی اٹھو قاری صاحب دروازے پر ہیں۔

دعا نے ہڑبڑاہٹ میں اسے اٹھانا شروع کیا۔

ضحیٰ؟ اللہ اللہ پہلی دلہن دیکھی ہے جو نکاح پر سورہی ہے۔۔ ضحیٰ

دعا نے مکمل قوت سے اسے جھنجھوڑا۔

دعا میں سوئی نہیں ہوں۔۔ بس ایسے ہی تھک گئی تھی تو لیٹ گئی۔ تم جاؤ دروازہ کھولو میں چادر لیتی ہوں۔

ضحیٰ نے فوراً سے اٹھ کر اب چادر سے خود کو ڈھانپا۔

ضحیٰ؟ بیٹا آجائیں قاری صاحب؟

کمال صاحب اب کمرے کے باہر کھڑے بولے۔

جی جی آجائیں۔

ضحیٰ نے اب خود کو سمیٹا۔

کچھ ہی لمحات میں اس کی دنیا بدلنے جارہی تھی۔

قاری صاحب اب اس سے نکاح کی اجازت لینے آچکے تھے۔

لیکن کوئی تھا جو اندر نہیں آیا تھا۔۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ وہ باہر بھی موجود نہیں تھا۔

ضحیٰ کمال کیا آپ کو محمد بلال ولد محمد احمد سے نکاح قبول ہے؟

قاری صاحب نے اجازت طلب کی۔

قبول ہے

فوراً سے ضحیٰ نے اجازت دی۔

الحمد للہ میرے اللہ میرے پیارے اللہ آپ بہت پیارے ہیں میرے اللہ میرے پیارے اللہ

سفید شلوار قمیض پہنے بلال جو باہر کھڑا سب سن رہا تھا نکاح کے الفاظ سنتے ہی بولا۔

بلال کی خوشی کا تو اب کوئی ٹھکانا ہی نہیں تھا۔

کمال صاحب مولوی صاحب کو لیکر اب باہر چھوڑنے جاچکے تھے اور اسی موقع کا فائدہ اٹھا کر اب بلال فوراً سے کمرے میں گیا۔

بلال کے یوں اچانک آجانے پر ضحیٰ ہڑ بڑائی۔ فوراً سے اس نے خود کو پھر سے ڈھانپا۔

فکر نہیں کرو ضحیٰ۔۔ بلال اب تمہارا محرم ہے

دعا کی یہ بات سن کر ضحیٰ کی سانس میں سانس آئی۔

میں آپ سے بہت خوش ہوں آپ نے بابا کو بلایا۔۔ اور ان سے تعلق ختم نہیں کیا ضحیٰ۔۔ میں آپ سے خوش ہوں اور راضی ہوں۔۔ اللہ بھی آپ سے بہت راضی ہوجائیں۔ آمین

ضحیٰ کے گال کھینچتے ہوئے بلال نے بہت پیار سے کہا۔

بلال

ضحیٰ شرما رہی تھی۔

میں آپ کا محرم ہوں ضحیٰ مجھے اب آپ روک نہیں سکتیں محبت سے۔۔ ہاں شکل پہ نہیں جایئے گا۔۔ لیکن دل بہت خوبصورت ملے گا آپ کو۔۔ ابھی میں چلتا ہوں اس سے پہلے انکل آجائیں۔ دعا میں باہر بیٹھا ہوں۔۔ کوشش کرنا

جلدی ہی آجائیں آپ دونوں۔

پھر سے ضحیٰ کے گال سہلاتا وہ وہاں سے بھاگا۔

لیکن ضحیٰ اب بھی حیرت میں تھی۔

تم شرمندہ مت ہونا ضحیٰ۔۔ میں جانتی ہوں اسے۔۔ اسکی یہ بچکانا حرکتیں نہیں جاتیں۔۔ لیکن دیکھو ایسا انسان ملے گا نہیں تمہیں۔۔ یہ نہیں کہ میرا بھائی ہے لیکن بات یہ ہے کہ اللہ کا بندہ ہے۔

دعا نے شرارت سے اس کے پاس آ کر آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

دعا تم بھی نہ

ضحیٰ اب مزید شرمندہ ہوئی تھی اور اسی شرمندگی میں اس نے دعا کو دور کیا۔

چلو پھر میں باہر ہوں۔۔ انکل کا انتظار ہے پھر چلتی ہوں۔

مسکراتے ہوئے وہ اب جانے کو بڑھی۔

دعا؟

ضحیٰ نے فوراً اسے پکارا۔

جی؟

دعا جاتے ہوئے مڑی۔

تیری دوستی میں یارا

میں نے محرم اپنا پایا

ضحیٰ نے مسکراتے ہوئے اسے گلے سے لگایا۔ جواباً دعا نے بھی اس پر اپنی گرفت مضبوط کی۔

بلیو جینز کے ساتھ اسکن براؤن کریو نیک شرٹ پر نیوی بلیو بلیزر پہنے وہ کتنی دیر سے کافی شاپ میں بیٹھے کسی کا انتظار کررہا تھا۔ آخر کار تنگ آکر اب وہ جانے کو اٹھا ہی تھا کہ سامنے مہرون فراک پہنے اسکن چادر پیچھے سے دونوں کندھوں سے آگے کو ڈالے وہ اس کے سامنے تھی۔

شکر ہے خدا کا ورنہ میں تو کہہ رہا تھا کہ شاید فجر آج آئے ہی نہ۔

التمش نے لمبا سانس خارج کیا۔

کیوں؟ کیا تم نہیں چاہتے تھے کہ میں آؤں؟

بنا ہلے جلے وہ وہیں کھڑی گفتگو کا آغاز کرنے لگی۔

کم آن فجر۔۔ یہ عجیب سی باتیں کیوں کرتی رہتی ہو تم۔۔ میں نے کبھی تمہیں منع کیا ہے ملنے سے جو یہ سب۔۔۔

میں نے تمہیں جب آخری مرتبہ بلایا تھا تو کہاں تھے تم؟ میں تمہارا انتظار کر

کر کے تھک گئی تھی التمش تم نہیں آئے تھے۔

التمش کو ٹوکتے ہوئے وہ فوراً بولی۔

فجر میں بہت دفعہ تمہیں یہ بات بتا چکا ہوں کہ میں شوٹ پر ہوتا ہوں۔۔ اور اکثر فون بھی ڈیڈ ہوجاتا ہے۔ میں جتنا فارغ پہلے ہوا کرتا تھا اتنا اب نہیں ہوں۔۔ یقین کرو۔ اس موقع پر تو تمہیں میرا ساتھ دینا چاہئے اور تم ہی ایسی باتیں۔۔۔

بیک اپس ہوا کرتے تھے نہ تمہارے پاس ہر چیز ہر بات کے بتاؤ میں چلی گئی تو کیا کروگے؟

التمش کو روکتے ہوئے وہ سیدھا مدعے پر آئی۔

ک ک کیا؟

التمش کو عجیب لگا تھا۔ کیونکہ یہ بات اس کیلئے قبول کرنا مشکل ہورہی تھی۔ التمش نے تو اس بارے میں کبھی سوچا ہی نہیں تھا۔

میرے جانے کے بعد کیا بیک اپ ہے؟

فجر کی آنکھیں نم ہوچکی تھیں۔ وہ مزید آنسوؤں کو سنبھال نہیں پارہی تھی۔

کیوں کررہی ہو یہ فضول باتیں؟ نشہ وشہ کیا ہوا ہے کیا کوئی؟ یا کہیں گری ہو اور دماغ میں چوٹ لگ گئی ہے؟

التمش کے جذبات الجھنے لگے۔ مزید دو منٹ تک التمش روپڑتا۔

التمش جو پوچھ رہی ہوں وہ بتاؤ

فجر اپنی بات دہرانے لگی۔

یار کوئی بیک اپ نہیں ہے۔۔ محبت میں بیک اپس نہیں رکھے جاتے۔۔ محبت بیک اپس رکھ کر کی ہی نہیں جاتی۔۔ بیک اپس دماغ رکھتا ہے اور محبت تو بس دل کا سکون ہے۔۔ محبوب ایک واحد انسان ہوتا ہے فجر جس کا نعم البدل نہیں ہوتا۔ اور اگر کسی نے کوئی بیک اپ رکھا ہوتا ہے تو وہ کبھی محبت کرتا ہی نہیں۔ محبوب کا بھی بھلا کوئی نعم البدل ہوتا ہے۔

فجر کے سوالات سے تنگ آکر اس نے چلاتے ہوئے کہا۔ کافی شاپ میں موجود تمام لوگ التمش کی طرف حیرت سے دیکھنے لگے۔

تو تم نے غلط کیا ہے التمش کل میرا نکاح ہوگیا ہے۔

کتنی ہی دیر سے جو آنسو سنبھالنے کی کوشش تھی وہ اب ناکام ہوئی۔

فجر؟

التمش کا توازن کھویا۔ وہ بمشکل خود کو سنبھالتے ہوئے کرسی پر جا بیٹھا۔

تم مزاق کررہی ہو نہ میرے ساتھ؟

التمش کو اب بھی اپنے کانوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔

فجر نے جواباً نفی میں سر ہلایا۔

بابا نے ملتان بلایا تھا۔۔ مجھے لگا سب ٹھیک کردیں گے۔۔ لیکن۔

لیکن انہوں نے نکاح کروادیا التمش

فجر اب ہچکیوں میں اسے سب بتاتی جارہی تھی۔ التمش اسے چپ کروانا چاہتا تھا۔۔ سنبھالنا چاہتا تھا لیکن اسے تو آج خود سنبھلنے کی ضرورت تھی۔

تم نے ایک دفعہ بھی میرا ذکر نہیں کیا؟

التمش نے اپنے آنسو صاف کیئے۔۔ وہ تقریباً خود کو نارمل کرچکا تھا۔

میں بولتی تو۔۔۔

تم بولتی تو تمہیں ایک بار پھر گھر سے نکال دیا جاتا۔ تمہیں بدکردار کہا جاتا اور وہی مشرقی مسائل فجر میں نے تمہارے لئے آواز اٹھاتے ایک دفعہ بھی نہیں سوچا تھا فجر

کس سے نکاح کیا ہے؟

وہ بے بسی سے بس اسے دیکھ رہا تھا۔

مجھے نہیں پتا بابا کو رشتہ آیا تھا تو انہوں نے

مجھ سے محبت چھین لی نہ فجر میری

ایک نگاہ فجر پر ڈال کر اب وہ آسمان کی طرف دیکھنے لگا۔ لبوں نے حرکت کی۔ ناجانے وہ کیا کہہ رہا تھا۔

جاؤ۔۔ اسے بھی نہیں ملے گی محبت

دل پر ہاتھ رکھ کر اس نے فجر کے شوہر کیلیئے بہت خوبصورت بات کہی تھی۔ یہ قیمتی لمحہ تھا۔۔ جب دل کو چیرا گیا تھا۔ آج تو دعا قبول ہوتی کیسے نہ۔

التم۔۔۔

اور ہاں

تیری دوستی میں یارا

میں نے من یہ اپنا مارا

جاتے ہوئے وہ رکا۔ مڑ کر فجر پر ایک بھرپور نگاہ ڈال کر اس نے آنکھوں سے آنسو صاف کیئے اور کہتے چل دیا۔ وہ روتی فجر کو تو وہیں چھوڑ گیا تھا۔ لیکن اب رکنا بنتا بھی تو نہ تھا۔

تیری دوستی میں یارا

میں نے من یہ اپنا مارا

ڈھلتی شام اور سرد ہواؤں میں آج وہ پھر اس کمزور اور وقت سے پڑتے شجر کے پتوں کو دیکھتی شاید ان کے گلے شکوے سننا چاہتی تھی۔ لیکن سرد ہوائیں آج نہ اس شجر کو اجازت دے رہیں تھیں اور نہ فجر کو جیسے جیسے روشنی کم ہوتی جارہی تھی فجر کی روح اندھیروں سے پھیلتی جارہی تھی۔ پھیلتے اندھیرے کے ساتھ فجر میں جو تھوڑی بہت امیدِ زندگی تھی وہ بھی ختم ہوگئی۔

بلاشبہ شام میں گم ہوتے جاؤ تو انسان کی روح میں مایوسی پھیلتی جاتی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ کچھ لوگوں کیلئے یہ ڈھلتا سورج سکون بھی لاتا ہو لیکن فجر کی روح صرف مایوسیوں سے بھرا کرتی تھی۔

مجھ سے میری محبت چھین لی نہ فجر جاؤ اسے بھی نہیں ملے گی

اچانک سے التمش کی آواز نے اس کی روح کو مزید تکلیف میں دھکیلا۔ فجر نے خوف سے آنکھیں بند تو کیں لیکن یہ کوئی کھیل تو تھا نہیں کہ آنکھیں بند کرلو اور مصیبت غائب ہوجائے گی۔

بوئے بیجوں کا پھل تو نکلتا ہی ہے، پھر چاہے میٹھا ہو یا زہریلا

یہاں کیوں بیٹھی ہو فجر؟ چلو اندر آؤ

سمیہ بیگم فجر کو لان میں بیٹھے دیکھ کر اسے آواز دیتے ہوئے بولیں۔

سکون لینے کیلئے ماں

فجر بغیر مڑے دور سے ہی چلائی۔

جسے نماز میں بھی سکون نہیں ملتا اسے کہیں اور سکون نہیں ملتا فجر جاؤ اللہ سے معافی مانگو۔ ایسی کیا خطا کی ہے جو سکون چھن گیا ہے تم سے

سمیہ بیگم اب فجر کے پاس آئیں۔

کس کس خطا پر معافی مانگوں ماں؟ میری تو روح خطاؤں سے بھر چکی ہے۔

ٹھنڈی آہ بھر کر وہ اب وہاں سے اٹھ کر جانے لگی۔

ایک بار سیاہ روح کو جھکا کر رولو۔۔ معافی مانگ لو۔۔ دل کو پاک کرلو اور پھر۔۔۔پھر عہد کرلو کہ اب خطاؤں سے بچوں گی۔۔ اب نہیں کروں گی کوئی غلط کام

سمیہ بیگم اب اس کے پاس آ کھڑی ہوئیں۔

جواباً فجر نے کچھ کہے بغیر سر جھکایا۔ لیکن آنکھیں تھیں جو کہہ رہی تھیں کہ آپ نہیں سمجھیں گی ماں۔ لیکن اگر فجر سمجھتی تو وہ ٹھیک کہہ رہیں تھیں۔

اور سنو کپڑے نکال کر رکھ دیئے ہیں باہر۔ کچھ ہی دیر میں تمہارے سسرال والے آرہے ہیں لینے تمہیں۔ اور یاد آیا اسحاق کے پاس تصویر ہے محمد خان کی۔۔ چاہو تو دیکھ لینا

سمیہ بیگم اب مسکرائیں۔ وہ خوش تھیں۔

التمش نہیں تو کوئی بھی ہو کیا فرق پڑتا ہے ماں گزارا ہی تو کرنا ہے بس

فجر نے پھر سے سر کو خم دیکر جاتے ہوئے خود کلامی کی۔

نیوی بلیو پمپس کے ساتھ گولڈن ٹراؤزر پر نیوی بلیو کُرتے کے ساتھ ہم رنگ دوپٹہ پہنے وہ صوفے پر بیٹھے اس نئی جگہ کو تسلیم کرنے کی کوشش کررہی تھی۔

وہ باہر جاکر جگہ دیکھنا چاہتی تھی لوگوں سے ملنا چاہتی تھی لیکن اسے تو یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ اسے یہاں تک لایا کون ہے۔

تھک کر اب وہ ہمت کرکے وہاں سے اٹھی اور کھڑکی کھول کر باہر کا منظر دیکھنے لگی۔ سامنے اشجار کے سوا کچھ نہ تھا۔ یا کہا جائے کہ ایک گھنا جنگل تو زیادہ مناسب ہوگا۔

کتنی دیر کے انتظار کے بعد اب فجر میں خوف پیدا ہوتا جارہا تھا۔ محمد خان تھا یا ملک الموت اس خوفناک جگہ میں لاکر اب انتظار کروارہا تھا۔ فجر تجسس اور خوف سے مری جارہی تھی۔ آخر تھا کون جس کے ساتھ اسے اب ساری عمر گزارا کرنا تھا۔

فجر کو وہاں انتظار کرتے دو گھنٹے ہوچکے تھے۔ وقت اب اسے کھانے لگا۔

آہ

تنگ آکر وہ اب چلائی اور ساتھ ہی شرمندہ بھی ہوئی کیونکہ اب کوئی دروازے پر تھا۔

فجر نے یہ حرکت سے منہ موڑتے ہوئے دروازہ کی جانب پشت کی۔

بغیر زبان ہلائے اندر داخل ہوکر وہ اب دروازہ پھر سے بند کرنے لگا۔ فجر نے خاموش نگاہ اس پر ڈالنی چاہی۔

بلیک ویلوٹی پشاوری چپل پر سفید شلوار قمیض کے اوپر بلیک ویلوٹی ویسٹ کوٹ پہنے کمر پر ہاتھ باندھے وہ سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

مصطفیٰ مصطفیٰ جلال

فجر کے لبوں سے بے اختیار نکلا۔ ہاں اس نے ضرور کہا تھا کہ التمش نہیں تو کوئی بھی ہو کیا فرق پڑتا ہے گزارا ہی تو کرنا ہے لیکن مصطفیٰ نہیں التمش نہیں تو کوئی بھی لیکن مصطفیٰ نہیں

فجر کے یہ کہتے ہی وہ مسکرایا۔

محمد مصطفیٰ جلال خان

فجر اسے جانتی تھی لیکن اس کا مکمل تعارف وہ اب خود کروارہا تھا۔

فجر کے حواس جانے لگے۔ وہ تصور بھی نہیں کرسکتی تھی کہ محمد خان کے پیچھے مصطفی جلال نامی بلا ہوگی۔

اور آپ کے حقیقی شوہر

مصطفی نے ایک اور قیامت فجر پر ڈھائی۔

فجر مبہوت ہوکر اب بس اسے دیکھے جارہی تھی۔

ہمیں معلوم ہے کہ آپ کافی خوش ہیں ہمیں یہاں دیکھ کر لیکن ہم آپ کو۔۔۔

مصطفی نے تحمل سے کہنا شروع کیا ہی تھا کہ فجر اس کے بائیں طرف سے ہوکر دروازے کی طرف لپکی۔

کوئی ہے؟ مجھے یہاں سے نکالو ماں بابا اسحاق کوئی ہے مجھے نکالو یہاں سے

چلاتے ہوئے فجر نے دروازے کو زور سے مارنا شروع کیا۔

مصطفی وہیں کھڑا اسے دیکھنے لگا۔

کوئی ہے کہاں ہیں سب؟ کوئی ہے میری مدد کرو

فجر بغیر سوچے سمجھے چلاتی گئی۔

آپ کو لگتا ہے کہ جو انسان آپ سے نکاح کرچکا ہے وہ اتنا بیوقوف ہوگا کہ

آپ کو کسی ایسی جگہ پر لے آئے جہاں کوئی تیسرا موجود ہو۔ ہم مصطفیٰ جلال ہیں فجر نہیں

لبوں کو ہلکی سی مسکراہٹ میں ڈھال کر وہ اب اس کے قریب چلتا ہوا آیا۔

بھول جائیں جو زندگی گزار کر آئی ہیں یا جو گزارنے کے خواب دیکھتی رہی ہیں۔

ایک نیا آغاز کریں ہمارے ساتھ اپنے شوہر کے ساتھ خواب دیکھیں کوئی پابندی نہیں ہے لیکن آپ کے ہر خواب میں اب ہمارا ہونا لازم ہے

مصطفیٰ نے فجر کی طرف مسکراتے ہوئے ہاتھ بڑھایا۔

فجر جیسے جیسے اس کی باتیں سن رہی تھی رہا سہا حوصلہ بھی ختم ہوتا جارہا تھا۔

کوئی ہے؟ دروازہ کھولو یار کوئی بھی نہیں ہے کیا

تھک کر آخری کوشش پر اس نے دروازے کو زوردار کِک رسید کی۔

ہماری احمق جان یہاں ہمارے اور آپ کے سوا کوئی بھی نہیں ہے۔

ہاتھوں کو سینے پر باندھ کر مصطفیٰ دروازے پر سر رکھ کر اسے تحمل سے دیکھنے لگا۔

ظالم بھیڑیئے تم نے کیا کہا تھا بابا کو تم نے بابا کو ڈرایا دھمکایا ہوگا ورنہ وہ اتنے گھٹیا انسان سے تو نہیں کرتے میرا نکاح بتاؤ تم نے کیا کہا تھا میرے بابا

کو

فجر نے چلاتے ہوئے اس کے سینے پر مارنا شروع کیا۔

ہمیں کیا ضرورت ہے آپ کے بابا کو ڈرانے کی؟ باعزت لوگ باعزت طریقے سے بات کرتے ہیں اور باعزت لوگ باعزت طریقے سے مان جایا کرتے ہیں یہ یہاں وہاں بیٹھ کر ملنے سے رشتے نہیں بنا کرتے

اور یہ کیا طریقہ ہے اپنے شوہر کو مخاطب کرنے کا؟ ظالم بھیڑیا؟ ہمم؟ ہم آپ سے محبت کرتے ہیں اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ ہمیں کسی بھی طریقے سے مخاطب کریں گی ہم قبول کریں گے ہرگز نہیں ہم صرف محبت میں ہی نہیں رشتوں میں بھی احترام کے قائل ہیں

دوبارہ ہمیں اس طرح سے مت کیجئے گا مخاطب

فجر کے دونوں ہاتھوں پر اپنی گرفت مضبوط کرکے مصطفیٰ نے اسے روکا۔

ماں نے کہا تھا انہوں نے تحقیق کی تھی تمہارے بارے میں یہ کیسی تحقیق تھی انہوں نے ایک ظالم کے ساتھ باندھ دیا مجھے۔

فجر نے اب رونا شروع کیا۔

ہم ظالم نہیں ہیں فجر یہ کس طرح کا خیال کر بیٹھی ہیں ہمارے بارے میں آپ

مصطفیٰ نے اسے چپ کروانے کی کوشش کی لیکن اب فجر کو کون روکتا۔

ماں بابا مجھے لے جائیں یہاں سے خدارا مجھے نہیں رہنا یہاں میں مرجاؤں گی ماں

دروازے کو زور سے پیٹ کر اب وہ دروازے کے ساتھ لگ کر آہستہ آہستہ نیچے بیٹھنے لگی۔

ہم آپ کو ہمیشہ یہاں نہیں رکھنے والے فجر۔ بس جب تک آپ کو ہم سے محبت نہیں ہوجاتی۔۔ ہم نہیں چاہتے کہ آپ داجی بابا کے سامنے یہ سب کہیں۔ ان سے ملنے کیلیئے آپ کو اپنا آپ سدھارنا ہوگا۔

مصطفیٰ بھی اس کے قریب آ بیٹھا۔

تم تم کہتے تھے میں اچھی نہیں ہوں گھٹیا ہوں بدکردار ہوں بری ہوں پھر کیوں نکاح کیا تم نے مجھ سے؟ تم نے زندگی برباد کردی میری

ہچکیوں میں بھی اس نے آواز کو نرم نہیں کیا تھا۔

ہم نے اتنا سب نہیں کہا تھا بیگم ہم نے بس یہ کہا تھا کہ آپ باوقار نہیں۔۔ اور یقین کریں آپ باہر کی گندی دنیا میں یونہی گھومتی رہتیں تو آپ باوقار بن بھی نہیں سکتی تھیں۔ بس اب آپ ہمارے ہاتھ تھام لیجئے

اس محبت بھرے لہجے سے فجر کی روح میں زہر گھلنے لگا۔

تمہاری یہ ضد جان لے جائے گی میری مصطفیٰ

فجر ہمت ہار چکی تھی۔

آپ کیوں نہیں سمجھتیں بیگم۔ یہ ضد نہیں ہے یہ محبت ہے اور محبت مارتی نہیں ہے محبت جینا سکھاتی ہے سکون دیتی ہے۔

مصطفیٰ نے فجر پر نگاہ ڈالی جو اسے بس حیرت سے دیکھے جارہی تھی۔

پتا نہیں ہمیشہ میرے ہی ساتھ کیوں ہوتا ہے ایسا۔۔ میں نے کیا برا کیا ہے کسی کا جو میرے ساتھ برے برے حادثات ہوتے رہتے ہیں۔

مصطفیٰ سے نگاہ ہٹا کر اب اس نے گھٹنوں پر سر رکھ کر بے بسی سے کہا۔

انسان کے ساتھ اللہ ہمیشہ ویسا ہی معاملہ کرتے ہیں جیسا وہ گمان کرتا ہے۔ آپ ہمیں ہمارے سامنے برا حادثہ کہہ رہی ہیں۔۔ حیرت کی بات ہے کہ مصطفیٰ جلال کے سامنے اسے برا حادثہ کہا جارہا ہے

وہ مسکرایا۔

خیر۔۔ ہمیں ہمیشہ سے گمان تھا کہ ہمیں محبت مشکل سے ملے گی۔۔ ایسا نہیں تھا کہ ہم اسے پا نہیں سکیں گے۔۔ آپ کی مثال سامنے ہے۔۔ لیکن مشقت بہت کرنی پڑے گی۔ یہ محبت اور رزق ایک جیسے ہی ہوتے ہیں۔

کسی لاپرواہ اور ناشکرے کو ایسے ہی مل جایا کرتا ہے اور کسی محنت کش کو

مسلسل جدوجہد اور مشقت کے بعد ملتا ہے۔ لیکن مل جاتا ہے

ایسا نہیں ہوتا کہ رشتوں یا محبتوں کی کمی ہوتی ہے لیکن کوئی ایک شخص ہوتا ہے جو آپ کو اپنے لئے تڑپاتا ہے۔۔اور آپ اس کی محبت کیلئے ترستے ہیں۔۔ تڑپتے ہیں۔۔ رسوا بھی ہونا ہو تو ہوجاتے ہیں۔

زلیخا خاتون کے پاس کس چیز کی کمی تھی؟ لیکن وہ بھی تڑپی تھیں یوسف کیلئے رسوا تک ہوگئی تھیں لیکن یوسف کو نہیں چھوڑا

ہم جانتے ہیں کہ ہم نے آپ سے محبت کرکے اس محبت کو پاک بنا کر آپ سے نکاح کیا ہے تو اللہ ہمیں خالی ہاتھ نہیں رکھیں گے۔۔ رہی بات مشقت کی تو کوئی نہیں۔۔ کرلیتے ہیں

اٹھتے ہوئے مصطفیٰ نے ویسٹ کوٹ اور جوتے اتار کر دور رکھے۔

وہ ظالم جابر بھیڑیا آج اپنی درندگی نہیں دکھا رہا تھا۔ وہ تو آج محبتوں کی باتیں کررہا تھا۔ کیا واقعی اسے محبت تھی فجر سے یا پھر یہ کوئی نیا طریقہ تھا کسی ظلم کا۔

اور فرض کریں آپ کا اگر ہم سے نکاح نہیں بھی ہوتا تو آپ کیسے گزارا کرتیں اس ظالم دنیا میں؟ اتنا تو آپ کو پتا چلتا نہیں ہے کہ ایک انسان آپ کے سامنے اندر داخل ہوا ہے اور کہہ رہا ہے کہ ہم دونوں کے علاوہ کوئی نہیں ہے اس گھر میں تو کسی نے باہر سے دروازہ بند کیسے کرلینا تھا؟ احمق بیگم

دروازہ آپ کے سامنے بند کیا ہے ہم نے ایک دفعہ کوشش تو کی ہوتی ہے حواس میں رہ کر

زوردار قہقہہ ہوا میں بلند کرکے وہ بیڈ پر جا گرا۔

فجر بغیر سوچے سمجھے وہاں سے بھاگنے کو اٹھی۔

یہ دروازہ بند نہیں تھا لیکن مین گیٹ بند ہے کوشش بھی نہیں کیجئے گا فرار ہونے کی کیونکہ مصطفی جلال کو غداری نہیں پسند

فجر نے دروازہ کھولا ہی تھا کہ مصطفی نے سائیڈ ٹیبل پر پڑا پانی کا گلاس اٹھا کر فجر کے پیروں میں پھینکا۔

اس گھر میں آپ کو ہر طرح کی آزادی ہے لیکن یہاں سے باہر قدم رکھنے کا سوچا بھی تو آپ جان سے جائیں گی۔

سنجیدگی سے کہتا وہ پھر سے لیٹا۔

میں غلام نہیں ہوں تمہاری مصطفی میں یہاں قید میں نہیں رہ سکتی

ٹوٹا گلاس پکڑ کر اب وہ مصطفی کی طرف کرتے اسے ڈرانے لگی۔ جیسے تو وہ ڈر ہی جاتا۔

تو باہر آزادی سے گھومتے ہوئے جب باجوہ جیسے کتے مل جایا کرتے ہیں تو خوشی ہوتی ہے آپ کو؟ آزادی ضروری ہے یا عزت؟

مصطفیٰ کی اس بات نے فجر کو خاموش کروایا۔

اور یہ چھوڑیں۔۔ چوٹ لگ جائے گی آپ کو۔۔ بلاوجہ خون بہے گا۔

فجر کی کلائی پر گرفت مضبوط کرکے اس نے کانچ دور پھینکا۔

تمہارے ہاتھوں مرنے سے اچھا ہے کسی کتے کے ہی ہاتھوں مر جاؤں

فجر نے اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی۔

بلاوجہ کی نفرت ہے یہ

مصطفیٰ کے لہجے میں اب بلا کی سنجیدگی تھی۔

تم جیسے ظالم بھیڑیئے سے بلاوجہ کوئی بھی نفرت نہیں کرسکتا

فجر نے نہایت سختی اور حقارت سے الفاظ ادا کئے تھے۔

فجر کی اس بات پر مصطفیٰ کے تیور لمحوں میں بدلے۔

اس نے بمشکل غصے پر قابو پایا۔ ایک لمبا سانس خارج کرکے اس نے فجر کو دور پھینکا اور خود اٹھ کھڑا ہوا۔

سفید نرم پیر جب کانچ پر سے گزر رہے تھے تو ان سے خون نکلتے زمین پر لگ رہا تھا لیکن جلال کے جلال کو کہاں یہ سب دکھ رہا تھا۔ وہ وہاں سے جاچکا تھا اور فجر کو مزید خوف اور تکلیف میں ڈال گیا تھا۔

اتنا ظالم ہے یہ انسان کہ اسے خود پر بھی رحم نہیں آتا؟ کانچ پر چلتے ہوئے بھی تکلیف نہیں ہوئی اسے؟ خود پر تو رحم آتا نہیں ہے اسے اور کہتا ہے مجھ سے محبت ہے مرجائے کہیں

مصطفیٰ کی فکر کئے بغیر اس نے مصطفیٰ کو کوسنا ضروری سمجھا۔

ساری رات گزر چکی تھی لیکن مصطفیٰ اب تک کمرے میں واپس نہیں آیا تھا۔ نئی جگہ تھی تو فجر بھی یہاں وہاں جانے سے گھبرا رہی تھی۔

مصطفیٰ کے جانے کے بعد وہ بھی کہاں نکلی تھی کمرے سے۔ لیکن اب اگلا دن تھا اور اندھیرے کی جگہ روشنی نے لیلی تھی۔ کمرا بالکل صاف تھا۔۔ فجر کے اٹھنے سے پہلے ہی کانچ صاف کردیا گیا تھا۔ بیزار ہوکر فون اٹھا کر اس نے اب ضحیٰ کو کال ملائی۔

کچھ دیر کی رِنگنگ کے بعد ضحیٰ نے فون اٹھایا۔

سلام دعا کے بعد طویل خاموشی تھی۔ فجر شرمندہ تھی۔

کیسی ہو تم؟

فجر کی حالت بھانپتے ہوئے ضحیٰ نے خود بات کا آغاز کیا۔

میں ٹھیک ہوں تم کیسی ہو؟ بلال کیسا ہے؟ تم دونوں ٹھیک تو ہو نہ؟

فجر ضحیٰ سے ان دونوں کی خیریت دریافت کرنے لگی۔

الحمد للہ فجر ہم دونوں بالکل ٹھیک ہیں۔۔ تم یہاں آئی تھی اور نہیں ملی مجھ سے مجھے بعد میں پتا چلا تو اتنا غصہ آیا تم پر میرے نکاح پر نہیں آئی تم میں ناراض ہوں تم سے

ضحیٰ نے دوبارہ اسی طرح شکوے شروع کئے تھا۔

میں کونسا خوشی سے نہیں آئی۔ ادھر خود پھنسی ہوئی تھی میں۔

منہ بسورتے ہوئے اس نے بھڑاس نکالنا شروع کی۔

کیا مطلب؟

ضحیٰ پریشان ہوئی۔

مصطفیٰ جلال سے نکاح کروا دیا بابا نے میرا اس ظالم جابر بھیڑئے سے

فجر نے سرگوشی کی۔ وہ نہیں چاہتی تھی مصطفیٰ اسے سنے۔

کیا؟ تم سچ کہہ رہی ہو؟ یا اللہ

ضحیٰ پر بھی یہ بات قیامت کی طرح ٹوٹی۔ فجر نے باتیں ہی اتنی خطرناک بتارکھیں تھیں مصطفیٰ کے بارے میں

اچھا تم پریشان نہیں ہو۔ پازیٹیو رہو۔۔ دیکھو اللہ بہت حکمت والے ہیں انہوں

نے کسی بہتری کیلیئے ہی کیا ہوگا یہ کام۔ اور ہوسکتا ہے مصطفیٰ جلال اتنا برا نہ ہو جتنا تمہیں لگتا ہے۔۔ کیونکہ اگر برا ہوتا تو تم سے نکاح کیوں کرتا؟ یہ بھی تو دیکھو کہ اس نے سہی راستہ اختیار کیا ہے تم تک آنے کا

ضحیٰ اسے سمجھانے لگی۔

فضول باتیں نہیں کرو۔

فجر بیزار ہوئی تھی۔

دیکھو فجر جو تمہارے حق میں ہوتا ہے نہ وہ تین ملاقاتوں کے بعد بھی مل جاتا ہے اور جو نہیں ہوتا وہ چھ سال کے بعد بھی نہیں ملتا۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ تم نے التمش کے ساتھ اچھا نہیں کیا لیکن ضروری نہیں کہ اب مصطفیٰ جلال کو بھی ماضی کیلیئے تنگ کرتی رہو۔ جو ہے اس پر شکر کرو اور جو چلا گیا اس کیلیئے دعا کرو۔

ضحیٰ نے بات مکمل کی۔

وہ ظالم ہے ضحیٰ میں نہیں کرسکتی قبول اسے

فجر نے بے بسی ظاہر کی۔

ایک موقع دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ صرف ایک موقع تو دو اسے اچھا سنو میں اور بلال عمرے کیلیئے نکل رہے ہیں میں وہاں جاکر تمہارے لئے اور

مصطفٰی جلال کیلئے بہت ساری دعا کروں گی اور اس سب کے بارے میں ہم آکر بات کریں گے۔۔ اوکے؟ تب تک تم صبر کرو اور اللہ پر یقین رکھو۔ اللہ حافظ

جلدی میں ضحیٰ نے فون بند کیا

جیسے تو یہ بہت آسان ہے نہ

فون بند کرکے وہ اب مڑی ہی تھی کہ کمر پر ہاتھ باندھے وہ سنجیدہ کھڑا اسے سن رہا تھا۔

آپ اتنی احمق ہیں بیگم یا ہم سے ملنے کے بعد ہوگئی ہیں؟

اللہ اپنے کلامِ پاک میں فرماتے ہیں

ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ۔

وہ(بیویاں) تمہارا لباس ہیں اور تم(شوہر) انکا لباس ہو

اور اس آیت میں یہ بھی آتا ہے کہ آپ کو اپنے شوہر کی خامیاں اور رازوں کو پردے میں رکھنا ہے۔۔ ان سے متعلق کوئی بھی بات کسی بھی غیر کے سامنے نہیں کرنی ہے لباس انسان کی زینت ہوتا ہے اس سے خود کو ڈھانپا جاتا ہے یہاں وہاں بیٹھ کر یہ نہیں بتایا جاتا کہ اسے پیوند لگی ہے۔۔ ابھی تو اللہ کا

شکر ہے کہ ہم دوسروں کی طرح آپ کو تنگ کر کے نہیں رکھتے ورنہ کسے معلوم کس طرح کی باتیں پھیلارہی ہوتی ہمارے بارے میں۔ احمق بیگم

وارڈروب سے کپڑے نکال کر اسے کھاجانے والی نظروں سے دیکھتا وہ جا ہی رہا تھا کہ کچھ سوچ کر رکا۔

یہ فون فساد کی جڑ اب ہاتھ میں نہیں دکھے ہمیں۔۔ بدنام کردیں گی آپ تو ہمیں

فجر کے ہاتھ سے فون پکڑ کے وہ ساتھ ہی لے گیا۔

لیکن فجر وہی کھڑی اسے حیرت شرمندگی اور غصے سے دیکھتی رہی۔ اب زندگی ویسے بھی آسان کہاں رہی تھی۔

ڈارک براؤن شلوار قمیض پہنے بالوں میں ٹاول پھیرتے مصطفیٰ اب ڈریسنگ کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ ٹاول رکھ کر اب اس نے ہیئر ڈرائیر اٹھایا۔ ساتھ ہی ایک بھرپور نگاہ اس نے کمرے میں ڈالی۔ فجر غائب تھی۔۔ مصطفیٰ بالوں میں کنگھی پھیرتے ہوئے مسلسل مسکراتے جارہا تھا۔

ایک پیار کا دریا ہے موجوں کی روانی ہے۔۔ زندگی اور کچھ بھی نہیں۔۔۔۔۔

تیری میری کہانی ہے

گنگناتا ہوا وہ مڑا تو سامنے فجر کھڑی تھی۔ آخری جملے پر اس نے شرارتاً اسے آنکھ ماری۔

باہر کتے کیوں ہیں؟

ڈری سہمی وہ اب بیڈ کے قریب اور مصطفیٰ کے بہت دور آ کھڑی ہوئی۔

کل رات آپ نے بہت غرور سے کہا تھا کہ ہمارے ہاتھوں مرنے سے بہتر ہے کہ آپ کسی کتے کے ہاتھوں مرجائیں۔ خیر ہمارا تو کوئی ارادہ نہیں ہے آپ کو مارنے کا لیکن اگر ان جنگلی کتوں سے شوق پورے کروانے ہوں تو آپ کیلئے حاضر ہیں بیگم

مسکراتے ہوئے اس نے اب واپس ڈریسنگ کی طرف مڑ کر پرفیوم اٹھائی۔

تم پاگل ہو؟ کیونکہ کوئی سہی انسان تو ایسی بیوقوفانہ حرکتیں نہیں کرسکتا۔

چلاتے ہوئے فجر کے لہجے میں اچانک سے نرمی آئی۔

اللہ جی یہ کیا کردیا ہے آپ نے میرے ساتھ

بیڈ پر بیٹھ کر اب وہ رونے لگی۔

مصطفیٰ اسے خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔ آخر کچھ دیر بعد وہ اس کے قریب آ بیٹھا۔

کب قبول کریں گی آپ ہمیں؟

مصطفیٰ تحمل سے اس سے پوچھنے لگا۔

کبھی نہیں

فجر نے بھرپور حقارت سے کہا۔

مستقبل میں کیا ہوجائے کسی کو نہیں پتا ہوتا۔ اتنے برے تو نہیں ہیں جتنا آپ نے ہمیں بنا دیا ہے۔ ایک بار محبت سے دیکھیں تو۔۔ محبت نہ ہوئی تو قدر کرلیجئے گا

فجر کا ہاتھ تھام کر وہ پھر سے محبت سے بولا

مجھ سے میری محبت چھین لی نہ فجر۔۔ جاؤ اسے بھی نہیں ملے گی

فجر اسے حیرت سے دیکھے جارہی تھی۔

اپنا ہاتھ چھڑواکر ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے اس نے نفی میں سر ہلایا۔ التمش کسی صورت اسکے ذہن سے نہیں نکل پارہا تھا۔

مصطفیٰ نے بمشکل جذبات قابو میں کئے۔

آپ کہتی ہیں ہم ظالم ہیں ظلم کرنے والوں کی زندگیاں زیادہ دیر نہیں ہوتیں فجر۔۔ ہوسکتا ہے ابھی جائیں اور واپس نہ آئیں تو؟ پچھتائیں گی بھی نہیں؟

لہجے میں بلا کی نرمی رکھے وہ اس وقت معصوم ترین انسان لگا تھا۔

اللہ کریں آمین

نفرت بھرے لہجے میں کہہ کر وہ وہاں سے اٹھ کر جا چکی تھی۔

ظالم بھیڑئے کی آنکھیں نم پڑ چکی تھیں۔

ہمارے مہمان آرہے ہیں کچھ دیر نیچے مت آئے گا

سر جھکا کر اس نے خود کو قابو میں کیا اور وہاں سے چل دیا۔

لازمی تو نہیں ہوتا کہ آپ کو اگر محبت نہیں ملی تو آپ کسی کو دیں گے بھی نہیں۔

میں مرجاؤں گی دو دن اور رکی یہاں تو

وہ چلائی۔ مگر اسے سننے والا جاچکا تھا۔

کمر پر ہاتھ باندھے وسیع ٹی وی لاؤنج میں باہر کا نظارہ کرتے وہ کچھ دیر پہلے رونما ہونے والے حادثے میں ابھی بھی گم تھا۔

مصطفیٰ تم ٹھیک نہیں ہو تو ہم بعد میں بات کرلیں گے۔۔ آرام کرلو ابھی۔

زمیر جو کب سے بول رہا تھا جب مصطفیٰ کو متوجہ نہ پاسکا تو فوراً سے بولا۔

ہم ٹھیک ہیں تم بتاؤ

مصطفیٰ زمیر کی آواز پر فوراً سے متوجہ ہوا۔

میں دیکھ رہا ہوں تم پریشان ہو نہیں سن رہے بات میری۔ بتاؤ کوئی مسئلہ ہے تو میں حل کردوں؟ ہمم؟

زمیر اس کے روبرو ہوا۔

ہمیں ہمارے مسائل حل کرنا آتے ہیں زمیر تمہیں جو کام سونپا جاتا ہے اس پر توجہ دیا کرو

مصطفیٰ کے لہجے میں سختی آئی۔

بیس سال سے ساتھ ہوں تیرے۔۔ تیرے لبوں سے پہلے تیرا چہرہ پریشانی بتادیتا ہے۔ اب بتا رہا ہے کہ نہیں؟

زمیر نے پھر سے کوشش کی۔

ہمارے خیال میں زمیر تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔ یہ ہمیں دو اور جاؤ چائے بنا کے لاؤ

زمیر کے ہاتھ میں موجود فائل پکڑتے ہوئے مصطفیٰ نے اسے کچھ دیر کیلئے خود سے دور بھیجا۔

بلیک جینز پر وائٹ شرٹ اور بلیک اوورکوٹ اور پونی ٹیل میں فجر اب نیچے

آنے ہی لگی تھی کہ زمیر کو کچن سے چائے پکڑے باہر آتا دیکھ کر وہیں رک گئی۔

ابھی ابھی تو مصطفیٰ سے بحث ہوئی تھی بار بار اسے منہ کون لگاتا۔ وہیں کھڑی وہ اب ان دونوں کے جانے کا انتظار کرنے لگی۔

گیارہ پانچ پر آج یہ اسی شاپنگ مال میں آرہا ہے۔ سب کو خبر کردو کہ اسے یہاں سے اٹھا کر اسی کچی سڑک پر لے آئے۔۔ آگے کا کام ہمارا ہے

مصطفیٰ شاید پھر سے کسی کا قتل کرنے والا تھا۔ فجر کے جسم میں پھر سے ایک خوف کی لہر دوڑی۔ لیکن اب یہ تو روز کا معمول بنتا جارہا تھا۔

آگے کا کام میں کرلیتا ہوں آج؟ تم آرام کرلو

زمیر نے اس سے اجازت چاہی۔

زمیر ہم ٹھیک ہیں بالکل ہمیں اچھا لگتا ہے ہمیں کرنے دو

مصطفیٰ نے نفی میں سر ہلاکر انکار کیا۔

یقین نہیں ہے بھائی پر؟

زمیر اسے دیکھنے لگا۔

بھائی ہی تو یقین ہے لیکن ہم اس کی سانسیں لیکر بہتر محسوس کریں گے۔

مصطفی مسکرایا۔

ویمپائر ہے کیا

غصے سے فجر کا سر پھٹنے لگا تھا۔

جیسا تو بہتر سمجھے پھر

زمیر اب جانے کیلئے اٹھا۔

برتن واپس رکھ دینا کچن میں ہم نکلتے ہیں اس سے پہلے کے دیر ہوجائے خبر کردینا سب کو

مصطفی بھی جانے کو اٹھا۔

اللہ کے امان میں

مصطفی کو تھپکی دیکر زمیر نے اپنے ساتھ ہونے کا احساس دلایا تھا۔

مصطفی فوراً سے وہاں سے نکل چکا تھا۔

بات سنیں؟

زمیر ابھی کچن میں کپس رکھ کر جانے کو مڑا ہی تھا کہ فجر نے اسے فوراً سے آواز دی۔

زمیر بغیر مڑے وہیں رک گیا۔

مجھے آپ کی مدد چاہئے

فجر نے فوراً سے التجا کر ڈالی۔

✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

چاروں اطراف اشجار کا نظارہ بھی اب اسے اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ کمر پر ہاتھ باندھے وہ مسلسل ساتھ کھڑی خاتون کی باتیں تو سن رہا تھا لیکن اسے مکمل توجہ نہیں دے رہا تھا۔

جلال؟ آپ ہمیں سن نہیں رہے؟

یہ پہلی دفعہ نہیں تھا جب مصطفیٰ اسے سن نہیں رہا تھا۔۔ سنا تو وہ سب کو کرتا تھا۔ ہاں مگر کسے جواب دینا ہے اور کس کی بات پر خاموش رہنا ہے یہ مصطفیٰ کو اچھے سے آتا تھا۔

ہم سن رہے ہیں آپ کو۔۔ دراصل ہم کافی شرمندہ تھے

وہ جو جلال کی ایک نظر کو ترس رہی تھی اس کے مزید قریب ہوئی۔

کس بات پر شرمندہ ہیں جلال صاحب؟

آگے بڑھ کر اس نے مصطفیٰ کی بازو تھامنے کی کوشش کی

ہم شرمندہ ہیں ہم آپ کو اپنے نکاح پر نہیں بلا سکے۔

فوراً سے کچھ دور ہوکر مصطفیٰ نے اس پر قیامت ڈھائی۔

مصطفیٰ جانتا تھا کہ اس کے دل و دماغ میں کیا چل رہا ہے۔ بہتری اسی میں تھی کہ پہلے ہی محتاط کردیا جاتا۔

آپ نے بتایا ہی نہیں۔۔۔

بمشکل وہ یہی کہہ پائی۔ آسان نہیں تھا یہ سب سہنا۔ جب آپ کسی میں اپنی زندگی دیکھتے ہوں وہی کسی اور کو اپنی زندگی بتائے تو جان تو نکل ہی جاتی ہے۔

ہم چلتے ہیں اب

وہ جانے کو مڑی ہی تھی کہ سامنے سے زمیر اور فجر کو آتے دیکھا۔

جنت

فجر کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

وہ یہاں کیا کررہی تھی۔ کیا وہ اسے ڈھونڈتے ہوئے یہاں تک آگئی تھی؟

تم یہاں کیا کررہی ہو فجر؟

جنت کی حیرت سے آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

کیا یہ وہی ہے جس کا ذکر مصطفیٰ کررہا تھا؟ لیکن مصطفیٰ اس سے شادی کیوں کرے گا؟ مطلب اگر شادی ہوئی بھی ہوتی تو مصطفیٰ اسے ایسا لباس پہننے دیتا؟

نہیں ایسا ممکن نہیں

ہزاروں سوچوں میں اس نے خود کو ہوش دلوائی۔

لیکن فجر کی توجہ اب مصطفی کی جانب تھی جو ان کی جانب پشت کئے کھڑا تھا۔

جنت آپ جلدی سے یہاں سے چلی جائیں

زمیر آتے ہوئے طوفان کی خاموشی محسوس کرچکا تھا۔

حیرت اور پریشانی کے جذبات میں گھری وہ فوراً وہاں سے بھاگی۔

فجر کو معلوم نہیں تھا کہ اب کتنا بڑا ہنگامہ ہونے والا ہے۔ چھوٹے چھوٹے قدم لیتے وہ اب مصطفی کے پیچھے آ کھڑی ہوئی۔

مصطفی؟

فجر ڈری ہوئی تھی۔

جواباً مصطفی خاموش تھا۔ وہ اسے دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔

---مصطفی فجر کو

زمیر کا اتنا کہنا ہی تھا کہ مصطفی نے فوراً سے حیرت بھری نگاہ زمیر پر ڈالی۔ وہ وہیں خاموش ہوگیا۔ زمیر جان گیا تھا کہ مصطفی کو زمیر کی زبان سے فجر کا نام گراں گزرا ہے۔

ہاتھ اب بھی کمر پر بندھے تھے۔

سزا؟

مختصر سی بات کہہ کر وہ اب جواب کیلئے زمیر کی طرف دیکھنے لگا۔

زمیر پھر سے اس کی آنکھوں میں رحم ڈھونڈھنے لگا۔

ہاں؟

مصطفیٰ مضبوط بننے کی مکمل کوشش کررہا تھا لیکن پھر بھی آنکھیں بھیگنے لگیں۔

آپ تو نہایت بزدل ہیں بیگم۔۔ اتنا بڑا قدم نہیں اٹھا سکتیں اکیلے۔۔ ہم جانتے تھے کہ یہ ضرور کسی وفادار کتے کا کام ہے

فجر پر مختصر سی نگاہ ڈال کر وہ اب زمیر کی طرف متوجہ ہوا۔

چل سزا ہم خود طے کریں گے۔۔ تو بس یہ بتا کیوں؟

زمیر کی خوف سے زبان رک چکی تھی۔

مصطفیٰ زمیر کو میں نے کہا۔۔۔

فجر پھر سے کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن مصطفیٰ اسے سن ہی نہیں پارہا تھا۔

بتا نا کیوں؟ ہم ہی کیوں؟ ہمیں ہی کیوں دھوکہ دیا؟

مصطفیٰ نے اب اسے جھنجھوڑا۔

مصطفیٰ میری بات سنیں زمیر کی اس میں کوئی۔۔۔

فجر کو آہستہ آہستہ معلوم ہورہا تھا کہ معاملات بگڑ رہے ہیں۔

وہ کل آئی ہیں تو بیس سال سے ساتھ ہے۔۔ وہ محبت ہے تو دوست ہے۔۔ آج ہی تجھے۔۔ بلکہ صبح ہی بتایا تھا کہ یقین تو ہے۔۔ تو بھائی نہیں تو یقین ہے۔۔ تجھے پتا تھا اس حرکت پر ردِ عمل کیا ہوگا میرا

مصطفیٰ نے اسے مارنے کیلئے ہاتھ اٹھایا تھا کہ فوراً سے رکا۔

مصطفیٰ میری غلطی ہے انہوں نے تو بس مدد۔۔۔

مدد؟ زمیر تو خود بتا تو بیس سال سے ساتھ ہے۔

ہمارے ہوتے ہوئے تیری مدد کی ضرورت تھی؟

فجر کو سنے بغیر وہ اب زمیر کی طرف پھر سے متوجہ ہوا۔

اللہ پاک کی قسم جی چاہ رہا ہے تیرا سر قلم کرکے سرِ عام سنگسار کریں تو ایک غیر مرد ہوتے ہوئے ہماری بیگم کو ایک غیر مرد سے ملوانے لے گیا تو زمیر تو کیسے

فجر اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ اسے کیسے پتا چلا کہ وہ التمش سے ملنے گئی تھی۔

مصط

زمیر نے بمشکل کہنے کی کوشش کی۔

ایسا بھی کیا تھا کہ تونے ہمیں بتانا ہی مناسب نہیں سمجھا؟

اب کی بار مصطفیٰ دھاڑا۔

میں نے انھے۔۔۔

فجر پھر سے بولنے کی غلطی کر بیٹھی تھی۔

جب مرد آپس میں بات کررہے ہوں تو خواتین کو اجازت نہیں ہوتی درمیان میں بولنے کی اپنے کمرے میں جائیں دروازہ بند کریں اور خبردار خبردار جو وہاں سے نکلی بھی تو ہمیں ایک لمحہ نہیں لگے گا آپ کے جسم سے روح نکالنے میں جایئے

مصطفیٰ کے جس روپ سے وہ ڈرتی تھی آخر کار اسے دکھا دیا گیا تھا۔ فجر نے ضبط کا ہاتھ تھاما اور وہاں سے چل دی۔

جرم تونے کیا ہے۔۔ سزا بھی تو تیری ہی ہوگی

یاد ہے ساتویں جماعت میں ساغر نامی لڑکے نے ہمیں دھوکہ دیا تھا۔ یاد ہی ہوگا تجھے تو

یہ بھی یاد ہے تونے کیا کہا تھا ہمیں؟

مصطفیٰ جو تمہیں ایک دفعہ دھوکہ دے سکتا ہے وہ دوبارہ دیتے ہوئے بھی

سوچے گا نہیں۔۔ تو بہتر ہے کہ تم اسے خود سے دور کرکے اسے اپنی شکل کیلئے بھی ترساؤ

وہ اب زمیر کی جانب پشت کئے کمر پر ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔

مصطفیٰ اللہ معاف کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں تو ایک موقع۔۔۔

معاف کردیا

لیکن احتیاط ضروری ہے بہت میرے بھائی تو نہیں ہوگا تو مر نہیں جائیں گے ہم غائب ہوجا شکل نہیں دیکھنا چاہتے ہم دوبارہ تیری

ایک ایک حرف مصطفیٰ نے سختی سے ادا کیا۔

بیس سال کا تعلق۔۔۔

جسکی تونے قدر نہیں کی

مصطفیٰ تو ویسے نہیں ہارتا تھا آج تو پھر غلطی بھی مقابل کی تھی۔

مصطفیٰ؟ میری زندگی میں کوئی نہیں ہے تیرے سوا تو جانتا ہے۔۔ میرے ساتھ یہ ظلم نہ کر مار لے جان لیلے لیکن دور نہ کر میں مرجاؤں گا

زمیر نے التجا کی۔

مر تو چکا تھا تُو اسی لمحہ جب غداری کی۔ یہ زمیر تو ہمیں ویسے بھی قبول نہیں

آخری الفاظ کہہ کر وہ اسے وہی روتا چھوڑ گیا تھا۔

مصطفی ظالم نہیں تھا مگر آس پاس کے لوگ جب مواقع خود پیدا کردیں ظلم کے تو کیا کیا جاسکتا ہے۔ اور غلطیوں پر سزائیں تو دی جاتی ہیں۔ سزا کو اب آپ ظلم کہیں تو یہ بھی تو ظلم ہے

موت کے انتظار میں کمرے میں یہاں وہاں ٹہلتے اب وہ تھک گئی تھی۔ کمرے میں بند رہنے کی عادی کہاں تھی فجر۔۔ وہ تو بس یہاں وہاں گھومتی رہتی تھی اور یہاں وہاں گھومتے ہوئے ہی اسے مصطفی ملا تھا۔

آخر تنگ آکر اب وہ باہر نکلنے کو بڑھی۔ دروازے کی جانب بڑھتے ہوئے اس نے دروازہ کھولا ہی تھا کہ سامنے کمر پر ہاتھ باندھے سنجیدگی چہرے پر سجائے مصطفی کھڑا تھا۔

زمیر کے ساتھ کیا کیا؟

ڈرتے ہوئے مگر ہمت کرکے فجر نے پوچھ ہی لیا۔

ہٹیں

مصطفی اس سے الجھنا نہیں چاہتا تھا۔

کیا؟

فجر نے نا سمجھتے ہوئے کہا۔

ہم کہہ رہے ہیں کہ ہمارے سامنے سے ہٹیں بیگم

اب کی بار مصطفیٰ نے تحمل سے کہا۔ کچھ لمحات پہلے والے مصطفیٰ اور اب کے مصطفیٰ میں زمین آسمان کا فرق تھا۔

فجر حیرت سے اسے دیکھتی وہی کھڑی تھی

ہم ہاتھ لگائیں آپ کو پھر؟

مناسب؟

مصطفیٰ نے اب سنجیدگی سے سرسری سی نگاہ فجر پر ڈالی۔ فجر ایک لمحے سے پہلے سائیڈ پہ ہوئی۔

محبت آپ کو خود راس نہیں آتی اور بات کرتی ہیں ہمارے ظالم ہونے کی ہنہ نہ ہوں تو

فجر کے ہٹتے ہی اب وہ اس کی وارڈروب کی طرف بڑھا۔ فجر کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ اس کے سارے کپڑے نکال کر لے جانے لگا۔

یہ کیا کرنے لگے ہو؟

گھبراتی ہوئی وہ بھی اس کے پیچھے چل دی۔

مگر مصطفی خاموش تھا۔

آخر کار کپڑے لا کر اس نے باہر لان میں پھینکے اور واپس چلا گیا۔

فجر کو مصطفی کی اس حرکت پر بے پناہ غصہ آیا۔

کیا یہ اشارہ تھا کہ تم نے مجھے نکال دیا ہے اس گھر سے؟

جھک کر اس نے اپنے کپڑے اٹھانے شروع کئے ہی تھے کہ مصطفی پیچھے سے ان پر پیٹرول پھینکتا ماچس جلا کر پھینکنے لگا۔

میرے خدا تمہارا واقعی میں دماغ خراب ہوگیا ہے مصطفی یہ کیا کر رہے ہو میرے کپڑوں کے ساتھ

فجر نے مصطفی کو دور کرکے آگ بجھانے کی کوشش کی لیکن وہ آگ تھی۔ اور آگ تو لگ چکی تھی۔

یہاں آجائیں خاموشی سے۔۔ زخم آ جائے گا

فجر کو کھینچ کر اپنے قریب کرکے مصطفی نے اپنی گرفت اس پر مضبوط کی۔

مسئلہ کیا ہے تمہارا؟

فجر کا غصہ بڑھتا جارہا تھا۔

یہ لباس اچھا نہیں ہے بیگم ہم نے پہلے دن یہ بات کہی تھی کہ جو گزر گیا سو

گزر گیا اب آپ ہماری بیگم ہیں ہم نہیں چاہتے آپ یہ فحاش لباس پہنیں ہم کیا ہمارے خیال میں کوئی بھی مرد نہیں چاہے گا کہ انکی خاتون اس طرح کا لباس پہنیں۔ لباس انسان کی زینت ہوتا ہے اور عورت کا مطلب کیا ہوتا ہے؟ ڈھکی چھپی تو یہ کس طرح کی خواتین ہیں جو یہ لباس پہنے گھومتی ہیں؟

مصطفیٰ نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

یا اللہ مصطفیٰ یہ کسی کو دیا بھی جاسکتا تھا یوں جلا کر برباد کردیا سب

فجر نے ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی۔

جانے دیں ہماری بیگم خیر خواہ بننا اچھی بات ہے لیکن یہ لباس فحاشی کو جنم دیتا ہے۔۔ اور نیکی کرتے ہوئے گناہ نہیں کمانے کا ارادہ ہمارا

مصطفیٰ نے اسے آزاد کیا۔

تمہیں پتا ہے مصطفیٰ تم واقعی ظالم ہو

مصطفیٰ کو سنے بغیر وہ جانے کو مڑی۔

اور تمہیں پتا ہے مجھے تم سے شدید نفرت ہے

کچھ سوچ کر پھر سے رکی۔

ہم سے؟ ہمارے چہرے سے؟ یا پھر ہمارے کردار سے؟

اب پھر سے وہ سنجیدہ ہوا۔

کیا؟

فجر تو بس نفرت کرتی تھی۔۔ اتنی اقسام اسے کہاں پتا تھیں۔

چہرے سے نفرت کرنے والوں کی نفرت کردار دور کردیتا ہے لیکن کردار سے نفرت کرنے والوں کی نفرت کبھی ختم نہیں ہوتی

فجر اسے پھر سے غم زدہ کر چکی تھی۔

تمہارے ظالم کردار سے ہی نفرت کرتی ہوں میں

پھر سے حقارت بھرے لہجے میں کہتی وہ یہ بھی نہ سوچ پائی تھی کہ جو انسان اتنے پیار سے اسے رکھ رہا ہے اس کے دل پہ کیا گزرے گی۔

وہ جا چکی تھی مگر مصطفیٰ جلال وہیں ڈھلتی شام۔۔ سرد ہواؤں اور بھڑکتی آگ کے پاس موجود تھا۔

مگر فجر کے الفاظ سے مصطفیٰ منجمند ہوچکا تھا

کچھ دیر یونہی ساقط کھڑے رہنے کے بعد اب مصطفیٰ نے لمبے لمبے سانس لینے شروع کئے۔

شام کی سرد ہوائیں اور اشجار سے بڑھتی ٹھنڈ میں بھی الفاظ اسے شرابور کر گئے تھے۔ ماتھے سے پسینہ ہٹاکر وہ اب وہیں آگ کے پاس بیٹھا آنکھوں سے

گرتے آنسو صاف کرنے لگا۔

ایک غلطی ہوگئی ہم سے اللہ پاک جہاں یہ گمان تھا کہ محبت مشقت سے ملے گی وہاں یہ دعا کیوں نہ کی کہ ہمارے دل میں کسی غیر کی محبت نہ ڈالئے گا۔ یہ تکلیف ہر زخم سے بڑھ کر تکلیف دیتی ہے۔ یااللہ ہم نے دیر کی دعا میں۔۔ پر اللہ پاک ہمیں کسی انسان کے ہاتھ سے نہ توڑئے گا۔ یہ تکلیف بڑی تکلیف ہے اللہ پاک

سر جھکائے زمین پر دونوں ہاتھ رکھے وہ مسلسل رورہا تھا۔

اللہ پاک اگر فجر کو ہم سے کسی لمحے بھی محبت ہونی ہے تو انہیں ہمارے دل میں رکھئے گا ورنہ پیارے اللہ ہمارے دل کو پاک کردیجئے محبت سے اور ہر اس جذبے سے جو ہمیں کمزور کردے۔۔ ہماری روح کو گمراہ کرنے والے ہر جذبے کو ہم سے دور کردیجئے اللہ پاک

مصطفٰی کمزور پڑتا جارہا تھا۔

یہ دل یہ جسم یہ روح یہ سب آپ کا ہے اللہ پاک اسے کسی ایسے انسان سے نہ تڑوایئے گا جو اسے رسوا کردے ہم نے ہمیشہ اللہ پاک آپ کو اپنے امان میں دیا ہے۔۔ ہماری حفاظت کیجئے گا۔ جو مقدر میں نہیں ہے ابھی لیلیں تکلیف کم ہوگی۔۔ ہم سنبھال لیں گے خود کو۔۔ لیکن کچھ وقت بعد اللہ جی ہم مرجائیں گے۔

اللہ پاک آپ کا عہد کمزور پڑتا جارہا ہے اسے سنبھال لیجئے

آخری جملہ تو مصطفیٰ کے لبوں تک بھی نہ پہنچا تھا۔

فجر کیلئے وہ الفاظ ادا کرنا جتنے آسان تھے مصطفیٰ کیلئے قبول کرنا اتنے ہی مشکل۔
وہ شخص جو محبت میں احترام کا قائل تھا زبردستی محبت کیسے کروالیتا فجر سے

آف وائٹ فراک میں ملبوس وہ کچن میں چائے بنانے میں مصروف تھی جب اسے فون کے مسلسل بجنے کی آواز آئی۔

میرا فون تو بند ہے تو یہ مصطفیٰ کا ہے؟ اور کب سے کال آرہی ہے یہ اٹھا کیوں نہیں رہا۔

فجر کو حیرت ہوئی۔ دو دنوں میں پہلی بار آج وہ اس کے فون کی آواز سن پائی تھی۔ اور آج تو مصطفیٰ بھی نظر نہیں آرہا تھا۔

ظالم بھیڑیا آج کہاں گیا ہے۔ گھر میں اتنا سکون ہے۔ اتنی آسانی سے جان چھوڑنے والا تو ہے نہیں۔

فجر نے اب چائے کا کپ اٹھایا اور کچن سے باہر آئی۔ فون کی گھنٹی اب بھی بج رہی تھی۔

اللہ اللہ کسے موت پڑ رہی ہے۔ مصطفیٰ استغفر اللہ اسے کیوں بلا رہی ہوں۔۔

میرا کیا جارہا ہے جس کو زیادہ ضرورت ہوگی بعد میں بات کرلے گا۔

ٹی وی لاؤنج میں بیٹھ کر اب وہ چائے پینے لگی۔

اچھا بھئی آرہی ہوں۔۔ میں ہی آرہی ہوں

بیزار ہوکر وہ کپ میز پر رکھ کر زور زور سے پیر پٹختے ہوئے کمرے کی طرف گئی۔

سامنے بیڈ پر مصطفی کے فون کی سکرین جگمگا رہی تھی۔ فجر نے کمرے میں نظر دوڑائی مصطفی موجود نہیں تھا۔

یا اللہ یہ کہاں چلا گیا اب۔

فجر اب پریشان ہونے لگی تھی۔ آخر جلاد غائب ہوا تھا۔ اچھی علامت تو نہیں تھی۔

فجر نے اب مصطفی کا فون اٹھایا۔ اب بھی سکرین جگمگا رہی تھی۔ نمبر سیو نہیں تھا لیکن فجر کو وہ نمبر رٹا ہوا تھا۔

جنت

فجر کے لبوں سے بے اختیار نکلا۔

فجر نے ایک لمحے سے پہلے فون اٹھایا۔

جلا جلال ہمیں خدا کیلئے یہاں سے لے چلیں

جنت کی آواز سن کر لگ رہا تھا کسی مصیبت میں ہے۔

لیکن ہم کہنا اس نے کب شروع کیا۔ فجر کو اب کچھ غلط لگنے لگا۔

جلال ہمیں یہاں سے لے چلیں خدارا ہم بہت بڑی مشکل میں ہیں۔۔ جلال آپ ہمیں سن رہے ہیں نہ۔ ہمیں لے چلیں ہم پر ایک آخری احسان کردیجئے جلال

جنت کی آواز بیٹھنے لگی تھی۔

جنت کیا ہوا ہے مجھے بتاؤ تم کہاں ہو اور کون سی مصیبت

فجر نے بغیر کچھ سوچے سمجھے فوراً سے پوچھا۔

فجر؟ فجر تم ہو؟ فجر میری بات سنو فجر یہ التمش التمش مجھے پتا نہیں کہاں لے آیا ہے اور کہہ رہا ہے مجھ سے شادی کرنے والا ہے فجر تم اسے منع کرو... فجر التمش کو بولو میری زندگی۔۔۔

جنت

جنت ابھی بول ہی رہی تھی کہ التمش چلایا۔ یقیناً وہ اس سے چھپ کر بات کررہی تھی۔

التمش التمش میری بات سنو یہ پاگلوں والی حرکتیں مت کرو۔۔ التمش میری

بات سنو یہ کر کیا۔۔۔

فجر یہ سوچے بغیر کہ التمش اسے سن نہیں رہا بولتی جارہی تھی۔

اس پریشانی میں وہ یہ بھی نہ دیکھ سکی تھی کہ جلاد کمر پر ہاتھ باندھے اسی کے پیچھے کھڑا ہے۔

التمش میری بات۔۔۔

فجر کا اتنا کہنا ہی تھا کہ مصطفی نے فون پکڑ کر فجر کو دور کیا

آج پہلی بار چہرے پر سنجیدگی اور تھکاوٹ تھی۔ کپڑوں پر گیلی مٹی کے نشانات واضح تھے۔

بال تک مصطفی کے الجھے تھے۔ مصطفی کو آج کوئی دیکھتا تو رحم کی نگاہ سے دیکھتا اور فجر کو غصے سے۔ کیا حال کرچکی تھی وہ اس کا ایک ہی رات میں۔ بزرگ دیکھتے تو فوراً طلاق کا معاہدہ کرتے۔ اور یہی مصطفی نہیں چاہتا تھا ورنہ کیوں لاتا وہ اسے سنسان جگہ پر۔

مصطفی مجھے بات کرنے دو وہ مصیبت میں۔۔۔

فجر نے آگے بڑھ کر فون لینا چاہا تو مصطفی نے پھر سے اسے پیچھے دھکیلا اور فون سپیکر پہ کیا۔

چھ سال برباد کرچکی ہے یہ تمہارے فجر اب مستقبل تباہ کرنے کا سوچ رہی تھی۔ تمہارے شوہر کا تو پتا نہیں لیکن جنت کا دل آگیا ہے اس پر۔ اور جنت کو تم جانتی ہو۔

ضروری نہیں کہ ایک اچھا محبوب نہیں بن سکا تو اچھا دوست بھی نہیں بن پاؤں گا۔ ہاں غلطی کی دیر کرکے پہلے جانا چاہئے تھا تمہارے گھر لیکن کوئی نہیں اب دیر نہیں کروں گا۔

اور ہاں

وہ کچھ دیر کو رکا۔ آنسوؤں کا ایک گولا اس کے گلے میں اٹکا تھا۔

تیری دوستی میں یارا

میں نے دل بھی اپنا مارا

وہ بے بسی سے مسکرایا۔

فجر اس کی حالت سمجھ گئی تھی وہ اسکے پاس جانا چاہتی تھی لیکن اب یہ بھی ممکن نہ تھا۔

التمش دیکھو میری بات سنو ایسا کچھ بھی۔۔۔

فجر بولتی جارہی تھی جب مصطفیٰ نے اسے فون کی سکرین دکھائی۔ فون بند ہوچکا تھا لیکن فجر کی پریشانی ختم نہیں ہوئی تھی۔

ہم ساری رات باہر پڑے رہے۔۔ آپ نے ایک دفعہ بھی نہیں دیکھا؟ مرجاتے تو؟ بارش بھی تو ہوئی تھی رات میں۔ تب بھی نہیں خیال آیا؟ محبت نہیں تو انسانیت ہی دکھا دیتیں

بارعب لہجے میں کہتا وہ فون بیڈ پر پھینک کر وارڈروب سے کپڑے لئے باتھروم جاچکا تھا۔

فجر کی پریشانیوں میں اب کہیں سے ضمیر بھی آیا تھا۔ وہ اتنی بھی بری نہیں تھی جتنی مصطفٰی کے ساتھ بن جایا کرتی تھی۔ مصطفٰی ظالم تھا فجر تو نہیں پھر اس نے ایسا رویہ کیوں رکھا ہوا تھا۔ وہ تو خود نفرت کرتی تھی ایسے رویے سے۔

تو کیسے رکھا جائے کسی کے ساتھ ایسا رویہ جو آپ پسند نہیں کرتے کہ کوئی آپ کے ساتھ رکھے۔

مصطفٰی مجھے معاف کردیجئے گا

بمشکل یہی بول پائی وہ۔ اور فوراً وہاں سے چل دی۔ ابھی تو اسے التمش کی فکر تھی۔

ہر طرف اندھیرا کئے وہ کمرے کے بیچ و بیچ بیٹھے گھٹنوں میں سر دیئے رو رہی تھی جب کسے نے دروازے پر ناک کیا۔

اسکائے بلیو شلوار قمیض میں مصطفیٰ اس کے کمرے میں جب داخل ہورہا تھا تو وہ اسے نا چاہتے ہوئے بھی دیکھ رہی تھی۔

آگے بڑھ کر مصطفیٰ نے کھڑکی سے تھوڑا سا پردہ ہٹایا۔ باہر سے آتی دھوپ سیدھا اس کی ویلوٹی براؤن پشاوری چپل پے پڑ رہی تھی۔

فجر کیلئے یہ لمحہ سکون کا تھا۔ وہ وقت کو وہیں روکنا چاہتی تھی مگر یہ بھی کوئی کر پایا ہے بھلا۔ فجر نے بے بس نگاہوں سے مصطفیٰ کو دیکھا جواباً وہ مسکرایا۔

اندھیروں میں کہیں نہ کہیں پے روشنی کا ہونا بہت ضروری ہے فجر۔۔ ورنہ انسان مایوسیوں میں چلا جاتا ہے

کچھ دیر رک کر وہ اب فجر کے پاس آ کر بیٹھا۔

میں کیسے محبت کروں تم سے؟ میں جب کوشش کرتی ہوں تو تمہارے اندر کا بھیڑیا میرے سامنے آجاتا ہے۔ محبت تو دور پھر رحم بھی نہیں آتا تم پر

فجر نے مصطفیٰ پر مختصر سی نگاہ ڈالی۔

انسان کو جانور سے تشبیہ نہیں دیتے بیگم ہم ظالم نہیں ہم منصف ہیں اور اللہ پاک محبت کرتا ہے انصاف کرنے والوں سے۔ ہمارے پاس طاقت ہے اور اس طاقت کا ہم اچھی جگہ پر استعمال کرتے ہیں۔ جہاں سزا دینے والے گناہ ہوتے ہیں وہاں سزا دی جاتی ہے۔ جو کچھ آپ دیکھ چکی ہیں اللہ گواہ ہے کہیں بھی

بے جا نقصان نہیں پہنچایا ہم نے کسی کو

مصطفٰی نے اس کا ذہن صاف کرنے کی کوشش کی۔

جنت؟ اس سے کیا تعلق ہے؟

فجر اب اس کی آنکھوں میں جواب ڈھونڈھنے لگی۔

جنت کچھ ماہ پہلے کام کے سلسلے میں ہی ہمیں کچھ لوگوں کے بارے میں معلومات چاہیئے تھی۔۔ جنت نے ہماری وہاں مدد کی تھی۔ پھر احسان ہم رکھتے نہیں کسی کا تو بدلے میں ہم نے انہیں کوئی شو جتوایا تھا۔ کسی کمپنی کیلیئے کام کرتی تھی یہ۔۔ انہوں نے کہا کہ وہ شو جیتنا ہے ہم نے کمپنی کے باس سے بات کی۔۔ مان گیا۔ بس اس سے زیادہ ہم نہیں جانتے انہیں

مصطفٰی کی یہ باتیں فجر پر بھاری پتھر کی طرح گریں۔

مصطفٰی وہ تم تھے تم نے میرا اور ضحیٰ کا چھ سال کا خواب چھین لیا۔ تم نے زندگی برباد کردی میری۔ اور اس سب کے بعد بھی جب مجھے وہ ساری جد و جہد کرنی پڑتی تھی تو تم نے مجھے جاہل کہا میں باوقار نہیں تھی مصطفٰی یا اللہ اتنا سب میں نے تمہاری وجہ سے سہا؟ مصطفٰی؟

فجر نے اسے بے یقینی سے دیکھا۔

ہم سمجھے نہیں بیگم؟

چہرے پر بلا کی معصومیت رکھے مصطفیٰ نے نا سمجھتے ہوئے کہا۔

جنت کے ساتھ یہ میرا اور ضحیٰ کا بھی خواب تھا ظالم بھیڑئے وہ تم تھے مصطفیٰ

تمہیں پتا ہے مصطفیٰ محبت ہونا آسان ہوتا ہے لیکن محبت کرنا بے انتہا مشکل اور میں تم سے محبت کرنے کی کوشش کررہی تھی مجھے ہوئی نہیں تھی۔ لیکن دیکھو تم تو حق ہی نہیں رکھتے اس بات کا کہ تمہیں پیار سے دیکھا بھی جائے۔

آنسوؤں میں روانی آئی۔

ہمیں علم نہیں تھا اس سب کا فجر ہم سے ہوئی ہے غلطی آپ معاف کردیں ہمیں۔ لیکن اللہ پاک کی قسم ہم نے جان بوجھ کر نہیں کیا

مصطفیٰ اب اٹھ کھڑا ہوا۔

نہیں ہرگز نہیں چلے جاؤ یہاں سے شکل نہیں دیکھنا چاہتی میں تم جیسے ظالم بھیڑیئے کی

فجر نے مصطفیٰ کو دھکیلتے ہوئے کمرے سے نکالا۔

بیگم ہماری بات سنیں اللہ گواہ ہیں ہم نے جان بوجھ کر کچھ نہیں کیا ہمیں معلوم ہوتا تو ہم نہیں کرتے ایسا کچھ بھی بیگم بات تو سن لیں ہماری فجر

دروازہ پیٹتے ہوئے اس نے فجر کو بہت پکارا۔

مگر فجر کہاں سنتی تھی اب۔ وہ کہاں دیکھتی تھی کہ طاقتوں سے لڑنے والا ظالم بھیڑیا اس کے سامنے محبت کے سامنے اتنا کمزور پڑ گیا تھا۔ وہ تو اب یہ بھی نہ سوچتا تھا کہ وہ ایک ناقدری لڑکی کے سامنے رو رہا ہے۔ باوقار عورت بھی نہیں ہے پھر بھی رلارہی ہے اسے۔

مگر پھر مصطفی نے خود کو خاموش کروالیا تھا۔ منہ پر ہاتھ رکھ کر آنسوؤں کا گلا گھوٹ کر

دو دن گزر چکے تھے اور مصطفی کا کوئی اتا پتا ہی نہیں تھا۔ فجر نے بھی کب کوشش کی تھی اس سے رابطہ کرنے کی لیکن ایسا بھی نہیں تھا کہ وہ پریشان نہیں تھی۔

شاید خوف تھا کہ اکیلی نہ رہ جائے اس جنگل میں۔

گھر کے باہر کھڑی وہ سامنے موجود اشجار کو دیکھ ہی رہی تھی جب زمیر کو آتے پایا۔

آپ واپس چلے جائیں وہیں سے۔۔ مصطفی نے دیکھ لیا تو اچھا نہیں ہوگا ہم دونوں کیلئے

فجر کے دل میں اب بھی اس کا خوف تھا۔

میں اٹھارہ سال کا تھا جب مجھے نروِس بریک ڈاؤن ہوا۔

آئی سی یو میں بیہوش پڑا رہتا تھا میں۔ داجی بابا بتاتے ہیں کہ جب اسے پتا چلا تو وہ پانچ منٹ میں پہنچا تھا اور میرے پاس سے نہیں گیا دوبارہ۔ پانچ چھ دن وہ وہیں میرے پاس رہا اور کہتا تھا

تو ہمیں بتاتا نا کہ کیا ہوا ہے یہاں کیوں آیا ہے؟ چل اٹھ یہاں سے چلتے ہیں باہر بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔ بتانا ایسا بھی کیا ہوا کہ تو یہاں آگیا لیکن بھائی کو نہیں بتایا۔ کوئی مسئلہ ہے پریشانی ہے ہمیں بول تو یہاں کیا کرنے آیا ہے اٹھ نہ یہ جگہ اچھی نہیں ہے تو نہیں آیا کر یہاں

داجی بابا کہتے ہیں ہمیں گمان ہوتا تھا کہ مصطفیٰ کے دماغ پر اثر ہوگیا ہے ہم اسے آرام کا کہتے تو وہ کہتا

داجی بابا آپ پاگل واگل ہیں کیا؟ ہمارا بھائی وہاں ہے اور ہم گھر جائیں ہمارے بھائی کو ہماری ضرورت ہے آپ سب کی نہیں یہ فضول باتیں نہیں کیا کریں

اور پھر سے میرے پاس آجاتا

زمیر کی سرخ آنکھیں فجر کو ڈرارہی تھیں۔

میں دو سال کا تھا جب داجی بابا نے مجھے اپنا بیٹا کہا لیکن آج جو بھی ہوں

مصطفٰی کی وجہ سے ہوں۔ لیکن مجھ سے بھی زیادہ محبت اس نے تم سے کی ہے۔ تمہیں عزیز رکھا تھا۔

وہ انسان جو میرے ہر برے وقت میں میرے ساتھ رہا ہے آج تمہاری وجہ سے صرف مجھے معلوم بھی نہیں ہو پایا کہ وہ اس حال میں ہے۔ اگر تو محبت یہ ہوتی ہے تو لعنت ہے اس پر

چلاتا ہوا وہ وہاں سے جانے کو بڑھا۔

مصطفٰی؟

فجر نے ڈرتے ہوئے پوچھا۔ حالانکہ اسے سمجھ جانا چاہئے تھا۔

آزاد کر گیا ہے وہ تمہیں مبارک ہو تمہیں محمد مصطفٰی جلال خان کی موت

ایک ایک حرف اس نے سختی سے ادا کیا۔

جہاں جانا ہے جاؤ لیکن کبھی بھی کسی کو یہ مت بتانا کہ تم نے مصطفٰی کو کیا کہا ہے لوگ جان لیلیں گے تمہاری اور یہ مصطفٰی کبھی نہیں چاہے گا۔

وہ پھر سے جانے کو مڑا۔

مصطفٰی کہاں ہے؟

فجر چلائی۔

زمیر نے فجر کو کھینچ کر گاڑی کے پیچھے پھینکا۔

یہ رہا مصطفی

سامنے مصطفی کی زخموں سے بھری لاش تھی۔ اسکائے بلیو شلوار قمیض خون سے بھری ہوئی تھی۔

دودن ہوگئے ہیں اسے مرے ہوئے دیکھو اور مجھے معلوم بھی نہیں ہوا یار

وہ چلایا۔

مصطفی نے خودکشی؟

فجر کی بولتی بند ہوگئی تھی۔ ہاں وہ اسے پسند نہیں کرتی تھی لیکن اسکے مرنے کی دعا تو کبھی نہ کی تھی۔

اور پھر چھن جانے کا عذاب بھی تو لوگ بعد میں ہی سمجھتے ہیں۔

بکواس نہیں کریں وہ محبت کرتا تھا اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ بزدل ہوگا پتا نہیں کیا کہا تھا آپ نے اسے۔۔ اپنے حواس کھو بیٹھا تھا وہ۔ گاڑی اور مصطفی دو دن بعد کھائی سے ملے ہیں

فجر کو دور کرکے اب وہ پھر سے گاڑی میں بیٹھ کر چل دیا۔

ارے آرام سے کان کے پردے ہیں ہمارے انسان ہیں ہم اتنا زور سے کیوں چلارہی ہیں آپ؟ ہم مصطفیٰ جلال ہیں اور یہ جیپ اور جگہ ہماری ہے۔۔ اب آپ اپنی تعریف کریں؟ بزدل خاتون یہ ایسا کون سا کام ہے جو کیفے میں ہوتا ہے؟

مجھ پر دکھاؤ اپنی درندگی واذا خاطبھم الجاھلون قالو سلاما محمد مصطفیٰ جلال خان آپ کے حقیقی شوہر یہ کیا طریقہ ہے اپنے شوہر کو مخاطب کرنے کا؟ ظالم بھیڑیا؟ ہمم؟ ہم آپ سے محبت کرتے ہیں اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ ہمیں کسی بھی طریقے سے مخاطب کریں گی ہم قبول کریں گے تو باہر آزادی سے گھومتے ہوئے جب باجوہ جیسے کتے مل جایا کرتے ہیں تو خوشی ہوتی ہے آپ کو؟ احمق بیگم

خبردار جو وہاں سے نکلی بھی تو ہمیں ایک لمحہ نہیں لگے گا آپ کے جسم سے روح نکالنے میں جایئے بلخ نہ ہوں تو ابھی چلے گئے اور واپس نہ آئے تو؟

فجر تو اسے آخری بار چھو بھی نہیں سکی تھی۔

اتنا پکا تھا وہ زبان کا یا پھر یہ التمش کی دعا کا اثر تھا۔ فجر تو اب بولنے سننے سے بھی گئی تھی۔ تحفے میں ملی ہوئی محبت جھٹلانے والے لوگ کبھی خوش نہیں رہا کرتے۔

وقت کبھی نہیں دیکھا کرتا کہ ماضی میں کون تھا

وقت کبھی نہیں دیکھا کرتا کہ مستقبل کس کا ہے

وقت ہمیشہ حال میں چلا کرتا ہے

قدر کرنے والے خوش رہتے ہیں جیسے ضحیٰ رہی تھی۔

اور ناشکری تو مانگتی ہی عذاب ہے جو فجر نے جھیلنے تھے۔

فجر کی کہانی کا مرکزی کردار کب التمش سے مصطفیٰ جلال بن چکا تھا اسے پتا ہی نہیں چلا تھا۔ لیکن جب مرکزی کردار ہی نہ رہے تو کہانی ختم ہو جاتی ہے۔۔ پیچھے رہتے ہیں تو۔ پچھتاوے

❤ختم شدہ❤

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

( Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین